

خطبات

آل اندامنی کاظمی

۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۵ء

آل اندامنی کاظمی

کتاب خانہ

مکتبہ قادری

خُطَبَات

آلِ انڈیانسٹی کانفرنس

۱۹۲۵ء — تا — ۱۹۲۷ء

دو قومی نظریہ اور تحریکِ پاکستان میں علمائے
اہلِ سنت کے اجتماعی کردار کی تاریخی دستاویز،

محمد جلال الدین قادری

مکتبہ رضویہ گجرات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب _____ خطبات آل انڈیائی کانفرنس

مرتب _____ محمد جلال الدین قادری

کتابت _____ سید احمد

پروکس _____ حافظ پروکس، چوک انارکلی، لاہور

صفحات _____ ۳۴۸

طباعت بار اول _____ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ، ستمبر ۱۹۷۸ء

تعداد _____ ایک ہزار

ناشر _____ مکتبہ رضویہ، گجرات

مطبع _____ پرنٹرس، دویار مارکیٹ، لاہور

قیمت _____ ۲۱ روپے

ملنے کا پتا

۱ مکتبہ رضویہ، ریلوے روڈ، گجرات

۲ شرکت غفیر (ملیڈ) گنج بخش روڈ۔ لاہور

۳ رضابلی کیشنر، مین بازار داتا صاحب۔ لاہور

۴ عظیم پبلی کیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۱۹۹۷، لاہور

فہرست

۱ انساب _____ ۹

۲ دیدہ سکندری (عکس سرورق) _____ ۱۰

۳ عرض مرتب _____ ۱۱

۴ پاکستان اور سنی علماء و مشائخ _____ ۱۵

۵ آل انڈیائی کانفرنس _____ پس منظر اور مقاصد _____ ۷۶

۶ کچھ خطبات کے بارے میں _____ ۱۱۸

۷ (تعارف) الخطبۃ الاشرفیہ _____ ۱۲۲

۸ الخطبۃ الاشرفیہ _____ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی _____ ۱۲۵

۹ (تعارف) خطبہ صدارت _____ حجتہ الاسلام _____ ۱۳۷

۱۰ خطبہ صدارت جمعیت عالیہ _____ مولانا محمد حارث خاں قادری _____ ۱۳۹

۱۱ (تعارف) خطبہ صدارت، مراد آباد _____ ۱۹۲

۱۲ خطبہ صدارت سنی کانفرنس، مراد آباد _____ امیر ملت سید جماعت علی شاہ _____ ۱۹۵

۱۳ ہمارا ہی لقب ہے، دو جہاں میں اہل سنت کا (نظم) ناضل کچھو چھو _____ ۲۲۸

۱۴ علامہ اقبال کی تجویز تقسیم ہند اور آل انڈیائی کانفرنس _____ ۲۳۱

۱۵ (تعارف) خطبہ صدارت، بدایوں _____ ۲۳۵

۱۶ خطبہ صدارت سنی کانفرنس، بدایوں _____ امیر ملت سید جماعت علی شاہ _____ ۲۳۷

۱۷ (تعارف) خطبہ صدارت _____ سید مودودی پھونڈی _____ ۲۴۳

۱۸ خطبہ صدارت _____ سید مصباح الحق مودودی _____ ۲۴۵

۱۹ (تعارف) خطبہ صدارت _____ بنارس _____ ۲۵۲

۲۰ خطبہ صدارت جمہوریتہ اسلامیہ (بنارس) _____ سید محمد ممدت کچھو چھو _____ ۲۵۵

۲۱ مکتوب ممدت کچھو چھو بنام حضرت پیر مائیکل شریف _____ ۲۹۱

۲۲ تاثرات دل نشیں (نظم) _____ مولانا ضیاء القادری بدایونی _____ ۲۹۲

انتساب

غیر منقسم ہندوستان میں ہندو اکثریت کے صوبوں کے اُن کرداروں
فرزندان توحید کے نام — جنہوں نے یہ جانتے ہوئے
بھی کہ پاکستان کی آزاد ہواؤں میں وہ ایک سانس بھی
نہ لے سکیں گے محض اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کی رضا اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اپنے مسلمان
بھائیوں کے لیے آزاد وطن کے حصول کے لیے برہمنی
سامراج کی غلامی کی زنجیریں پہننا قبول کیں۔

۲۹۵	ترانہ پاکستان
۲۹۶	رتحارث (الحظۃ الاشرفیہ) — اجیر شریف
۲۹۹	الحظۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ (اجیر شریف) سید محمد محدث کچھوچھو
۳۰۷	وزیرستان سے قائد اعظم کے نام ایک خط
۳۰۸	اجلاس ممبئی (تقریر: مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری)
۳۰۹	سرس اعلیٰ حضرت بریلوی اور تائید تحریک پاکستان (مولانا احمد علی، مولانا نعیم الدین)
۳۱۲	مطالعہ پاکستان — آل انڈیا مسلم کانفرنس کا تاریخی فیصلہ
۳۱۳	سٹی کانفرنس، پھونڈ (تقریر: مولانا نعیم الدین، مولانا عبدالحامد)
۳۱۵	اجلاس انجمن نعمانیہ ہند، لاہور میں مولانا بدایونی کی تقریر
۳۱۶	سٹی کانفرنس، شاہجہانپور (تقریر: مولانا محمد دانش علی فریدی)
۳۲۱	اجلاس سٹی کانفرنس، پھونڈ (تقریر: مولانا عبدالحامد بدایونی)
۳۲۳	سٹی کانفرنس، کراچی (تقریر: مولانا عبدالحامد بدایونی)
۳۲۶	” ” ” ” (تقریر: علامہ عبدالحق صدیقی)
۳۲۹	سید محمد، محدث کچھوچھو کی تقریر
۳۳۴	مسلم لیگ کی عملی حمایت
۳۳۵	انتخابی مرکز میں کانگریس کی شکست فاش
۳۳۶	مولانا بدایونی کے دوسرے حجاز پر قائد اعظم کی مبارک باد
۳۳۷	علمائے اہل سنت کا پیام — مسلمانوں کے نام
۳۳۸	تاریخی فتویٰ (مطبوعہ عکس)
۳۳۹	آل انڈیا سنی کانفرنس — نذر بھگت صدر الافاضل (نظم)
۳۴۰	نوائے جمہوریت یا سنی کانفرنس کا ترانہ از منظر جلیپوری
۳۴۱	ویدیک سکندری کے ایک شمارہ کے سرورق کا عکس
۳۴۲	قطعہ تاریخ پاکستان — پروفیسر حامد حسن قادری
۳۴۳	قطعہ تاریخ طباعت — سید شرافت نوشاہی
۳۴۴	” ” ” ” ابوالطاهر فدا حسین فدا
۳۴۵	ماخذ و مراجع

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بہارِ حسین
رجسٹرڈ حرف ۱۵ نمبر ۱۵

کدھڑیں کدھڑیں

سُنی کا فہرست
 کو اپنی زندگی کے ہر موقع پر یاد رکھنے
 جو آپ کی مذہبی و دنیوی ترقی و ترقی کے
 واحد و منفرد ہے اس کی کتاب کو یاد رکھیں
 آپ کا نظام و مہمات متبہہ کرتے ہیں
 تو ان کو یاد رکھیں و ان کو ہمیشہ یاد رکھیں

قیمت ۲

۱۸۶۶ء کو چھپا ہے

مالک و محمد فضل حسن بری
 سالانہ امتحان
 چھٹا نمبر
 ۱۹۶۶ء
 ۱۶ اگست
 ۱۳۶۵ھ مطابق

میں سے پیچھے رہے اور اس کی بات کو علمائے
میں سے پیچھے رہے اور اس کی بات کو علمائے

ن
 میں نے میں گزرو
 جس کا بغیر ہے تو کہ وہ دیا ہے
 آفتاب میرا اس کی داخل ہو اور تو کو
 قربان کیا
 کہ تو میرا
 اولاد و قوت صفا ای ہے صبر و محبت
 چنانچہ بد دل
 مدد الفضل انوار الصلوات سے تخلص اعلیٰ
 اعلیٰ ہے یہ طور
 احوال کا غلط بیشتانی
 معین و رستوی
 اور شیر سیاحت نامہ شرملا
 عبادت کا کلام
 ہمایہ شریفیت معلوم اور پروردگار
 ایسے ہی کی
 حکایت و تجرید خواجہ سلطان
 صواب ہوئی
 ہیں چاروں سلسلہ کے شاعر ہیں
 اور ترقی دادی
 اعاد سے حلیت فری کی شرکت سے ہر
 ہر گوشہ بند
 ادا کی ظلت و درہل، بے و بچن
 اشعہ نبی
 کہتا ہے ستم و مست جگر ہوا
 چتایم شریعت کا ہے آل
 آج کی
 دیکھ سکتے رہی کا معاملہ آج کے
 کرا

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

سَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

پاکستان کے نخیل اور اس کے قیام کی جدوجہد کے پیچھے مسلمان قائدین، مفکرین اور مجاہدین کی صدیوں پر محیط کاوشیں اور قربانیاں شامل تھیں، عظمتِ رفتہ کی یاد، قوم کے مستقبل کو سنوارنے اور مسلمانوں کے قومی تشخص کو بحال کرنے کا جذبہ ان کے سینوں میں موجزن رہا، عامۃ الناس کی طرف سے اپنی دہشتہ روایات سے روگردانی علماء و مشائخ کا سوزِ جگر بن گئی، مسلمانوں کی تاریخ، روایات، نظریات، جذبات اور احساسات دب کر رہ گئے، قوم کی بے حسئی نے اکابر کو ٹپا دیا۔

برصغیر کی تاریخ میں قدم قدم پر منافقانہ ذہنیت اپنانا کا کرتی نظر آتی ہے، مسلمانوں کی سماجی، معاشی اور سیاسی حق تلفی ایک روایت بن گئی، ان ناگفتہ بہ حالات میں وسائل سے محرومی مسلمانوں کے لئے زندگی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی، سہو راج اور اتحاد کے روپ میں مسلمانوں سے مذہبی شعار چھڑائے گئے، ان ہی حالات میں قومی جدوجہد کی شمع روشن کرنے والوں میں علماء و صوفیاء پیش پیش رہے، غیر ملکی اقتدار سے نجات حاصل کرنے میں شجاعت و عزیمت کا مینار یہی گرہ رہا، وطن دشمن غداروں کے بہروپ کو اتارنے کا تلخ فریضہ انہوں نے ہی ادا کیا۔

ان یسکے ان عزم و استقلال کی داستان جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ ان کا جذبہ وقتی نہ تھا، ترک موالات، ہجرت، عدم تعاون وغیرہ تحریکات میں مسلمانوں نے کھویا زیادہ اور پایا کم۔ ان جذباتی تحریکات کا فائدہ متعصب ہندو کو پہنچا۔ ویسے یہ تحریکات جس کروفر سے شروع ہوئیں، اسی رفتار سے ابھی نیند سو گئیں نذر فراسٹ رکھنے والے اکابر ہمیشہ ان وقتی اور جذباتی تحریکوں میں غلطیوں کی نشان دہی کرتے رہے، ان کے عزائم اور مقاصد کسی وقتی مصلحت کے تابع نہ ہوئے۔ رشد و ہدایت کے یہ مینار ہمیشہ روشنی دیتے رہے، نبی کے یہ

آپ کو کہی۔ فی تاجید و سحر کار و دوا عالم روی و مذاک سے عقیدت و توفیق
دیہ سکندر کی کامیابی آپ کے لئے سچا و درست ہے۔ یہی فراموش نہیں کیا

دیوانے ایسے فرزانے ثابت ہوئے کہ تاریخ نے ان کی عظمت کا لوہا مانا۔

ایک خاص ذہن کے حامل — آزادی کی کہانی لکھنے والوں نے نہ جانے کس مصلحت کے تحت ہمیشہ صوفیانے کرام اور علمائے عظام کے کردار کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعصب و عناد کی رو میں بہہ کر انصاف کا دامن چھوڑنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل بھی تاریخ محفوظ کر رہی ہے۔

مسلمانان برصغیر کی سیاسی راہنمائی کیلئے مسلم لیگ کا وجود ایک نعمت کا درجہ رکھتا تھا لیکن مسلمان کی زندگی میں سے مذہب اور سیاست کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے مختلف مذہبی، تعلیمی، اصلاحی اور سیاسی تنظیمیں قائم ہوئیں، ہر ایک کا جدا جدا مزاج تھا اور کام بھی جدا جدا، ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی ایک ایسی تنظیم ہو، جو مسلمانوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی کر سکے، اس کے پاس ہر مشکل کا حل ہو، مساجد کے حراب و ممبروں یا سیاست کا پُرخطر راستہ، تبلیغ کا وسیع میدان ہو یا تنظیم کی دشوار گزار منزل، سوشل سائنس کے دار کوار سے زندگی کا کوئی گوشہ خارج نہ ہو۔ ان ہی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اکابر اہل سنت نے ۱۹۲۵ء میں ایک تنظیم قائم کی، جو ان کے خلوص اور استقلال سے ایک ملک گیر تنظیم کی صورت اختیار کر گئی۔ اس عظیم جماعت کا نام ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ رکھا گیا، اسے ”جمہوریہ عالیہ اسلامیہ“ بھی کہا جاتا تھا۔

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، سواد اعظم (اہل سنت) کی تنظیم کا نام ہے۔ سنی کانفرنس کے اکابر کی عزیمت و ہمت کی داستان تاریخ کا ایک سہری باب ہے۔ اس کی پُرورش حمایت سے مسلم لیگ کا پاکستان حاصل کرنا اس کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ”سنی کانفرنس“ کے عائد کی انتھک کوششوں سے پاکستان کی منزل انتہائی قریب آگئی تھی۔ کانگریس اور اس کے حلیفوں کا ناقابل تسخیر قلعہ — اکھنڈ بھارت — ان ہی حضرات کے تعاون سے زمین بوس ہوا۔

اگرچہ غنائین نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مخالفوں اور غلط بیانیوں کے انبار لگا دیئے تاکہ اصلیت، صداقت اور حقائق عام نگاہوں سے پوشیدہ رہیں لیکن پھر بھی عزم و عمل

کی یہ داستان فاضل مؤرخین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اور انہوں نے اپنی تصانیف میں اس داستان کا ذکر مختصر پیش کیا ہے۔ مثلاً ”تاریخ نظریہ پاکستان“ میں پیام شاہجہان پوری نے اور ”تحریک و تاریخ پاکستان“ میں پروفیسر شیخ محمد رفیق، پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری اور پروفیسر نثار احمد چوہدری نے۔

مجھے مؤرخ ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں اور نہ حسن تحریک کا انداز رکھتا ہوں، ہاں تاریخ کا ایک طالب علم ضرور ہوں اور سینہ میں اسلاف کی عظمت جاگزیں ہے۔ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس کی تدوین و ترتیب دراصل اس نا انصافی کے ازالے کی ایک کوشش ہے، جو اپنوں کی کوتاہی اور غیروں کی جانبداری کی وجہ سے ”تاریخ“ بن گئی، ہمیں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ مختلف کتب تواریخ و سوانح مستند دستاویزات، قدیم رسائل و اخبارات سے مختصر اور موزوں مواد جمع کر دوں۔

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی مفصل اور مکمل تاریخ مرتب کرنے میں ایک عرصہ سے معروف ہوں یہ ایک طویل اور کٹھن کام ہے۔ مواد کی کمی یا اس کی وسعت کام کی رفتار پر اثر انداز رہی ہے۔ اس طویل عمل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک وقت درکار ہے لیکن حالات کی بیکار مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں، اس کے لئے یہ صورت نکالی کہ ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی تاریخ مرتب ہونے تک اکابر اہل سنت کے وہ خطبات شائع کر دیئے جائیں جو مختلف اوقات میں سنی کانفرنس کے اسٹیجوں پر پڑھے گئے۔ اس سے دو طرفہ فائدہ ہوگا۔ متعصب اور معاند کے لئے یہ خطبات ہمارا نہ عبرت ہوں گے اور حقیقت پسند کے لئے ”باعث مسرت“ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی مختلف سرگرمیوں کو جمع کرنے کے علاوہ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اس وقت تک تقریباً ایک سو پچیس اجلاسوں کی کارروائی دستیاب ہو چکی ہے، جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام برصغیر کے گوشہ گوشہ میں منعقد ہوئے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس کثیر تعداد میں اجلاس — اس کی ہر گیری پر دلالت کرتے ہیں، ان اجلاسوں سے جو اثرات مرتب ہوئے وہ انشاء اللہ العزیز آپ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں ملاحظہ کریں گے۔

خطبات کی ترتیب و تدوین کا انحصار بظاہر میری انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے مگر حقیقت

میں میرے متعدد کرم فرماؤں کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا مریہوں منت ہے۔ اس سلسلہ میں کمری حکیم محمد موسیٰ امرت سہری، صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور کی رہنمائی مجھے منزل مقصود تک لے آئی۔ مولوی فزاہی میں حکیم صاحب موصوف کی کوششیں سب سے زیادہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں محترم پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا الحاج پیر غلام قادر اشرفی، مولانا غلام محمد سہروردی، مولانا محمد نازوق درگاہی، بگراتی، جناب سید نور محمد قادری، محترمہ بیگم پروین آف مامی شریف، جناب محمد صادق قصوری، مولانا مظفر اقبال، رضوی، مولانا غلام تھانی اور مولانا حافظ محمد عبد الکریم قادری (ملفت گنج، بنگلہ دیش) کا تعاون بہت افزا ہے۔ عزیز الکرم مفتی محمد علیم الدین، مولانا محمد عالم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ فیضی، جناب محمد رفیق خاں، مولانا غلام محی الدین اور جناب مختار احمد منہاس کے مفید مشورے میرے لئے مفید ثابت ہوئے، اور اس سلسلے میں عزیز نظیر اقبال نیازی کا تعاون بھی ایک نادرا و قابل ذکر مثال ہے۔ جلد اراکین، مرکزی مجلس رضا کو ذکر کرنا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ اہل سنت کے فاضل نوجوانوں کو تالیف و تصنیف کے میدان میں کھڑا کرنے کا سہ لاسی فعال ادارے کے سربراہ ہیں۔

میں اپنے تمام کرم فرماؤں کے پرنٹوں میں جذبات کے لئے شکریہ کے رسمی الفاظ میں ادا کرنے کی جرات بھی نہیں کر سکتا۔ رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہے کہ ان کی مساعی حیلہ کو قبول فرمائے، آمین!

اس کتاب میں شامل مواد زیادہ تر دیرینہ سکندری رام پور سے لیا گیا ہے۔ اس پرچہ کو تحریر پاکستان کے دور میں خصوصی اہمیت حاصل تھی یہاں تک کہ اس کی ملی خدمات سے متاثر ہو کر مولانا ظفر علی خاں صاحب نے یہ شعر کہا تھا۔

جس نے سکھائی ہے ہمیں رسمِ درہ قلندری
ہے وہ صحیفہ میں دیدہ سکندری

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ
سرلئے عالم گیر

یوم شعبان ۱۳۹۵ھ، جولائی ۱۹۷۸ء

پاکستان اور سنی علماء و مشائخ

یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی مسلم آبادی کا اتنی فیصد اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے اور جب کبھی بھی اسلام کے خلاف سازش کی گئی، سنی علماء و مشائخ نے اس کا مقابلہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھا، سن ستاون کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس جنگ میں علماء و مشائخ اہل سنت کے فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا، جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا۔ اسیر جزیرہ اٹلان مولانا افضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی شہید مراد آبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مدرسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا و جان الدین مراد آبادی، مولانا رسول بخش کاکوروی، مفتی صدر الدین دہلوی علیہم الرحمة والرضوان اور ان کے احباب و تلامذہ اکابر سنی علماء نے ربانین فرنگی سامراج سے لے کر اسلام کے تحفظ کے لئے جہان عرب کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابدی تابانی بخشی۔

اور انگریز کے خلاف ”سب سے پہلی تحریک آزادی“ کا سنگ بنیاد رکھا، جو تاریخ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سنی علماء و مشائخ کے جذبہ اسلامی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں رونما ہونے والی تمام تحریک کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کرٹیاں اور جذبہ حریت کے اس عظیم مینار

ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے سہ ماہی میں مذکور قومی نظریہ "کا جو تصور پیش کیا، وہ ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقف کی روشنی میں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے لئے ایک اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔ پاکستان کے قیام اور دوقومی نظریہ کی اشاعت کے لئے سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "پاکستان" صرف مسلم لیگ نے بنایا، مگر یہ بات فدا

سنہ ۱۹۴۷ء کی آزادی کے لئے جمہیت العلماء ہند کے اکابر نے بھی انگریزوں کی مخالفت کی۔ گمران کے نزدیک حاصل ہونے والی آزاد حکومت، اسلامی حکومت نہ تھی، بلکہ لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) بنانا مقصود تھی۔ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، استاذ العلماء مولوی حسین احمد صاحب اپنی کتاب نقش حیات ج ۲، ص ۱۸ پر لکھتے ہیں :-

دوسید صاحب (سید احمد بریلوی) کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی اور اس میں صاف صاف نہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے۔ اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریں گے۔

آزاد ریاست کا یہ مفہوم "آزاد" اسلامی ریاست کے تصور سے کتنا دور ہے یا عجیب

تفصیل طلب ہے۔ اس کے لئے ہمیں ۱۹۴۰ء میں منظور کی جانے والی قرارداد اور قرارداد لاہور، جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام ملا، پر غور کرنا ہوگا۔ قرارداد کے پہلے کے حالات اور بعد کے واقعات کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے اندر آفاقیت پیدا کر سکتی ہے جب تک اسے مذہبی رہنماؤں کی تائید حاصل نہ ہو۔ "خوارج" کی ابتدا سے لے کر "قادیانیت" کی صورت میں ختم نبوت کے انکار تک، تمام واقعات اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے موجود ہیں اس طرح کوئی قرارداد، بالخصوص جب کہ وہ سیاست سے متعلق ہو، برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ قرارداد

کے پس منظر میں بے شمار واقعات اس کے محرکات ہوتے ہیں، انہیں محرکات کے باعث نظریات قائم ہوتے ہیں، یہی نظریات، مطالبات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اگر نظریات میں صداقت ہو اور مطالبات میں جان ہو تو وہی نظریات اور مطالبات "تحریک" کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور مذہبی تائید اس تحریک کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ صرف نظریہ کی بنیاد پر منزل کا حصول دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے۔ مگر صدق و اخلاص اور ثبات و استقلال کی برکت سے یہی خواب جب تبصیر کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو ہر کس و نا کس اس کا ہمنوا بن جاتا ہے۔

ابتدائی طور پر نظریہ پیش کرنا اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب ماضی کے حالات کا صحیح تجزیہ کے ساتھ ساتھ برسوں بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات پر بھی گہری نظر ہو۔ عرف عام میں یہی چیز "فراسط" کہلاتی ہے۔ یہی فراسط جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے اور انوار ربانی سے ہدایت لیتی ہے تو حقیقت کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَتَقُوْا فِرَاسَطَہُ الْمُؤْمِنِ فَاَنہٗ یَنْظُرُ بَنُوْرَ اللّٰہِ

اسی فرانت ایمانی کی بدولت اہل سنت کے عظیم رہنما، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۸۹۷ء میں اور اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں ۱۹۲۰ء میں جو کچھ فرمایا، وہی دو قومی نظریہ کی بنیاد بنایا۔ آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کی فریب کاریوں سے بروقت متنبہ کیا، ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:-

”فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ۱۵۶۲ء کے مسک کی پری کرتے ہوئے ۱۹۷۰ء ۱۳۳۹ھ میں دو قومی نظریہ کی داغ بیل ڈالی جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی سال فاضل بریلوی رحلت فرما گئے لیکن وہ اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جس نے اس مشن کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ آپ کی زندگی ہی میں ان حضرات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ۱۹۰۰ء“

”دو قومی نظریہ کا تصور ۱۹۲۰ء میں ہی پختہ ہو چکا تھا اور کانگریسی و سنی علماء کے درمیان زیر بحث رہتا تھا۔ اس تاریخی حقیقت کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب خالد لطیف گایا اپنی کتاب ”مجموعہ آوازیں“ میں لکھتے ہیں:-

”دو قومی نظریہ“ جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا مامونہ کی تخلیق نہیں تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس نظریے کا مصنف نہ تو محمد علی جناح تھے اور علامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۲۰ء ہی میں ایک مشہور اور مسلم طریق چکا تھا اس وقت جن صاحب کانگریس کے رہتا اور بقول سر وجی نائیڈو ہندو مسلم اتحاد کے سیر تھے۔ ”مجموعہ آوازیں“ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۰، سہیت روزہ افریضیا لاہور ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء

نوٹ: تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جن طرح قرآن و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اس نازک دور میں مسلمانوں کی صحیح اور بروقت رہنمائی فرمائی جبکہ بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کا شکار ہو چکے تھے۔ مولانا عبدالباقی فرنگی علی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ اقبال اور خود قائد اعظم بھی ابھی تک ہندو مسلم اتحاد کی حضرت کائنات نہ سمجھ پائے تھے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ ان کی کوششیں بھی اس قسم کے اتحاد کے لئے وقف تھیں۔ مسلم قومیت کے علمبردار (فاضل بریلوی) کی یہ دروہری مخلصانہ رہنمائی ہی تھی جس سے متاثر ہو کر مذکورہ حضرات بھی آپ کی اور آپ کے تلامذہ و خلفاء کی کوششوں سے دو قومی نظریہ کے حامی و مؤید بن گئے۔

نامور صحافی اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن جناب محمد شفیع دم ش نے اس تاریخی حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:-

”اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جن یک سوئی اور استقلال سے دور علانی میں دین کی مدافعت کا مقدس فریضہ سر انجام دیا۔ جن جوں جوں وقت گزرتا جائے گا، اس کا اعتراف امت کے تمام طباقوں کو ہوتا جائے گا۔..... جس وقت ہمارے اسلاف کی بد اعمالیوں سے سلطنت ہمارے ہاتھ سے چھین گئی تھی اور جس دور میں سب سے اہم کام اس کے سنا اور کیا ہو سکتا تھا کہ ملت کے اجماع کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا جائے ان کے عقائد کو منہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہر اس سازش کو کچل کر رکھ دیا جائے جس کا مقصد مسلمانوں

(بقیہ حاشیہ ۲۲ سے آگے)

سنت کی روشنی میں امام احمد رضا نے ۱۹۲۰ء میں دو قومی نظریہ مدلل طور پر بیان کیا، اس وقت کوئی دوسرا رہنما آپ کا سہیم و شریک ہو۔ (مرتب)

۱۹۷۶ء لاہور ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء مطبوعہ مولانا محمد شفیع لاہور ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء

کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر فانی محبت کا رشتہ تھا کہ غیر اسلامی عقائد کی تحم ریزی تھی۔ یہ کارنامہ اعلیٰ حضرت نے نہایت نامساعد حالات میں انجام دیا، اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت ملت اسلامیہ کے عظیم محسن تھے، جسے جناب مہاش کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمات کا اعتراف اب ہر غیر جانبدار مورخ کر رہا ہے، اعتراف حقیقت کے ان بیانات میں مشہور مورخ اور کالم نگار (نوائے وقت) جناب میاں عبدالرشید صاحب کا بیان خصوصی توجہ کا مستحق ہے، وہ لکھتے ہیں:-

“When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Barelvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulema and spiritual leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Barelvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam.....”

ترجمہ:- سن ۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء کرام و پیران عظام سمیت، آپ کے پیروکار اور متوسلین جسد واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے، اس طرح قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔

۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۷ جون ۱۹۷۸ء

۲۔ (Islam in Indo-Pakistan Subcontinent: Lahore-1977, Page: 67)

دو قومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے انکار و نظریات سے اکابر متاثر ہوئے، اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے:-

”پاک و ہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے، جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے انکار و خیالات میں ان دونوں ماخذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے“ ۱۔

اس مختصر پس منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔ علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا، لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اسی ضرورت کا احساس ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا۔ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی (م۔ ۱۹۴۳ء) نے ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر فرمایا:-

”دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سنئے کہ اس پیغام کے لئے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے

صدر الانفاصل اُستاز العلماء کی مقبول و برگزیدہ قاست گرامی ہے، سنہ
حضرت سید محمدت کچھو جھوی علیہ الرحمہ نے صدر الانفاصل مولانا محمد نعیم الدین
مراد آبادی (م۔ ۱۹۸۸ء) کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کی جس تجویز کا ذکر کیا ہے،
۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ہندوؤں کے الگ محلوں اور بازاردوں میں محدود ہونے کی خبر
پر آپ کی طرف سے تقسیم ہند کی تجویز غالباً اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو آپ کی
سیاسی بصیرت کا ثبوت ہے۔ آپ نے تقسیم ملک — بلکہ مطالبہ
تقسیم سے پہلے جو کچھ فرمایا، وہ کتنا صحیح تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

وہ بمبئی کے ہندو کو شش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں
سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ
طرز عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے
دشمن قرار دیے جائیں، یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت
اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے
حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے
ساتھ کا دوبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہئے، دونوں اپنے اپنے حدود
جداگانہ قرار دیں اور ایسی کٹنگ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں، یعنی
ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ
باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے، ہر علاقہ میں اُسی علاقہ والوں
کی حکومت ہو۔ مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں

کی۔ اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ
کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقع رہے گا۔
ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گزار سکے گا۔ جب ہندو ذہنیت
نے بمبئی میں یہ گوارا کر لیا تو کیا دیکھ رہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس
اصول پر نہ طے کیا جائے؟

اگلے صفحہ پر ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد کے اس تاریخی شمارہ کے ایک صفحہ
کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد شوال الحکم ۱۳۵۰ھ فروری ۱۹۳۲ء ص ۱۲، ۱۳

اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت: سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء، ص ۲۸

سنہ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۵۴ھ، ص ۱۲،

وہ بہرہ سکندری رام پور ۱۴ جولائی ۱۹۶۶ء، ص ۵

نے دیا اور اتحاد کا شہر ہندوؤں کی سب سے نہایت سفاکیوں سے ذرا بھی کم نہ ہونے پایا۔

سیاسی مقاصد جن کے لیے مسلمانوں کے غلوؤں کے سمندر بہ جانا بھی غشی اسے گوارا تھا انھیں ہندوؤں کے اتحاد کی کہانگ رعایت کی اور مسلمانوں کے حقوق کو کس قدر خلی کے ساتھ تسلیم کیا یہ بقدر ظاہر ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں ہر قوم ترقی چاہتی جو اپنی آزادی چاہتی ہے اپنے اختیارات اور آسائش میں اضافہ چاہتی ہے اس کے لیے جنگ کرتی جو خونریزی کرتی جو ملک کا برباد کرنا معاش کا فاسد کرنا تجارتوں کا تباہ کر ڈالنا سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر اپنے نفع کو نہیں چھوڑتی ہندوؤں کا بھی یہی مطلب نظر ہے مگر وہ مسلمانوں کے لیے اپنے حفاظت حقوق کے بھی روادار نہیں اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اتنا تو اطمینان دلاؤ کہ ہمارا مستقبل خطرات سے امین رہے گا تو اس پر ہندو قوم بگڑ جاتی ہے اور کسی طرح مسلمانوں کو مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی اور رعایت کی کوئی صورت نہیں بنتی جلسیں ہوتی ہیں اور ناکام رہتی ہیں کانفرنسیں ہوتی ہیں اور نتیجہ نہیں نکلتا تو اب وہ مضموم اتحاد جس کا سیاسی حدود میں بھی نام و نشان نہیں ہے کہاں بستا ہے یہی کی تازہ ہندو مسلم جنگ اس اتحاد کا شاہد اس اتحاد کا ثبوت بن سکتی ہو اس اتحاد کے اٹھنے ہی سے نہیں کہ ہندو جب چاہیں مسلمانوں کو قتل کر لیا کریں اور مسلمان یہ کہہ کریں کہ ہم تو اتحاد کی وجہ سے زبان بھی نہیں بلا سکتے تھے مارواہن بپاؤ دوستی کا دم بھرا ہے تو اوقات بھی نہ کریں گے مگر اس جنگ کے سلسلہ میں ایک سبق خوب ملاحظہ سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہ عقدہ بآسانی حل ہو سکتا ہے جس کی تدابیر میں ملک کے بڑے بڑے مسلم اصحاب رک عاجز رہے وہ یہ کہ یہی کے ہندو کو شش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان مخلوق سے ہٹا کر ہندو مخلوق میں لجاویں۔ ہندوؤں کے یہ افعال یہ تجویزیں یہ طرہ عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دئے جائیں یہ کھلی انصافی ہے جب ہندو اپنی عظمت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے غلوؤں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود و علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے غلوؤں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا پڑے دونوں اپنے اپنے حدود و جدگانہ قرار دیں اور اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو سطر کر لیں یعنی ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی مجلسیں درپیش ہونگی نہ کوشلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقعہ رہے گا

یہ ہے در قومی نظریہ — نظریہ پاکستان — کے سفر کی مختصر داستان جو علمائے اہل سنت کی کوششوں سے واضح ہو کر مقبول عام ہوا اور جس کی وجہ سے اکثر اکابر کے خیالات میں انقلاب رونما ہوا۔

قرارداد پاکستان بلاشبہ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں منظور کی گئی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے جن کی شمولیت اور تحریک سے ”مسلم لیگ“ اسم یا سمسلی اور جاندار سیاسی جماعت بن گئی۔ اس سوال کے جواب کے لئے حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھ بھجوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:-

”مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا؟ اور کون لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف ”سنی“ ہیں، پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے، مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات (امین الحسنات) صاحب سجادہ نشین مالکی شریف (مرحوم) نے لکھوا لیا ہے، اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی بے بنیاد ہے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا، اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے؟ نہ

سنہ ۱۹۴۷ء نومبر ۱۹ء میں میر صاحب مالکی شریف کو خط میں صاف صاف لکھا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون ساز جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی، پاکستان کے لئے ایہ قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قرارداد پاکستان کی تجویز سے پہلے ۱۹۷۳ء میں مولانا عبدالستار خاں نیازی نے قائد اعظم کی منت میں خلافت پاکستان تجویز پیش کی قائد اعظم بہت خوش ہوئے اور اس کے بعض اہم نکات کو تسلیم کر لیا، اور اس تجویز کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو مٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا، جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی، یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں سنی علماء و مشائخ نے بھی حصہ لیا، اور قرارداد کے حق میں تقاریر کیں۔ قرارداد کی تائید میں سنی علماء کی طرف سے تقریر کرنے والوں میں مولانا عبدالحمید بدایونی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔

مطالبہ پاکستان کے اسی اجلاس میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سرگرم رکڑوں میں تھے۔ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ بیچ پر۔ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو حضرت امیر ملت علی پوری نے حسب ذیل تہنیتی تار قائد اعظم کو دیا، اور اپنی محفل تائید کا یقین دلایا کہ ”فقیر معذکر و بڑ جیج اہل اسلام ہندو دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتا ہے، اور آپ کی ترقی مدارج

سے تا اعلیٰ درجہ پر فخر و غور و تحقیق مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۴، کوالہ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۲۲
 ۱۹۷۳ء مولانا عبدالحمید بدایونی پر ایک نثر ”از امام تیار علی کچا لہ ذکرہ اکابر اہل سنت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
 ص ۲۰۵، قائد اعظم ۲، سال نوا جہد رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۳۵

۱۹۷۳ء روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء

۱۹۷۳ء حضرت شیخ القرآن، رانا منظور احمد خاں ایم اے مطبوعہ وزیر آباد ۱۹۷۳ء، ص ۳۷
 (ایضاً صفحہ ۲۹ سے آگے)

”پاکستان کا نشور آزادی“ ص ۷۱ وحوالہ ماہنامہ سیاہ ڈائجسٹ، لاہور اگست ۱۹۷۳ء، ص ۷۱

۱۹۷۳ء خطبہ الاشرفیہ للجمہوریت الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۷۳ء، ص ۸

کے لئے دعا کرتا ہے۔

مطالبہ قرارداد پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی علمائے اہل سنت نے اپنی مسابغی تجویز کر دیں۔ اور اپنی تمام تر توجہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے وقف کر دی۔ تعلیمی و مذہبی مدارس، خانقاہوں، عرس کے مبارک موقعوں، مذہبی جلسوں اور شہیت کے ترچان اخبار و رسائل — عرض ہر مقام سے پاکستان کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ — قیام پاکستان کے لئے ان حضرات کے دل میں جو تڑپ اور الواہانہ لگاؤ، عشق و جنوں کی حد تک تھا، روز روشن سے زیادہ عیاں ہے۔ اس کی ایک جھلک آپ تقیم ملک سے قبل ہندوستان سے شائع ہونے والے سہت روزہ ”الفتیہ“ امرتسر کے سرورق کے ان عکسوں سے لگا سکتے ہیں، جو آئندہ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں۔ سواوا اعظم اہل سنت و جماعت کے مذکورہ ترچان نے ۱۹۷۳ء کے اوائل سے ”امرتسر“ کے ساتھ لفظ (پاکستان) کا اضافہ کر دیا تھا۔ کتاب ہذا میں دو شماروں کے سرورق کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران حالات انتہائی نازک تھے۔ اس ہنگامی دور میں ”پاکستان“ کے لفظ کا تکرار حکومت برطانیہ کے غضب کو دعوت دینا تھا، اور بالخصوص صحافت کی دنیا میں جہاں معمولی سی بات پر بھی ضمانت طلب کی جاتی اور ضمانتیں ضبط ہونا تو روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ مذکورہ اخبار اپنے سرورق پر امرتسر (پاکستان) لکھتا رہا۔

۱۹۷۳ء تذکرہ شاہ جماعت: سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۹۹

امیر حزب اللہ پیر سید فضل شاہ جلالپوری (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

صدر انفاصل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۸ء) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور

نقیہ ملت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

غزالی دوران مولانا سید محمد سعید گامی پٹان

محسن ملت مولانا محمد برہان الحق عبدالباقی جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (ابن امام احمد رضا بریلوی)

شیخ الاسلام پیر محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی وغیرہ مدظلہم الاقدس

تحریک پاکستان کے مجاہدین سنی علماء و مشائخ کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف

سہفت روزہ اقدام نے یوں کیا ہے:

”حضرت پیر صاحب زکوڑی صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب

گودہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر صاحب مانکی شریف، علامہ نظام الدین صاحب تولدہ شریف

وغیرہم نے جدوجہد آزادی میں جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ روز روشن

سہ اکابر کی یہ نامکمل فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے ہے، تحریک پاکستان کے سنی

اکابر کی تفصیلی فہرست کا یہ مقام متحمل نہیں ہے۔ تاریخ آل انڈیائی کانفرنس (زیر ترقیت) میں ان اکابر

کا ذکر ممکنہ حد تک کر دیا جائے گا۔ (مرتب)

کی طرح واضح ہیں ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صاحب قادری

میرٹھی نے مسلم لیگ کی طرف سے کئی حاکم کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت

دنیا پر واضح کی، اور سیر اسلام مشہور ہوئے مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا

ابوالحنات مرحوم، مولانا محمد لوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد عبدالغفور

ہزاروی، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا محمد عارف

اللہ صاحب میرٹھی راولپنڈی نے ملک کا دورہ کر کے سوئے ہوئے مسلمانوں

کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان تمام مقتدر علمائے کرام کا وفد کشمیر بھی گیا۔ اور

محاذ کشمیر پر جہادین کو کافی خوراک بہم پہنچائی۔ جنہوں نے سید شوکت حسین سجادہ

نشین موسیٰ پاک شہید نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی

میں حصہ لیا۔ سہ

اسلامی سلطنت — پاکستان کے قیام میں ان سنی علماء و مشائخ کی کوششیں

نا قابل فراموش ہیں پاکستان کے ساتھ ان کا تعلق عشق کی حد تک رہا۔ اور ایسا ہونا ایک فطری

امر تھا۔ کیونکہ اس گمراہی اور اسلام کی کس مہر سی کے عالم میں قیام پاکستان کو وہ ایک ”شرعی فرائض“

سمجھتے تھے۔ سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے دوران ”پاکستان“ کی حمایت میں اسی

نوعیت کے شرعی فتاویٰ جاری کئے جس نوعیت کے فتاویٰ عبادات و معاملات جائز و

نا جائز اور حلال و حرام میں جاری کرتے ہیں۔ حالانکہ اس دور میں اسلامی مملکت کے قیام کی

حمایت تو درکنار لفظ ”پاکستان“ بھی ناقابل برداشت تھا۔ پاکستان سے عداوت میں کانگریسی

احزازی، جمہیت العلماء ہند وغیرہ جماعتوں کے علماء ہندؤں کے ہم نوا تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مختصر پاکستان کی حمایت میں سنی علماء و مشائخ

کے شرعی فتاویٰ کی چند جھکیاں دکھائی جائیں۔
امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری صدر آل انڈیائی کانفرنس
نے فرمایا۔

..... اس بنا پر فقیر جمیع مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہے کہ جن طرح
فقیر نے شہد کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند
کی واحد سیاسی جماعت ہے، اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں۔
اس موقع پر جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانان
ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو
ووٹ دینا چاہئے، اور اپنی حیثیت سے زیادہ

چندہ دینا چاہئے۔ فقیر بحیثیت امیر ملت قائد اعظم مسٹر محمد علی
جناح کے اس اپیل کی پُر زور تائید کرتا ہے، اور جمیع مسلمانان ہند سے
عموماً اور اپنے یارانِ حقیقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان
کے گوشہ گوشہ میں ہیں، مکمل پُر زور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے
مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے مترسین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ
کی امداد کرتے رہیں گے۔

محدث علی پوری کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو۔ یہ بیان اس وقت کا ہے جب
کہ مسلم لیگ نے ابھی تک ”قرار داد لاہور“ پاس نہیں کی تھی، یا یوں کہہ لیجئے کہ ابھی
تک ”پاکستان“ مسلم لیگ کا نصب العین نہ تھا، کانگریسی وزارت کے خاتمہ پر

سہ ہفت روزہ الفقید امرتسر ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱

اجداد دہلی سکندری رامپور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۳

قائد اعظم کی اپیل پر پورے ملک میں یومِ نجات منایا گیا، مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو علی پوری
سیدان، ضلع سیالکوٹ میں ”یومِ نجات“ کی تقریب میں آپ نے فرمایا:

”دو جھنڈے ہیں، ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا، مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے
کھڑے ہو گے؟ سب نے باوازی بند کہا کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے! پھر
— ارشاد فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے، اُن
میں سے اگر کوئی مرجائے گا تو کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے؟
سب نے انکار کیا، پھر — دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں کے
قبرستان میں اس کو دفن کر دو گے؟ سب نے اقرار کیا کہ نہیں ہرگز نہیں!
پھر — ارشاد فرمایا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا
مسلم لیگ کا ہے، ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں، اور سب
مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے“۔

مذکورہ بالا خبر کو مکر پڑھئے۔ اور حضرت امیر ملت کی سیاسی بصیرت، نظریہ پاکستان
سے وابستگی کے اظہار میں جرأت مندانہ اقدام کا اعتراف کیجئے۔ اللہ اللہ! ”دو قومی نظریہ“
کی اس نئے بڑھ کر سادہ و بہترین تشریح اور کس طرح ممکن ہے۔

اہل سنت و جماعت کے ترجمان، آل انڈیائی کانفرنس کے بانی اور ناظم اعلیٰ
مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان فرمایا:

”مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے، اور احرار،
خاکسار، یونی نسٹ و غیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی ہندو کے
زر خرید غلام ہیں، انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے مسلمانوں

سہ ہفت روزہ الفقید امرتسر، جنوری ۱۹۴۶ء ص ۸

کے دوت حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جا کر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔

جنگ آزادی میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں زبیب آستانہ عالمیہ جمیر شریف کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

”مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“

حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ سجادہ نشین گمرگہ شریف (دکن) نے فرمایا:

”صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“

حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خصوصی اعلان میں فرمایا:

”مشریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

حضرت پیر صاحب سجادہ نشین دربار پاک پٹن، کا ارشاد ہے:-

”مسلمانوں کے ووٹ کے حق دار صرف مسلم لیگ نمائندے ہیں۔“

حضرت مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب، زبیب آستانہ سیال شریف نے ارشاد فرمایا:

”ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“

۱۔ ہفت روزہ الفقہ امرتسر، جلد ۲۸، شمارہ ۳۳، روزہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء ص ۵

۲۔ اشہارہ ”حضرت صوفیائے کرام کا اعلان حق۔“ صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو؛ شائع کردہ، پنجاب مسلم لیگ

۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً ۵۔ ایضاً

حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب، سجادہ نشین گولڑہ شریف کا ارشاد ہے:

”مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

حضرت پیر سید جماعت علی، محدث علی پوری نے ارشاد فرمایا:

”محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔“

حضرت پیر سید فضل شاہ، سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم) کا ارشاد ہے:

”مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔“

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اور اشتہار مطبوعہ سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خاں شائع ہوا۔ جس میں تین جلیل القدر سنی مشائخ عظام اور علمائے کرام نے حضرت پیر محمد عبداللطیف صاحب زکوٰۃ شریف و دیگر جلد مسلم لیگی امیدواروں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے متفقہ طور پر فرمایا:

”سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا خون پیش کر کے باعث صداقت و سچائی کے بغیر قیام پاکستان اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔“

اس اشتہار میں پاکستان کی حمایت میں صرف تین ولی بندی مکتبہ نگر کے علماء اور دو اہل حدیث علماء کے نام تائیدی طور پر درج ہیں۔

اگلے صفحات پر مسلم لیگ کی طرف سے شائع شدہ مذکورہ بالا دونوں اشتہارات کے عکس درج ہیں۔

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱. حضرت جناب مقبول احمد صاحب قلبہ خلیفہ باگاہ عالیہ دہلی و حیدرآباد حضرت مجدد علیہ الرحمہ شریف نے ملحقین فرما کر مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ ہر مسلمان کو اس میں شامل ہونا لازم ہے۔ بالکلیہ۔
۲. حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳. حضرت مولانا سید آغا علی خان مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴. حضرت مولانا سید غلام سید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف۔
۵. حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پانچپن شریف۔
۶. مولانا حافظ شاہ محمد فرید الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف۔
۷. مولانا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف۔
۸. زبیدۃ العارضین قدوة السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ نے فرمایا: محمد علی جناح جتوہا بہترین وکل ہے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔
۹. حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف۔
۱۰. حضرت مولانا حافظ قاری سید محمد شاہ صاحب مکتبہ دارالحدیث والفتاویٰ سنہ ۱۳۲۵ھ دارالرحمۃ دارالعلم شریف نے فرمایا: مسلمانوں کو مسلم لیگ کا ساتھ دینا ہے۔ اور نہایت دباؤ دہن کی لٹانی ہے۔
۱۱. حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارضین بابو سلطان سجادہ نشین حبیب سلطان صاحب قلبہ نے فرمایا: کوئی مسلمان جو مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور جماعت میں شامل ہوگا وہ کفر و کفر ہے۔
۱۲. حضرت عبدالرزاق شمس الکونینی کلانور درنگ صاحب قلبہ نے فرمایا: کوئی مسلمان جو مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور جماعت میں شامل ہوگا وہ کفر و کفر ہے۔
۱۳. حضرت سجادہ نشین خاتقاہ میر فاضل شاہ صاحب کوٹا نہ صلح حصار۔
۱۴. جناب پیر بدر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ آبائے شریف مجرہ۔
۱۵. اور فرمایا کہ انگریزوں کی شکستوں کو قبول نہ کیا۔ مسلم لیگ اور صرف لیگ کے نام کو یاد رکھیں۔

۱۵. سجادہ نشین حضرت شاہ حبیبنا علیہ الرحمۃ صلح جنگ کا اعلان۔
۱۶. سید محمد بیگ کے صاحبزادے صاحب چشتی و نقشبندی سجادہ نشین خاتقاہ مراد آباد سپر کا اعلان۔
۱۷. سید محمد علی صاحب سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔
۱۸. حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موٹے خیل کا اعلان۔
۱۹. حضرت سید الیاس علی محمد صاحب چشتی نظامی مدظلہ اعلیٰ حیدر شریف سجادہ نشین موٹے خیل کا اعلان۔
۲۰. سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو چک صلح گوریا سپر کا اعلان۔
۲۱. جناب حضرت پیر عبداللہ صاحب بیکہ چک صاحب چشتی حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحبی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔
۲۲. سجادہ نشین حیدر شریف نے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کا سیاسی فرض قرار دیا ہے۔
۲۳. اس کے علاوہ مالی رتبہ میں پیر صاحب مالکی اور محسن اصفا نے شری پاکستان کے حصول کیلئے حکم صادر فرمایا ہے۔
۲۴. سجادہ نشین لکھنؤ شریف کوٹہ مولوی فضل حق صاحب قلعہ۔
۲۵. حاجی صاحب پانچ خیل۔
۲۶. کاخیاں حضرت۔
۲۷. حافظہ پیر رحیم صاحب سجادہ نشین سلوانہ۔
۲۸. بابا صاحب فقیر اما خیل تحصیل مانگ۔
۲۹. مولانا حافظہ حضرت محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین موٹے خیل شریف تحصیل کلاچی۔
۳۰. اساتذہ العلماء مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب شیخ الحدیث بریلی شریف۔
۳۱. حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم کے خلف الرشید حاشیہ صاحبزادہ۔
۳۲. حاشیہ شیخ الحدیث حضرت علامہ شبیر احمد صاحب چشتی سابق صدر دارالعلوم دیوبند صدر المدین مدرسہ لکھنؤ۔
۳۳. حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سید لکھنؤی لکھنؤ شریف۔
۳۴. حضرت مولانا مولوی شمس الدین صاحب امرتسری الحدیث۔
۳۵. حضرت مولانا مولوی داؤد محمد صاحب سرحدی سابق صدر جمعیت اسماء سرحد و حیدر علیہ السلام و جمعیت العلماء اسلام نے متفقہ طور پر فرمایا ہے۔
۳۶. کہ سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا حق پیش کر کے باعث صاف اختیار رکھیں کہ اگر پاکستان اس ملک میں باغیتر نہ بنی ہوگا۔
۳۷. مندرجہ بالا مشائخ نظاما و علمائے کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق مسلمانوں کو چاہیے کہ ملاقات ہندی درجہ و اختلافات۔ جناب حضرت پیر صاحبزادہ محمد عبداللطیف صاحب قلعہ سجادہ نشین، لکھنؤ، روضہ صفا، ٹبرہ اسماعیل خان اور جلالہ مسلم لکھنؤ امیر دوں کو کامیاب بنا کر اسلام کا بول بالا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب محمد حنیف شاہد مشائخ عظام کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف
ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

۱۹۴۵ء اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں ،
سجادہ نشینوں صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور
میں ہوا ، تو اس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے
وفاداری اور قائد اعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ سجادہ نشین
پیر مائیک شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

” اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان
کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئے ، جہاں وہ عزت اور
آزادی سے رہ سکیں گے۔ حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو
سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی
ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سرملندی اور
آزادی کے لئے کوشاں ہے۔“

خواجہ حسن نظامی نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو مندرجہ ذیل بیان دیا :-

” حضرت پیر مہر علی شاہ کے سجادہ نشین پیر غلام محمد الدین نے اپنے
سب مریدوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین دہبار پو علی قلندر

پانی پت نے حسب ذیل بیان دیا :

” اسلام اور قائد اعظم : محمد حنیف شاہد مطہر دلاہور ۱۹۴۶ء ص ۲۴

” ایضاً “ ص ۱۴۳



گزشتہ دنوں ایک دوست عزیز نے
ایک قدیم اور بوسیدہ شہر دکھایا جو تحریک پاکستان
کے زمانے میں پنجاب مسلم لیگ شریک و شامت کی طرف سے
شائع کیا گیا تھا۔ اس شہر میں بعض مونیفیکر کم کی طرف سے
بھرتیو ملازمین کی ایس کی گئی تھی۔ اس شہر کی حیثیت پھر پورے
اور پنجاب و شہر کی فتح سے یہ س کی ایک نقل حاصل
کرنی تھی۔ تاہم شہر کے سطح پر کچھ نہ بچتی
استادین میں سے کیا جاتا ہے

تحریک پاکستان اور صوفیاء

حضرات صوفیاء کو اعلان جوتے
صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو!

مولانا الحاج شاہ محمد الدین جتپہ نظامی
— سجادہ نشین ستیاں شریف کا رہنا ہے —
” ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
مولانا الحاج سید غلام محمد الدین شاہ جتپہ نظامی
— سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا —
” مسلمانو! اس مسئلہ کو حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
” بڑے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت علی بن ابی طالب
حضرت پیر سید جمالی نے فرمایا —
” محمد علی جناح ہمارا امیر تین وکیل ستاؤں گے مسلمانوں کو جو خدا کا راستہ
حضرت مولانا فضل شاہ
پیشوا! وحدت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“




حضرت ابوالحسن علی Nadwi
” مسلمانوں کو حوصلہ دینا کہ انہیں انتخاب کرنے کا اعلان کر دیا ہے اس لیے
ہر مسلمان ان جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
حضرت پیر حسین شاہ
” صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“
مولانا حافظ خواجہ غلام البیہ
” مولانا! مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“
حضرت سجادہ نشین صاحبزادہ دربار پو علی قلندر
” مسلمانوں کے دوست کے ساتھ صرف مسلم لیگ کا ساتھ ہے۔“

پنجاب مسلم لیگ

جاری شدہ شہر اشاعت

”اس وقت مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ
ہے اور پاکستان مسلمانان ہند کا بہترین نصب العین ہے۔“
۱۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو سید محمد الدین لال بادشاہ (سیرکھٹہ شریف) ایم ایل اے
نے مسلم لیگ میں شمولیت کے وقت قائد اعظم کو ایک مکتوب میں لکھا:
”میں نہایت مسرت و استہاج کے ساتھ آپ کی وساطت
سے اپنی ناچیز خدمات ملت اسلامیہ کے حضور پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔
مفادات کے لیے میری حقیر پیش کش کو قادر مطلق قبول فرمائے۔۔۔۔۔
اس وقت ہر فرد ملت کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل
ہو جائے۔ یہ فرض ہر دوسرے فرض پر مقدم ہے۔۔۔۔۔“

مولانا عبدالحامد بدایونی پہلی مرتبہ ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں شریک
ہوئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی فرنگی علی کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اس جلسہ میں آپ
نے خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ کے سیشن میں مولانا نے باقاعدہ عمل طور
حصہ لیا اور تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔ ۱۹۴۷ء کی قرارداد پاکستان
کی حمایت میں تاریخی اجتماع سے آپ کا خطاب ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مسلم لیگ کے
ایمان پر میری ممالک کا دورہ کر کے مطالبہ پاکستان کی وضاحت کی۔ ۲۱ اپریل ۱۹۴۷ء
کو مولانا بدایونی نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کے تاثرات کو یوں بیان کیا:

”میں جلالتہ الملک ابن سعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں
نے پاکستان کے نظریہ کی بہت تائید فرمائی اور مسٹر جناح کی سیاسی وراثت

۱۴۳۳ھ ص ۱۴۴

۱۴۳۵ھ ص ۱۴۵

کا اعتراف کرتے رہے۔۔۔۔۔ مسر اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر
کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ ”مسٹر جناح
اسلام کے قائد اعظم ہوں گے۔“
الہ آباد کے مسلم لیگ کے صوبائی اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے فرمایا:
”میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو کچھ طے کر لیا ہے۔
وہ اسے حاصل کر کے رہے گا۔“

”ہم طے کر چکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک ہی جھنڈا
بلند ہو اور وہ جھنڈا اسلام کا ہو، ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان کو
حاصل کر کے رہیں گے اور پاکستان کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا
دیں گے۔“

مولانا کو علی علیح آبادی نے الہ آباد صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں خطاب
کے دوران فرمایا:

”مسلمانوں کا رویاں روایاں پاکستان سے بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان
کو پاک و صاف رہنے، پاک صاف لباس پہننے، پاک غذا کھانے اور پاک زمین پر رہنے کا حکم ہے۔
وہیں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان ایک شرعی مطالبہ ہے۔“

علمائے اہل سنت نے مطالبہ پاکستان کی وضاحت اور مسلم لیگ کے موقف
کی حمایت میں اندرون ملک شہر شہر اور قریہ قریہ طوفانی دورے کئے، جس کے نتیجے میں

۱۴۴ ص ۱۴۴

روزنامہ مساوات لاہور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء یوم استقلال ایڈیشن ص ۳

۱۴۳۵ ص ۱۴۳

مطبوعہ: پیراپریل ۱۹۴۷ء

نظریہ پاکستان پر ملک الحجاز کی نائبہ رحمت
مولانا علی الحسینی

مولانا عبدالحکیم صاحب قادری کا بصیرت افروز بیان
۲۔ مراد پور کو ریاست سیوہی مسلم لیگ کانفرنس کا پانچواں اجلاس
مقام شملہ کا منعقد ہوا جس میں حضرت اہلسلحہ صاحب مولانا مولوی شاہ
کوٹہ دوائے مسلم لیگ وفد کے رئیس تھے ایک بصیرت افروز تقریر کی
جس میں آپ نے فرمایا کہ میں اس دور میں امن مسعود ملک حجاز کی خدمت میں
سبحی حاضر ہوا اور ابن مسعود کو پاکستان کا نظریہ بتایا جس کی انھوں نے
گرم جوش سے تائید کی اور مصلحت کے ساتھ تہذیب کا اعتراف کرتے رہے
مولانا دیوبندی صاحب نے کہا کہ مسعود اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر کا بھی
نظریہ بھی یہی ہے اور وہ سبک سب کہہ رہے ہیں کہ مسطح جاد نیلے
اسلام کے قافلہ غلط ہوں گے۔
مولوی محمد عبدالحکیم صاحب

اس موت پر جب چھان دین سے استدعا کی کہ وہ باہم سر جوڑ کر چھین اور
 نہ کر کے بلکہ اقلیتوں کے دلوں میں حقیقت کا جذبہ پیدا ہو جائے
 ایک قرارداد میں اس امر پر متفق ہوئے کہ انھوں نے اظہار کیا تھا کہ

مسلم بن الحجاج ١٩٠٩

خجاردیدہ سکندرقراپسوفیر۳جلد ۸۵

خلاصہ اخبارات

شیرین

مخدوم سید صد الدین شاہ جیلان
عاشورہ کی شام کو انتقال فرما گئے

[illegible]

میں نے کہا کہ میں نے اس کو پہچان لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو پہچان لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو پہچان لیا ہے۔

صدوقہ آل ندیم ایک مصروف اور اعلیٰ درجہ کا عالم تھے۔ ان کی تصانیف میں سے کچھ کتب زیر قیادت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحق صاحب مدظلہ العالی نے تصنیف فرمائی ہیں۔

لوگ دھڑا دھڑا مسلمان لیگ میں شامل ہونے لگے اور اہل سنت کی مساجد مسلم لیگ کا پلیٹ فارم بن گئیں۔ بیرون ملک رائے عامہ کو بھوار کرنے کے لئے مختلف ممالک کے دورہ پر علمائے اہل سنت کی مساعی نہایت قابل قدر ہیں خود مسلم لیگ نے ان سنی علماء و مشائخ کو بیرونی ممالک کے دورہ پر روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کے موجودہ سیاسی موقف کو دنیا پر واضح کریں مشہور صحابی جناب مختار حسن کی یہ رائے کتنی عزیز جانیدار نہ ہے، جس میں انہوں نے سنی علماء و مشائخ کی مساعی کا بامقوم ادب مولانا شاہ محمد عبد العظیم صدیقی کا بالخصوص ذکر کیا ہے :

”مولانا عبدالحلیم صدیقی بہت عظیم مبلغ اسلام تھے۔ کہا جاتا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف ملکوں کے ۵۰ ہزار افراد کو مشرف بہ اسلام کیا۔ تحریک پاکستان کے لئے کام کرنے والے علما و مشائخ میں ان کا نام بڑا نمایاں تھا۔ انہوں نے بیرون ملک بھی برصغیر کے مسلمانوں کی سیاست اور مطالبہ پاکستان کو واضح کرنے کے لئے دورے کئے۔ مولانا صدیقی پاکستان آئے، تو پہلی عیدِ آنا دہاں کی امامت کی۔ قائد اعظمؒ نے انہی کی اقتدار میں یہ نماز ادا کی تھی“۔

جناب منیر احمد منیر نے علامہ صدیقی کی خدمات کا اس طرح اعتراف کیا ہے :-
 ”وقائد اعظم نے انہیں اسلامی ممالک میں تحریک پاکستان کے لئے
 راہ ہموار کرنے کے مشن پر بھیجا تھا۔“

قیام پاکستان کے سلسلہ میں سنی علمائے کرام کی مساعی جمید اور بیرون ہند دوروں سے متعلق اعیانہ حبیبہ سکندری رام پور کی بعض اشاعتوں کے عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں :-

سه هفت روزه زندگی لا نوردهم ۲ تا ۳۱ سپتمبر ۱۹۳۱ ص ۱۰

۱۲ صفحہ ہفت روزہ چین لاہور ۲۴ جون ۱۹۷۲ء



حضرت مولانا عبدالحق صاحب نادری بدایونی کنوینر جہاد

مطبوعہ ۱۰ ہجری ۱۹۴۷ء

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نادری بدایونی نے کراچی تشریف فرما ہو کر آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد کی زک متفقہ صبیحہ بی بیان فرمیں اشاعت دیا۔ بہت چھ طرز عمل رکھا۔ تسبیح جہاد کے لئے وفد سے جس قدر بھی کام و فائدہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔ نفس فیکس کی صورت کو جہاد کے لئے کام کر لیا گیا۔ اس کی معافی غور و خیر سے انداز میں کیا گئی۔ آخری فیصلہ جہاد پر جانے لگا۔ ملک بھر میں اسے تحریک پاکستان سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو سام دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ کریں۔ شرکین ہندوؤں کو اسلام لائیں۔ اپنی حدود جہاد کو جاری کریں۔ جس سے کام لیں خدا ان کی ضرورت بدرکھیں۔ وفد نے عالم ہندی کے ہر ملک کے علماء کو مسئلہ پاکستان پر پوری طرح کھایا۔ مسلمانان ہندوستان کی تائید کی جانے لگی۔ واقف کیا۔ عالم اسلامی کے زعم و عمل سے اور اپر زور دیا کہ تمام مالک اسلام میں مسلم لیگ کے لئے کی ضرورت ہے۔ ہمارے عوام بھی پاکستان کو بخوبی سمجھ سکیں۔ عالم اسلامی کے ان مشاہیر میں کاچی وفد کیا کہ وہ فیس جاکر اسلام آباد ہند کے مسائل فہم نشین کریں گے۔ اولم لیگ انبارا اہل اتحاد قائم کریں گے۔ مولانا عبدالحق صاحب صدر بنی آف میرٹھ تائید مالک اسلام کے دوسرے برادران ہو جائیں گے۔ اعظم مجلس ہے کہ انہیں جہاد کی تک مؤثر شیعہ عبدالحق کے خلاف کے دفعہ رپورٹ بعد میں شاخ کی جائے گی۔



مسلسل واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ کئی علماء و مشائخ نے مطالبہ پاکستان میں انتہائی جذبہ اور خلوص سے کام کیا، دن رات ایک کر کے قیام پاکستان کی منزل کو قریب کیا۔ اگر ان علماء کی کوششوں کو انگ کر لیا جاسے تو اتنے قلیل عرصہ میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض وجود میں نہ آتی۔ یہ اکابر علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام کی مساعی جمیدہ تھیں کہ مسلمانوں کی مسجدیں مسلم لیگ کی جلسہ گاہ اور مدرسے و دارالعلوم اس کے دفتر بن گئے۔ ہر خانقاہ سے پاکستان زندہ باد اور اے کے رہیں گے پاکستان کے نعرے بلند ہونے لگے۔ قائد اعظم خود ان حضرات کی غلصتہ مساعی کے معترف تھے۔ مختلف موقعوں پر ان سے ملاقات کر کے مزید تعاون کے خواہاں رہے۔ چنانچہ جب مارچ ۱۹۴۷ء کو علی گڑھ سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر بریلی تشریف لائے تو بدایوں، شاہجہاں پور، مراد آباد اور قرب و جوار کے ہزار ہا مسلمان بریلی پہنچ گئے۔ مولانا حکیم قاری احمد (نبیرہ حضرت وصی احمد محدث سورتی) صدر مسلم لیگ، بریلی بعیت صد کارکنوں کے ہمراہ پر جوش استقبال کے لئے بریلی تشریف لائے۔ رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے ہیڈ مولوی سبھے خاں رامپوری نے قائد اعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی، جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

جہاد آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد
برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد
بہوم عاشقان دیدار جو دود کو چہر و برزن
بہ شہر نشہ کامان محبت جوئے بار آمد
ہزاراں سال باشد تازہ و خرم بہار ما
بریلی را بہار بے خزان یا دگار آمد

جمعیت علمائے پاکستان کے مقبدراسخا اور آل انڈیائی کونفرس کے سابق
متناظرکن مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرکھی نے اپنے ایک انٹرویو میں کئی علماء کی
سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کو کامیاب بنانے کے لئے صدر
الاناضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور محدث اعظم حضرت
مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہما الرحمة کی معیت میں ملک کے طول و
عرض دیوبند، رسی، پی، بہار، پنجاب، مغربی و مشرقی بنگال کے دورے
کرتا رہا۔ اس کانفرنس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں تحریک آزادی کو ایک
نئی زندگی بخشی، مجاہد ملت مولانا عبدالحمید صاحب دیوبند اور حضرت مولانا
صبغة اللہ صاحب فرنگی محل (دکنھنوا) کی وفات میں آل انڈیا مسلم لیگ
کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی مجلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ نواب محمد
اسماعیل خان صاحب صدر صوبائی مسلم لیگ (دیوبند) کی زیر قیادت میں نے
شہری مسلم لیگ پریذیکل کانفرنس میرٹھ (منتقدہ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء) و یکم ۲۰ جنوری
۱۹۴۶ء مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اور ۱۹۴۶ء
سے لے کر تحریک پاکستان تک مسلمانوں کی جدوجہد آزادی مختصر طور پر صدارتی
خطبہ میں پیش کی ہے۔

سلسلہ انمولہ: شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی از محمد صدیق سعیدی، ملتان (قلمی)

حسنہ اتفاقاً: یہ صفحات کتابت کے مرحلہ میں تھے کہ اخبار و دبیر سکندری دامپور ۹ جنوری ۱۹۶۶ء دستیاب ہوا۔ جس میں مذکورہ تاریخی خطبہ صدارت شائع ہوا، اس کا عکس آئندہ صفحات پر ہدیہ نامہ میں ہے۔
(مرتب)

(مرتب)

هو القتا در
تا مکتبه و در مکتبه می نویسد
حکم برین دام بود که هرگاه در
حرکت می رود دست که بر یک
گشت و قطع هر چه بر مکتبه
شهر می شود که در دست می
والی می باشد تا دست می
سویست تا و مانند در مکتبه
مکتبه می نویسد

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
بغیر حمایت سلطان کو تین ماہ دارین کھڑے رکھے اور ان کے

نواب حاج سرسید کا عبس لیٹھاں بہادر خاندان کی علمی یاد
راپڑ
حیدر پور سکندری

۱۳۸۶ میں جاری ہوا

فیہت السلامۃ کے دوالبان ویدہ سن سے پچاس روپے
 امر از بدشکین قوم و وطن سے مار روپے

حاکم و مدیر محمد فضل حسینی

۱۸۶۶ء

ہاتھیں سے چورویے سادات کرام علیہ السلام سے چار روئے ہاتھ غیر کسی ایک ہونڈ

جہاز شکنی جلد ۸۴

خطۂ صدارت

حضرت علامہ شاہ محمد عارف اللہ صاحب صدیق رحمہ اللہ کی
جو عورت موصوفت نے شہری اسلام آباد کی ایک کانفرنس پر شریعت
۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء کو دیکھ کر خودی لگائی اور اس کے بعد
میں خود شریعت

مرسدہ جناب سکریٹری صاحب مسلم لیگ میرٹھ
الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی اشرف ولد و سید انبیاء محمد علی آہ
و صحابہ مجتہدین۔ ۵

حضرت محدّث رحمہ اللہ وکرامہ شیخ عظام وبراہان اسلامؒ اس وسیع
پیشانی میں بہت قیمتی اثاثہ اجتماع لیبیک کا نفرین کے نام سے منعقد ہوا ہے۔
اس کے نیکر اس اجتماع کے انعقاد کی طریت اشارہ کر دیں گے اور اس کے اعزاز
و بیک کے لئے اس میں تمام ائمہ و علماء مسلم لیگ میں شریعت و اور اہل
مستقل لیگ کی طریت سے ان تمام ہمارے دانشور و ادراک و سبیل کے متباد
کے دور و زمانہ طریت سے سحر کی معصوبتیں ہر وشت فرما کر کا نفرین کو شرف
قدوم سے نوازا۔

ان دلی تشکرات کے بعد جو اس سخت ترین موسم میں آپکی لشریف بوری
 کے میرٹھ کے ہمسایان کے دل میں فراوانی کے ساتھ موجود ہیں اس سرزمین
 کی خصوصیت کی طرف چند کلمات میں حوروں اشارہ کر دیتا ہوں۔

مرکز زمین پر چڑھ کر اپنے غم صوفیہ اور ارباب رومانیت درمیان حنا باز
کی جھونپڑوں سے امتیاز چھٹی ہے اس کی نقیب کے بغیر اس کی کھانک
آزادی کی طرف اشارہ کر دے گا مگر اس کو بعد میں انگریزی حکومت اور اس کے
ہوا خواہوں نے غدار چھڑکے کے نام سے پکارنا شروع کیا لیکن حقیقت میں یہ
تحریک آخری بادشاہ دہلی کی جسے کوکھن کر کے اور بڑھاتے ہوئے ٹکڑوں کے
تقدار کا تقابلہ کرنے کے لئے تھی۔ یہ تحریک ایک بڑے پیمانے پر شروع ہوئی اور اس
طرح میرٹھ اس چیز پر کیا نادر کا سہ کر دے کہ آزادی کا یہ اس صوبے میں سکے پہلے
پر چڑھ چکی کے مہمانوں کے ملنے کی اس کے بعد، وشنات کی ایک بڑی جماعت
بڑھ نوئی استیاد کے خلاف بکراؤ اور غدار کی راہ پر نائنک کج تحریکات
شروع ہوئی تو یہ پڑھ صوبے کے تمام استعلا مغربی میں پہلی پیش تھا اور پھر چند
دن کے بعد استعلا مغربی کا مرکز بھی شہر قرار پایا۔ جیسا کہ جب تحریک خلافت

(دستخط) ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

مسلم اقلیت والوں کو اکثریت والے علاقوں پر قربان کرنے اور ان کا جنازہ پھینکے کا بہتان۔ کنگرہ کی زمین کی پیداوار تھا، حالانکہ ملک تقسیم ہوتا یا نہیں، اقلیت تو بہر حال اقلیت ہی رہتی، مگر رشتہ اسلام کی بنیاد پر مسلم اقلیت والے صوبوں نے تحریک پاکستان میں اس قسم کی قربانیاں دیں جن کی مثال نہیں ملے۔ محض غرور و ایمان اور پردیس البرہوتی کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو:

”جب قرار دیا کہ ہندو منظور ہوئی تو کنگرہ کے بعض حلقوں میں جن کے سربراہ مسلمان کنگرہسی تھے، یہ تنقید پیش کی تھی کہ اس قرار میں مسلم اکثریتی علاقوں کا ہی مسئلہ پیش نظر رکھا گیا ہے اور ہندو اکثریت کے علاقوں کے مسلمانوں کے مفادات کو قابل توجہ تصور نہیں کیا گیا، ہندو اکثریت کے صوبوں کے مسلمان باشندوں کو تجویز کردہ پاکستان سے کیا حاصل ہوگا؟ اس پر حضرت قائد اعظمؒ نے ہندو اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اس پروپگنڈے کا مقصد محض مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ملک تقسیم ہوا نہ ہو، وہ اپنے علاقوں میں ہر لحاظ سے اقلیت کے طور پر رہیں گے، لہذا انہیں اپنے بھائیوں کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہ بننا چاہئے۔“

مطالبہ پاکستان کی مخالفت میں جاری ہونے والے کنگرہ کے ہندو مولوی حسین احمد مدنی کے قلمی فتویٰ کا عکس آئندہ صفحہ پر دیا جا رہا ہے۔

قلمی فتویٰ جناب حسین احمد مدنی مورخہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ (نمبر ۱۹۵۵ء)

تحریک پاکستان اور ان کے پاکستان مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۰

۵۹۶
میں فرماتے ہیں علامہ دین دہشتیہاں نے فرم دیا کہ اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عدالت کراچی و مشرق وسطیٰ کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے مقرر کیا جائے یا ناجائز رہے بصورت جواز جو حلیہ عدالت کراچی و مشرق وسطیٰ کو اس کے ہر ایک ججز سے ایسا کہ اس کا کیا جلی ہو سکتا ہے قلمی اقلیتوں پر تو ہوش غور کر دیتے سے کچھ ہرج لازم نہیں آتا؟

۲۔ مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟۔ مینرا توجہ دے

۱۔ چونکہ نہ جانے اور غیر ذہنی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دو میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان پہنچا دے گا۔ قاعدہ شرعیہ انہو البتہ کا اختیار کرنا ضروری ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باغی اے شخص خاص دینا ضروری اور سجدہ ہون یا ایسی پارٹی میں ہون جس کا پارٹی لیڈر ایسا ہو اور کسی فرہمی اور سیاسی بہترین دستور کا زور دے۔
(ب) اولاً جو عدالت و قادیانی یا جانتا کہ اس میں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں پادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف ہے موجودہ حکومت نہیں ہے۔ جو کہ مذکورہ بیان اور خود اپنے اعضاء بقہ حاضرہ طبع طرح کے جوہر کو رد کرتی تھیں۔ چنانچہ قلمی اقلیتوں کے موجودہ طور پر شرعی طور پر جرح نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ذیل ان الفاظ میں مختلف مسائل ہو سکتے ہیں مختلف کی نیت کی پابندی صرف اس وقت میں ہے جبکہ وہ قلمی اور ذہنی قدر و قدر حلف ہی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہم نے جہاں کہ جہاں میں پاکستان کا مطالبہ برطانوی خود کشوں اور ان کی ریسے کا ہون کے مطابق ہے (دیکھو مئی جنوری ۲۱ - اگست ۱۹۳۱ء جلد ۲۰ صفحہ ۵۹۷) کہ مسٹر مولوی نذیر جہاں مالک شجودہ کا خط

(اور بیان گنہگار جلد ۲ صفحہ ۵۹۷) مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۱ء مسٹر مولوی نذیر جہاں مالک شجودہ کا خط
جہاں کہ جہاں میں پاکستان کا مطالبہ برطانوی خود کشوں اور ان کی ریسے کا ہون کے مطابق ہے (دیکھو مئی جنوری ۲۱ - اگست ۱۹۳۱ء جلد ۲۰ صفحہ ۵۹۷) کہ مسٹر مولوی نذیر جہاں مالک شجودہ کا خط
یوں ہی بیان کردہ ہر ایک میں دیکھو کہ مالوہ وغیرہ میں رہتے ہیں مگر شکایت کا سامنا ہو جائیگا جس کے لئے مسٹر جہاں فرما جہاں کہ جہاں میں قلمی اقلیتوں کو اکثریت والوں پر قربان کرنے کے لئے ہندوستان پر قبضہ کیا جائے

دین محمد حسین احمد غفرلہ
۲۳ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

اپنی مولوی حسین احمد نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک فتوے میں مسلم لیگ میں
مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا، اور قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کا لقب دیا تھا۔ سلسلہ
اس فتویٰ پر مولانا شبیر احمد عثمانی مسئلہ کا رد عمل (جو رسالہ پیغام) — بنام مکتبہ
کافر نس کے آخری سرورق پر شائع ہوا کا عکس) اُٹھہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں :-

سے پیغام بنام موٹر گل ہند جمعیت علماء اسلام، مکتبہ، طبع، ماشی بک ڈپلہا ہوں ص ۸۸
سلسلہ قائد کو بڑے ناموں سے یاد کرنے اور ان پر اتہام تراشی کرنے پر ہر ہوش مند
نے اس کی مخالفت کی، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا — ”جب ایک جانب سے قائد اعظم کی جگہ
کافر اعظم اور ملعون و عیار و غیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و ختر
بن کر گتے ہیں.....“

(ایضاً — ص ۲۷، ۲۸)

نوٹ :- یہ امر قابل ذکر ہے کہ ”خطبات عثمانی“ طبع نذر سنز لاہور (۱۹۷۲ء) میں
صفحہ ۸۲ پر قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کا خطاب دینے کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین احمد کا نام حذف
کر کے اس کی جگہ ایک جلیل القدر عالم لکھ دیا گیا ہے۔
(مرتب)

۸۸
اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے
سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔
دستخط طغراق احمد عثمانی تھانوی صدر اجلاس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب — مولانا
حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ — نئی دہلی ۲۷ اکتوبر
۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے ہوئے
”قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کا لقب دیتے ہوئے حال میں جو فتویٰ دیا تھا اس کا مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی دیوبند کی اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک زمانہ میں شائع ہوا، حسب ذیل

جواب دیا جو مولانا موصوف مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ
دوسرے مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ ”مجموع معلوم نہیں کہ انہوں
کے کیا دلائل شرعیہ پیش کیے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا لکھ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء
کیسے ساکت ہو سکتے ہیں؟ دلائل سامنی ہوں تو ان پر کہا جائے ”تجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں
ہوتی غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس
آداب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ اس میں شرکت ہی حرام ہے
درآنحالیکہ اسکے قوائد اور منافع اسکے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔“

مسلم قوم کی مستقل ہستی ایک معنویاتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور کے قطع نظر کر کے
اگر ایک کے وجود اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اسکی غیر مفلوط صاف آواز ہر
انگریز اور ہندو دونوں کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تقوڑی سی مدت میں بدون بہت وہ نقصان
اٹھا دینا بے ہندوستان کو اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا۔ بلکہ ایک آواز کا گونج
کو صلیح با جنگ کے ہر معاملہ میں ایک ہی نصف میں دوش بدوش کھڑا کیا جانے لگا۔
تو کیا یہ نامہ شری اور سیاسی نقطہ نظر سے کچھ کم ہے؟“ — رہبر رکن حیدر آباد دکن
موزہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

جمعیت العلماء ہند کے ایک اور رہنما جناب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اپنے ایک قلمی دستخط شدہ فتویٰ میں علماء و مشائخ کی تحریک پاکستان کی کوششوں اور مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی تردید و مخالفت میں لکھتے ہیں:-

”پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔

کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔۔۔۔۔“

اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید صاحب (ناظم جمعیت العلماء ہند) اور جناب

حبیب المرسلین صاحب نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

مدرسہ امینیہ اسلامیہ کی ہر بڑی صاف پڑھ جاتی ہے۔ مذکورہ قلمی فتویٰ کا عکس بھی ملاحظہ ہو۔

سہ قلمی فتویٰ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

نوٹ:- کانگریس کی حمایت میں فتویٰ دینے والے مفتی صاحب موصوف اس سے پہلے بھی ہندوؤں کی حمایت میں شدھی تحریک کے بانی شردھانند کے سلمان قاتل کے جہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے۔

(ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد جلد ۳، شمارہ ۳۰، رجب ۱۳۵۵ھ)

کیا کرتے ہیں علماء دین و عقیدان شرع میں اس مسئلہ میں کہ
(ا) علماء کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے ممبر بنکر دانا جائز ہے یا ناجائز
(ب) بشرط ہرگز جو حلقہ عہدہ و فادری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے
عہد نامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہو کر کہ ہرگز لازم نہیں آیا؟

مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟۔۔۔۔۔ بینوا تو جبردا

اجواب

ہندستان میں حکومت کا سالہ بڑی نزاکت (اختیار کر چاہیے)۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دنیا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علماء اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائز تو میرے اسلئے جواز کا فتوے دیتا ہوں۔ اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط لے جاتے ہیں۔ اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جاسکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کو مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندستان سے اسلام کی شہرت مار کر ایک چھوٹے سے خط میں محدود کر دینا ہے اور اس میں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے۔ اور آتی ہند کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دینا، یہ مہر مضر اور قیقا مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان احمدی



حضرت نوری صاحب
رأیات میں اور حبیب المرسلین
دعوت و ترویج کے نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
فیروز آبادیہ مان احمدی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے "احرار کا نفرنس" علی پور میں ڈنکے کی چوٹ کہا تھا:
 "پاکستان کا مطالبہ کرنے والے (مسلم لیگ کے لیڈر بے علموں کی
 ٹوٹی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب
 کر رہے ہیں۔ اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں پاکستان ہے
 امر و ہر کے ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کا ایک جگہ یہ بھی تھا:
 "جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سوڑیں اور سوڑ کھانے والے ہیں"۔
 ایک دوسرے موقع پر پسرور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:
 "اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"۔
 ابوالکلام آزاد نے مجلس احرار اور دوسری مسلم لیگ مخالف جماعتوں سے اپیل
 کی کہ۔

"وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ووٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں"۔
 اس اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مؤرخ رئیس احمد جعفری رقمطراز ہیں:-
 "اور بلاشبہ مولانا آزاد کی یہ اپیل کارگر ہوئی۔ اور خاکسار جمعیت علماء
 اور دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ بنالیا۔ انہوں نے مسلم لیگ
 کے راستے میں کانٹے بچھائے، پتھر پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کئے، جلسے
 و ہر ہم برہم کرنے کی کوشش کی، بگڑا کر س کے ان حلیفوں نے کوئی

دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مجلس احرار کے واعظان خوش مقال اور
 علمائے شیوا بیان دور سے ہر ٹکڑ پر پڑے، مجھے بمبئی کا وہ جلسہ یاد ہے جس میں
 مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کا شیرازی کی خطابت نے رنگ باندھ
 دیا تھا۔ لیکن بری طرح پٹے۔ دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت مولانا حسین احمد
 مدنی مفقور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ کا گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقع
 ملتا مولانا آزاد بھی پرواز کے لیے تیار ہوا کرتے تھے۔ بعض تفریق
 بین المسلمین اور تضعیف شوکت مومنین میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
 گیا۔ احرار و خاکسار میدان انتخاب میں زور بیان اور قوت استدلال سے زیادہ
 دست و بازو کی طاقت کے بل پر اتر آئے، ہنگامہ آرائی کی، شورش اور برہمنی
 کے مظاہرے کئے، ان کا کوئی "وعظیم الشان جلسہ" ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ
 کو اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سو سو گالیاں نہ دی گئی ہوں۔ قائد اعظم کی ذات
 پر گفتنی اور ناگفتنی الزامات نہ لگائے گئے ہوں۔ مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف
 کفر و فسق کے فتوے نہ دیئے گئے ہوں"۔

۱۹۳۹ء میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی نے ارشاد فرمایا:
 "لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی
 ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو
 اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو"۔

۱۶۷ الفیاء ص ۱۶۷

۱۶۸ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم ص ۳۰/ بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ
 علماء: چودھری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء ص ۷۰۸

۱۶۹ انجاء طالب لاہور ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء بحوالہ ہفت روزہ رضانے مصطفیٰ گوہر انوار ۸ صفر ۱۳۸۸ھ

۱۷۰ چغتائ: ظفر علی خاں ص ۱۴۵

۱۷۱ تاریخ نظر پاکستان: پیام شاہجہا نیوری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۰۰

۱۷۲ آزادی ہند ابوالکلام کی خود نوشت مترجم رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور طبع پنجم ص ۱۶۶

صالح انقلاب کی داعی جماعت — جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب اس سے ایک قدم اور بڑھتے ہیں، مسلم لیگ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، اسلامی مملکت کے قیام اور دوقومی نظریہ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل دوسری تمام ملی و سیاسی جماعتوں کو بھی بیک جنبش قلم بے عمل اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف تہاتے ہیں، ملاحظہ ہو،

اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں۔ اگر فی الواقعہ اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کاموں کو پرکھا جائے۔ تو سب کی سب جنس کا سد (کھوٹی) نکلیں گی، خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع مبین۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تارکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ سہ

۲۶ - ۱۹۴۵ء کے انتخابات جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد پر منعقد ہوئے تھے اور انہی کی بدولت مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی تھی۔ اس نازک مرحلہ پر جماعت اسلامی نے مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا، جس کا صاف مطلب کانگریس کی خاموش حمایت تھا۔ اس سے حصول پاکستان کے کارنامہ قابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔ ۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن کے عنوان سے جماعت اسلامی کا ترجمان ”کوثر“ قلمطراز ہے۔ بعض خوش فہم لگی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ

دے گی، چنانچہ انہوں نے مخلصانہ طور پر جماعت اسلامی کو اسی سلسلہ میں دعوت بھی دی، جو اُس نے ٹھکرا دی اور صاف اعلان کر دیا کہ۔ درودٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف صاف ذہن نشین کر لیجئے، پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے انتخاب کی اہمیت جو کچھ بھی ہو اور ان کا جیسا بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو۔ بہر حال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے سامنے یہ ناممکن ہے۔ کہ کسی وقتی مصیبت کی بناء پر ہم ان اصولوں کی قربانی کو ادا کر لیں۔ جن پر ایمان لائے ہیں۔ سہ

یہ بات تاریخ سے حذف نہیں کی جاسکتی کہ جس وقت مسلم لیگ قائد اعظم کی عظیم قیادت میں پاکستان کے قیام کے لئے غیر مسلم اقوام سے صفِ آرا تھی تو جماعت اسلامی نے نہ اشتراک کیا نہ تعاون کیا بلکہ مخالفت میں پیش پیش رہی۔ لیکن یہ ایک طرف غماشہ ہے کہ پچھلے دنوں میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے ایک بیان میں اس قسم کا تاثر دیا کہ پاکستان کے بانیوں میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی ہیں۔ لیکن بھلا ہو جناب مودودی صاحب کا، جنہوں نے دبے لفظوں میں میاں صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ پاکستان کی تحریک میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔

پاکستان کی مخالفت میں کام کرنے والی مختلف جماعتوں کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب منیا الاسلام تحریر کرتے ہیں:-

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اتحاد تحریک پاکستان اور شیخیت علماء دین ۱۹۴۵ء، ص ۱۰، ۱۱
۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۱۸، ۱۹

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۱۸، ۱۹

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۱۸، ۱۹

اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ جمعیت العلماء ہند مجلس احرار اور یونیورسٹی پارٹی کے گھٹ جوڑنے ہمارے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جو ناپاک سازش مرتب کی تھی، وہ حضرت حیات ٹوانہ اور کانگریس کی کوئٹہ حکومت کی صورت میں منظر عام پر آگئی اور ان دشمنان اسلام نے پنجاب کے مسلم اکثریتی صوبے میں پاکستان کے مخالفین کا تسلط قائم کر دیا اور البراکلام آزاد نفیس نفیس اس کام کی تکمیل کے لئے لاہور میں عرصہ دراز مقیم رہے۔ تاکہ پاکستان کے حصول کے مقصد کو مزید کاری لگائی جاسکے۔

آگے چل کر آپ کہتے ہیں :-

تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس قسم کے دوسرے لوگ مثلاً البراکلام آزاد اور حسین احمد مدنی صدر جمعیت علماء ہند اپنے دور میں فن خطابت کے نام تھے، ہندو کانگریس نے ان کے فن خطابت ہی کی وجہ سے ان کو بخاری قیمت کے عوض خرید رکھا تھا۔ متحدہ ہندوستان میں جب کانگریس نے رابطہ عوام کی ہر گز ہم شروع کی۔ تو سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر بے وقوف بنانے کے لئے انہیں حضرات کے فن خطابت کا استعمال کیا ہے۔

۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ کے بعد مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد

نے ایک نیا رخ اختیار کیا، مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے لئے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ان انتخابات کے نتیجہ میں قائم ہونے والی کانگریس وزارتوں کے

۱۹۴۷ء اگست ۱۹۴۷ء ص ۴

۱۹۴۷ء

مظالم کی بنیاد پر سنہ ۱۹۴۷ء میں علیحدہ وطن کا مطالبہ۔ مطالبہ پاکستان کیا گیا۔ قائد اعظم نے تمام مسلمان جماعتوں سے مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی درخواست کی۔ مذاکرات ہوئے، مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی وضاحت کی گئی۔ اسی دوران قائد اعظم نے اکابر دیوبند سے بھی مسلم لیگ کی تائید کی اپیل کی۔ مگر جمعیت علماء ہند کے اکابر مسلم لیگ کی بجائے کانگریس کے حامی بن گئے۔ ان حالات کا تذکرہ قائد اعظم کے ۲۷ سال میں اس طرح کیا گیا ہے۔

”ان اجلاسوں سے مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سید نے بھی خطاب کیا اور انہوں نے کہا کہ دیوبند کا ادارہ اپنی تمام خدمات لیگ کے لئے پیش کر دے گا۔ بشرطیکہ پروپیگنڈہ کا خرچ لیگ برداشت کرے اس کام کے لئے پچاس ہزار روپے کی رقم بھی طلب کی گئی جو لیگ کی استعداد سے باہر تھی۔ اس لئے محمد علی جناح نے اس مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے کہ نہ اتنا سرمایہ لیگ کے پاس فی الوقت موجود ہے اور نہ ہی اس کا مستقبل میں امکان ہے اس لئے صرف قومی جذبہ کے پیش نظر کام کیا جائے۔ مرزا ابوالحسن اصفہانی نے لکھا ہے کہ ان علماء کو اس سے مایوسی ہوئی اور وہ رفتہ رفتہ ہندو کانگریس کی طرف چلتے گئے اور کانگریس پارٹی کے لئے

۱۹۴۷ء جناب مفتی محمد شفیع سابق مفتی دیوبند ۱۹۴۷ء اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں :-

”۱۹۴۷ء کے آخر میں یہ زور بتا گئی کہ سیاست کا علم کانگریس کے ہاتھ میں تھا اور مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اب اس انداز کی سیاست دیوبند میں بھی ورائی تھی۔۔۔۔۔ دیوبند میں کانگریسی مزاج پختہ ہوتا چلا گیا۔“

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۶۸ء ص ۲۸)

پر چار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پوری کر سکتی تھی۔

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو گئی کہ نظریہ پاکستان پیش کرنے والوں میں سنی علماء و مشائخ سرفہرست ہیں۔ نظریہ کی وضاحت اور اسے عوام تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ لاہور میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کی سنی علماء و مشائخ نے کھل کر تائید کی۔ ہواد اعظم اہل سنت و جماعت کو مسلم لیگ کے قریب لانے کے لئے ٹھوس مساعی کیں۔ تحریک پاکستان کی جنگ میں اہل سنت نے دسے دسے، قدمے، سمنے۔ ہر طرح حصہ لیا۔ راہنایان طریقت۔ مشائخ عظام اور پاسبان شریعت۔ علمائے کرام نے پاکستان کی ضرورت پر شرعی فتاویٰ جاری کئے۔ انہی اکابر کی اپیل پر ان کے مریدین و تلامذہ، متوسلین اور متعلقین نے انتخابات (۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۶ء) کے موقع پر مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا۔ مالی امداد کی۔ جانی قربانیاں پیش کیں۔ غرضیکہ بے عرض ہو کر صرف ”پاکستان“ کے قیام کی خاطر وہ سب کچھ کیا، جو انسانی بس میں تھا۔ بالآخر ان کی مخلصانہ دعاؤں اور بے لوث جدوجہد سے تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ کانگریسی عزائم خاک میں مل گئے۔ کانگریسی، اخواری، اور جمیعت علمائے ہند کے اکابر کے علی الرغم۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی نمکنت۔ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی۔

والحمد للہ رب العالمین

سالہ قائد اعظم کے ۲۰ سال: خواجہ رحیمی حیدر، ص ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔

نوٹ: تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں قائد اعظم میری نظر میں

اندر ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

تحریک پاکستان کی تاریخ سے متعلق حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی ہمنوائی میں جمیعت العلماء ہند، احرار، خاکسار اور نیشنلسٹ اکابر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جماعت اسلامی نے اگرچہ کانگریس کی مخالفت بھی کی، مگر وہ مسلم لیگ کی حمایت سے۔ انتہائی ضرورت کے وقت بھی۔

قیام پاکستان کے صرف تیس سال بعد ہی جبکہ تحریک پاکستان کے کارکن اور عینی شاہد ابھی بے فضلہ زندہ اور موجود ہیں یہ محکمہ خیر و عوسے کئے جانے لگے ہیں کہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی بھی ”جمیعت العلماء ہند“ کی جدوجہد کی مرہون منت ہے۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب ”قائد اعظم اور مسلم پریس“ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

”یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالیہ انتخاب (۱۹۳۷ء) کے سلسلہ میں مسلم لیگ کو جی صوبوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ مسرت و شادمانی کے ناپائیدار نہیں بلکہ جمیعت العلماء ہند کے امیدواروں کی بدولت حاصل ہوئی ہے جو ملک کی خاطر اور استبدادی نظام کے خلاف مسلسل جہاد کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور نازک سے نازک موقع پر انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اغیار کی نظر میں داخل ہونے سے بچایا ہے۔“

اس عجیب منطق اور استدلال کا کیا کہنا

نبرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد

۴۶۔ ۱۹۴۵ء میں جبکہ مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن

سالہ قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)، مجموعہ سراجہ سعید مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۱۲۱

ہم چکا تھا اور قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تھا، جمعیت العلماء ہند سے منسلک بعض موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اکابر بھی اس بات کے حق میں تھے کہ انتخابات کے موقع پر علماء دیوبند میں سے ہی ایک گروہ ایسا تیار کیا جائے جو مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرے اور وہ جمعیت العلماء ہند کا ٹوڑ ہو۔ اس مقصد کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی مولوی طاہر عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء کے ذریعے ”جمعیت علماء اسلام“ کی بنیاد رکھی گئی، جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۵ء میں علامہ راغب احسن بنگالی کی دعوت پر ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ عثمانی کو شرکت کی دعوت دی گئی، تاہم بیماری کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے۔ بلکہ اپنی طرف سے ایک پیغام ارسال کیا۔ جناب ظفر احمد انصاری جو قائد ملت کے پرنسپل سیکرٹری رہے ہیں، نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

”۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو جب امرتسر میں جمعیت العلماء ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی بھی شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد جمعیت کے تقریباً ہر اجلاس میں آپ شریک ہوتے اور ملکی سیاسیات اور مجلس شوریٰ کی تجاویز میں حصہ لیتے رہے۔ یہ صورت حال ۱۹۴۵ء تک قائم رہی اور فیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی لکھتے ہیں:-

”..... اس طرح علامہ عثمانی ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء ہند دہلی کے رکن رکیں اور اس کی مجلس شوریٰ کے مؤثر ممبر رہے۔“

اگے چل کر آپ یوں لکھتے ہیں:

”علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی درگاہ کیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کی۔ تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل ہوا۔ بہت سی کمیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے۔“

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور، ص ۵۸-۵۹)

”اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو باعانت مرکزی مسلم لیگ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی، جو لیگ کے حامی تھے۔ ۲۴-۲۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو محمد علی پارک کلکتہ میں علماء کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے پانچ سو سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی۔“

جمعیت علماء اسلام کے قیام۔ اس کی تشکیل اور نصب العین کے سلسلہ میں جوہری خلیق الزمان لکھتے ہیں:-

”جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے۔ اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے جو کمیٹی آف ایکشن کے سیکرٹری تھے۔ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت علماء ہند کا کوئی جذب پیدا کیا جائے۔ تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اس کا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بار بار گفتگو کی یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیت علماء اسلام کی صدارت کیلئے راضی کر لیا۔ اور نواب اسماعیل خان صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا چنانچہ سید اعجاز سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیت علماء اسلام کا ایک اور طبقہ میرٹھ میں منعقد کیا جس میں انہیں (جوہری خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کیلئے بلایا گیا مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان صاحب کے گھر پر ہوئی۔“

سہ چراغ راہ کراچی۔ نظریہ پاکستان، نمبر ۳۳۲، عنوان ”نظریہ پاکستان اور علماء“

سہ چراغ راہ پاکستان، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء، ص ۹۷

مسلم لیگ کے ایما پر قائم ہونے والی ”جمعیت العلماء اسلام“ کے صدر جناب علامہ شبیر احمد عثمانی نے اس امر کا اعتراف خود کیا ہے کہ بہت تاخیر کے بعد میں نے مسلم لیگ کی حمایت کی ہے، چنانچہ مسلم لیگ کا نفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کے جلسہ میں آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

”وہ راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی شش و پنج میں رہا اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور و فکر کیا، اللہ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ کی ایک تقریر ہے جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں کہ فقہ حنفی کا سارا مدار انہیں امام محمد کی تصنیفات پر ہے بلکہ

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات تو درست ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے قیام کی تدبیر مسلم لیگ اور مسلمانوں کے حق میں کسی حد تک مفید ثابت ہوئی، اس سے جمعیت علماء ہند کی صفوں میں ایک شکاف پڑ گیا اور مسلم لیگ کا منصوبہ کامیاب رہا۔ لیکن یہ کوشش تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے کہ برصغیر میں علماء و مشائخ کی تمام مساعی جو مسلم لیگ کے حق میں مفید ثابت ہوئیں، کو صرف علامہ عثمانی یا جمعیت علماء اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا جائے جبکہ سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ ابتداء ہی سے نظریہ پاکستان کی حمایت کرتے رہے۔“

لے خطبات عثمانی: پرو فیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۱۴۳-۱۴۴،

خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس۔ میرٹھ، طبع ہاشمی بک ڈپو، ص ۱۲

ملک کی نامور علمی شخصیت جناب ڈاکٹر وحید قریشی ایم اے، ڈی لٹ فرمطراز ہیں:

”حلقہ علماء میں اگر کبھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں ذکر آیا بھی ہے تو مولانا ظفر علی خاں مولانا شبیر احمد عثمانی کے نام نامی کے سوا کچھ یوں تاثر دیا جاتا ہے گویا علمائے دین کا اس تحریک سے کچھ زیادہ واسطہ نہ تھا۔ نیشنلسٹ علماء کا غور کا نگرس کی امداد و اعانت تھا اس سے یہ خیال عام ہوتا گیا کہ علمائے دین حیات الجماعت پاکستان کی کبھی تائید نہیں کی، حالانکہ تحریک پاکستان میں جہاں تعلیم یافتہ طبقے نے حصول پاکستان کے لئے قربانیاں دیں وہاں اس آواز کو مسلمانان برصغیر کے دل میں جاگزیں کرنے کا سہرا ان دینی رہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے شہرِ قریب قریہ مسلم لیگ کے پیغام کو پہنچایا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ الگ مملکت کا مطالبہ دراصل ان کے دلوں کی آواز ہے۔ دیوبند کے مقابلے میں علماء کی یہ آوازیں زیادہ مؤثر اور دور رس نتائج کی حامل رہی ہیں۔“ لے

تحریک پاکستان کی کوششوں میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی عظیم اور فعال تنظیم ————— ”آل انڈیائی کانفرنس“ کا نام سرفہرست ہے۔ جو بد قسمتی سے موزین کی بے اعتنائی کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کو اس عظیم جماعت سے روشناس کرایا جائے۔ ایک ایسی تاریخ ساز تنظیم جو ایک ربع صدی تک مسلمان ہند کی رہنمائی و شیرازہ بندی کے فرائض انجام دیتی رہی۔ جو علامہ مسلم لیگ کی دست و بازو رہی اور جس نے بر ملا اعلان کیا کہ ————— اگر مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو وہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رکھے گی۔ دانستہ یا نادانستہ انماض کی نذر ہو گئی۔ آئندہ صفحات میں شاندار ماضی کی حامل اس عظیم جماعت کا اجمالی تعارف ملاحظہ فرمائیں:

لے تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند: میرٹھ فاروقی انقادی ایم اے مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۲۸-۲۹

آل انڈیا سنی کانفرنس

پس منظر — اور — مقاصد

غیر منقسم ہندوستان میں ہماری غفلتوں سے اغیار نے فائدہ اٹھایا ہمارے تفرق و تشتت سے ایک طرف زرکشی و شہرت پسندی کی ہوس بڑھی تو دوسری جانب توہیب اور اذعانِ نبوت کی بدولت نیچروں، چکڑالویوں اور منکروں حدیث و غیرہ نے سراٹھایا۔ کفار و مشرکین ہند کی کوششیں تھیں کہ تمام اسلامیین ہند کو ہندو بنا لیا جائے یا انہیں ملک سے نکل باہر پھینکا جائے۔ انہوں نے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا چنانچہ —

- شدھی کی شکل میں فتنہ ارتداد کی تحریک
- سنگٹھن کی صورت میں فتنہ ارتداد کی تنظیم اور توسیع
- ہندو مسلم اختلاف کے بہانے ذبیحہ گاؤں پر پابندی
- اذان کہنے پر شاد
- مساجد کا انہدام
- کتاب مقدس کی بارہا توہین
- خورن مسلم کی ارقائی
- رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

- سوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کا جادو
 - تحریک خلافت میں گاندھی کی تاہلہ حیثیت
 - ہندو کے اشارے سے ہجرت اور عدم تعاون — کی تباہ کاریاں۔
 - عقائد اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لئے دوازدہ اسکیم اور دوازدہ مندر سکیم۔
 - تعلیمی اداروں کی ناگفتہ بہ حالت اور ان پر ہندوؤں کا تسلط
 - کانگرس کی ذیلی جماعتوں کی اسلام دشمنی
 - مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا کر ان کا قومی وطنی ختم کرنا — وغیرہ
- ایسے بے شمار واقعات اور حادثات تھے جنہوں نے اسلامی قلوب کو خطر پایا۔

اگرچہ سنی علماء و مشائخ کے علاس، آستانے اور خانقاہیں اپنے اپنے مقام پر مرکز کی حیثیت رکھتے تھے جن سے کفر و الحاد اور رسوم بدعیدہ کے انسداد اور عقائد حقہ کی حفاظت و حیانت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا رہا مگر کفر کی آندھیوں اور اتحاد کے نام پر الحاد کی متعلم پورشوں کے پیش نظر مزدوری ہو گیا تھا کہ تمام سنی علماء و مشائخ اپنی اپنی تلایہ کو بچا کر کے متعلم طریقہ سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ — باہمی کشاکش کے مریضوں، نفسانیت کے اسیر اور دشمنوں کی چیر و دستیوں کا شکار ہونے والوں کو بیداری بخشنی — اغیار کے علم و استبداد کے خلاف فریاد زدن کر سکتے والوں کو فریاد زدن کے منصب تک پہنچا دیں۔ حوادث و آفات کی گنگوہ اور بیک گشتوں کی برقی شریر بد کو معدوم کر دیں — غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب غفلت کی حیلہ گری کو اپنے اللہ اور رسول و ملا علی و علی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے کافور کر دیں — کانگریسوں، اجلاسوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں — ان لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار ہو چکے تھے سوا اہل علم

کے قافلے کے ساتھ دوبارہ ملا دیں۔ — اسلامیان ہند کے قلبِ حزین کو صبر و سکون، اتحاد و وادار، نظم و ارتباط اور دنیوی اعزاز عطا کریں۔ — ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و سبب و شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پروائی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے ایک ”مرکز“ ہو جو ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی کرے۔ معاملات آئی ہوں یا سیاسی — معاشرتی ہوں یا اقتصادی — انفرادی ہوں یا اجتماعی — — — — — عزیمت ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جن سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

قبل ازیں اتحاد و اتفاقی بین المسلمین کے مقدس مقصد کے لئے جتنی کوششیں ہو چکی تھیں، سب ناکام ہو گئیں، شاید ہر بار ایک ہی نوعیت کی غلطی کو دہرایا جا رہا تھا کہ اتحاد کے ہر محرک نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ملا کر ان میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی مگر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اگر ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا تو یہ جیسا ہی کیوں ہوتے۔ تو اسے مخالف کو ایک جگہ جمع کرنے سے اتحاد کی بجائے فساد کا منظر سامنے آتا ہے۔ — — — — — اور پھر یہ کہ ہر فرقہ کی ایک الگ الگ حیثیت ہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرقہ کے کسی فرد کا اس میں دخل ہونا ناممکن ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی کافر نیس انگ انگ منعقد کرتے ہیں۔ اس میں کسی دوسرے کی جھجک دینے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔ شیعہ اپنی کافر نیسوں میں سنی کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے، اہل حدیث (غیر علم) تبلیغی اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اس کے ارباب اعتقاد و خیالات اور مقررین صرف اہل حدیث ہی ہوتے ہیں اور ان کی تنظیموں میں کسی دوسرے کی شمولیت ناممکن ہے۔

مذکورہ بلا واقعات و حادثات — — — — — ضروریات اور مشکلات کو مد نظر رکھتے

ہوئے سنی علماء و مشائخ نے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر اور عاملان اس کو خالص اپنے اجتماع کے لئے دعوت دی، چنانچہ برصغیر بھر میں اہل سنت و جماعت کا عظیم المنظر اجتماع — — — — — سنگوں کا واحد فائندہ اجلاس اور خالص ایوانِ سنیت کا اقتدار

”الجمعية العالية المركزية“ یعنی ”آل انڈیا سنی کالفرنس“

کے نام سے موسوم ہوا، سنیوں کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس مراد آباد میں

۲۰ شعبان ۱۳۲۳ تا ۲۳ شعبان ۱۳۲۳ھ

بھارت ۱۴ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

منعقد ہوا، سنیوں کی اس مرکزی — — — — — قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی درو مندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی مہمتی جملہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کالفرنس، مراد آباد کے پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام، مفتیان عظام اور مشائخ ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (د م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی
مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (د م ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف، بہاری (د م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ
و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (د م ۱۳۵۵ھ) زبیب آستانہ کچھوچھوچھو

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (د م ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری (د م ۱۳۶۲ھ) ابن خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

شیخ الفقہ مولانا عبدالحمید آلوی (م ۱۳۶۶ھ)

صدر الانام مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۶ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۶۶ھ)

زبدۃ الفقہ مولانا عبدالحفیظ حقانی آلوی (م ۱۳۶۶ھ)

رئیس المدین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

احمد رضا بریلوی

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجیری

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی

حضرت مولانا مولان حسین رامپوری

حضرت مولانا محمد الین عباسی چٹیا کوٹی سہ

سواد اعظم کی عظیم مذہبی و قومی تنظیم، ان کی دینی و دنیوی بہبودی کامرک، فرائض

تبلیغ کی ادائیگی کا مقدس اجتماع اور سنیوں کی منتشر قوتوں کی جامع تحریک

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا مالی کھتے ہوئے رئیس المدین

سید محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں۔

”یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جاسکتا

ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس وجہ شائد جیسے مثال نہیں

مل سکتی وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے

دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے تاہم ان کا بیان ہے کہ اس قدر نظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

”جمعیت اشرفیہ انجمن اہل اسلام“ اور ”جماعت رضائے معظنی“

کے رہنما کاروں اور مجلس استقبال کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام

کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضائے معظنی کی تعداد کئی سو تھی باقاعدہ

دردی میں ملہوس تھے، جن میں تاریخ تحصیل علماء درجہ تکمیل کے طلبہ اور رؤسا

شہر کے نونہال فرزند شامل تھے ان کا رویہ نہایت صبر و سکون کا آئینہ دار تھا۔

جماعت رضائے معظنی بریلی کا نعیم عجیب شوکت رکھتا تھا، اس کا بلند بھرپور

مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر

بے ساختہ کہہ اٹھے تھے:

”اس حکومتی نظام کو کیا کہا جاسکتا ہے؟“

برصغیر کے تمام علاقوں — سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی علمی مقامات

اور آستانہ ہائے عالیہ کے مقدر علماء اور مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے، بالخصوص

بریلی، اہلی رامپور، مراد آباد اور کچھوچھو کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو مؤثر کر دیا۔ قادری

چشتی، نقشبندی اور سہروردی غیموں سے ذکر و فکر، ذوق و سرور سے کیف آور مدائیں بلند

ہو رہی تھیں۔ سحر منیکہ یہ منظر بجائے خود دیدنی تھا اور کانفرنس کے اندر اہل سنت و جماعت

کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے شائع شدہ رسالہ ”فضیلا و افتادیل“

مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری مروج پر آل انڈیا سنی کانفرنس ہوا آیا د کے انعقاد پذیر جلسہ کا جو
اشہار شائع ہوا اس کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں، جس سے کانفرنس کے مبارک
اجتماع اور اس کے اعراض و مقاصد واضح طور پر معلوم کئے جاسکتے ہیں:

اطلاع پر جو قاضی سنی خان کیے نشرات امی میں مکرر فرمایا ہے اور جو عظیم کام جاری ہے۔ لہذا تا اجراء اخبار ہر روز ان خلاف العقیدہ اور وکیل امرت پور میں

آل انڈیا سنی کانفرنس

لجیٹو عالمگیرہ انجمن اہل سنت و جماعت ملو آباد
منجانب
سنی تبلیغی کانفرنس کے شاندار اجلاس

تمام ہندوستان کے مشہور افاضل نامور علماء اکابر مشائخ ممتاز مجاہدین
معزز رؤساء منتخب اہل بیان اور تبلیغی وفد کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے
اہم ترین مقاصد تبلیغی تعلیم معاشرت ادا کے قرض باہمی تعلقات اور دوسرے
امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات تنظیم اہلسنت کے لئے
بتواریخ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائیگا۔
امید کہ حامیان اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے
روز افزوں منزل و انحطاط کو دور کر سکے لئے فردی خیال فرمائیں گے۔
اللہ تعالیٰ (قاضی مولوی) محمد طہ حسین (رئیس اعظم و صدر انجمن اہلسنت و جماعت) کو مدد فرمائے

انجمنی و ثانی الامین سعید کے ولیفہ خوار یا مرج خواں اخبارات کی طرف سے اپنے لئے
کو غازی کی کتاب ترک کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شروع سے ہم کہہ رہے ہیں اور اب
معزز اخبارات و کلیل امروں وغیرہ میں غیر مسلم حکومتوں کے بنیادی معاہدہ کا ذکر ملتا ہے
ہوئے پر مسلم سپک سے وہ شرمائے ہیں۔ اسی جاتی تشریف حسین نے غدار تھا ہی کہ وہ اپنے غازی
ممدوح کا کیا نام کہو گے جس نے خدیجہ معاہدہ کے ذریعہ انہوں نے دریا کو بھی غارت کر دیا ہے

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر وقت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اہتمام حاضرین کی تاثیر پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدر وقت خطاب نے اسی عین میں خود کھانا ادا اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھو چھو نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھو چھو شوال المکرم ۱۳۲۲ھ میں ۱۲۳۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب ہذا میں اسی خطبہ کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ اختصار کے باوجود خطبہ اپنی مثال آپ تھا، جس میں بیش از ۱۱۰۰ واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا۔ آل انڈیائی کانفرنس کے اسی اجلاس میں مجتہد الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا، جو در مجلسوں میں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

(۱) ہندوستانی سیاسیات

(۲) اخبار کی پالیسیاں

(۳) مذاہب و فروع

(۴) نظام عمل

(۵) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر

(۶) ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دوسری نظریہ کی وضاحت

(۷) احوال انڈیائی کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ

تمام شعبہ شرعی نقطہ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی، ہر روز دو نشستیں ہوتیں۔ علماء و

مشائخ اپنے اپنے مواضع حسنہ سے حاضرین کو مالال کرتے۔ امیر ملت پیر جماعت علی

محدث علی پوری کافی البدریہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اتفاق اور اختلافات کی وجوہات بیان فرمائیں۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوئیں جن کا تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ قراردادوں کے پیش گوئی کے سعادت مولانا احمد خاں میرٹھی کے حصہ میں آئے۔ آئندہ سال کے لئے آل انڈیائی کانفرنس کے صدر، حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الاناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور نائب ناظم مولانا محمد سلیم عباسی منتخب کئے گئے۔ شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کچھو چھو اور مولانا سید محمد اشرف اشرفی سرپرست قرار پائے۔ قراردادوں میں جہل کی مخالفت، امیر امان اللہ خان امیر افغانستان کے قتل مرتدین کی حمایت، مرزائیوں اور مرتدین کے ساتھ افغانستان کے سلوک کے بارے میں لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت کرنے، ہاؤس سود بخندہ کے غاصبانہ قبضہ چھان قلمانہ حرکات اور مرزائیوں کی حمایت میں کانگریس کے اشتعال انگیز کلمات پر نفرت کا اظہار کیا گیا۔ سہ

عہدیداروں کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں آل انڈیائی کانفرنس کے صدر مجتہد الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی منتخب ہوئے۔ سہ

سنی کانفرنس کا رکن ہر راسخ العقیدہ سنی بن سکتا تھا اور سنی کی تعریف رکینیت کے فارم پر درج کر دی گئی، تعریف یہ تھی:

وہ سنی وہ ہے جو انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں

جو ائمہ دین خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے

سہ ماہنامہ اشرفی کچھو چھو مئی ۱۳۲۵ھ / شوال المکرم ۱۳۲۳ھ

سہ ماہنامہ السواد الاعظم مراد آبادی الجہر ۱۳۲۵ھ / جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۱۲

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حضرت ملک العلماء کبر العلوم صاحب
فرنگی علی حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی حضرت فضل رسول
صاحب بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشد حسین صاحب رامپوری داعی الحق
مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہونے
الجمیۃ العالیۃ الاسلامیہ — آل انڈیائی کونفرنس کے ان مقاصد کا خلاصہ
جو اس کونفرنس کے قیام کا مقصد بنے، یہ ہے:

- ۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔
- ۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا۔
- ۳۔ برصغیر کے تمام شہروں و قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ
انجمنوں کو جمیعت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۱۰۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء ص ۹

نوٹ: سنی کی تحریف اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سنی کونفرنس ہر اوکھا و منقہ ۱۹-۲۰
شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ (۱۹۲۹ء) کے اجلاس میں ان الفاظ میں قرار پائی۔

سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور قدیم طریقہ کا مسلمان ہے جس طریقے پر تمام فقہاء اور اکابر ایدہ حضور
عزت اعظم و حضرت امام علی بن ابی طالب و حضرت ہبائ الدین نقشبند و حضرت شیخ
شہاب الدین احمد رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلاطین اسلام میں سے حضرت سلطان محمود غازی و سلطان اورنگ زیب
غازی و امثالہما اور قریب زلے فرنگی علی کے مشاہیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء مولانا محمد ابراہیم علیہ السلام حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و حضرت عظیم البرکت
امام اہلسنت مجددین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قائم رہے۔

(تمنی یادداشت: حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ العالی)

- ۴۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔
- ۵۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجراء۔
- ۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔
- ۷۔ انگریزی خوان طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔
- ۸۔ مزدوروں اور پیشہ ورا افراد کے لئے شبیہ مدارس جاری کرنا۔
- ۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں
سے ہی اشیاء خریدنے کی رغبت دلانا۔
- ۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور خیراتوں سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔
- ۱۱۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اتارنے کے طریقے۔
- ۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے روزانہ معاشی تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا وغیرہ سلسلہ

علامہ عبدالمصطفیٰ انصاری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان "مسلمانوں
اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دور" میں آل انڈیائی کونفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے
ہوئے علامہ نے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدام کو تاریخی طور پر ثابت کیا،
اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا:-

(۱) ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبہ پاکستان

ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۰۔ ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد، ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ / مئی ۱۹۲۹ء

”تحریکِ خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ انتہائی غفلت و جمود کا غریبیت ان پر مسلط ہو چکا تھا ادھر ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا، بین الاقوامی آویزش و تجارتی مصالحت کی بنیاد پر ہندو برہمنوں اور انگریزوں کے مابین حکومت کا سودا ہو رہا تھا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس بڑے کوچک کی بساط سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جاہ و جلال عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی، اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی، ادھر علماء دیوبند جیسے علماء ہند دہلی براڈ وائیٹ کی تجویروں کا شکار بن چکی تھی، اور اپنی وسیع کاریوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم فوج کے اندر انتشار و خنڈ اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی، بجماری مسلم لیگ علماء اہل سنت کے محبوب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی مسلمان روم حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا اُسے صحیح راہ عمل نہیں ملتی تھی وہ ہر سراپ کو چشمہ آبِ حیات اور ہر عکبر کو گوہر تاج سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا منہ چہرہ دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ جہدِ بقا کے عملی میدان میں فوجِ مسلم کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمر ہمت ٹوٹ جاتی کہ نصرتِ الہی نے فوجِ مسلم کی دست گیری کی اور عین وقتِ علماء اہل سنت و جمہوریت اسلام نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانانِ ہند کی ایسی صحیح بنیاد و بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ نرپاشیوں اور غدارانہ ملک و ملت کی انتہائی غداروں کے علی الرغم پاکستان کے

مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخِ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دیباغے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست اثر و رسوخ اسلامی سیاست و مطالبہ پاکستان کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا مہربون منت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریتِ اسلامیہ سنی کانفرنس ہے ۱۹۰۶ء

علامہ آباد ہندوستان میں سنی علماء کی یہ عظیم جماعت اس وقت بھی مؤثر کردار ادا کر رہی تھی جبکہ بساطِ سیاست پر مسلم لیگ اعلیٰ تک اپنی نمائندہ حیثیت منوانہ سکی تھی، یہ سنی کانفرنس کی ہی معاونت تھی کہ مسلم لیگ کو عوامی رائے کی قوت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے، شہر شہر، قریب قریب تنظیمیں بنیں، مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پلیٹ فارموں پر منعقد ہوتے رہے جو اس کے وسیع اعتراض و مقاصد پر شاہد ہے، جن پلیٹ فارموں سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اخبار دیہ سکندری راجپور، مطبوعہ، راجپور، سنہ ۱۹۰۶ء

۲۔ پریس پبلک گزٹ کا قبضہ ہونے کی وجہ سے ان اجلاسوں کی کارروائی اجازت میں بہت کم نتائج ملتی، اس نخل کے باوجود اس وقت تک ایک سرچشمی سے ناندری کانفرنسوں کی کارروائی و شتاب ہو چکی ہے جو انتشارِ اشد تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں درج ہوگی۔ (مرتب)

- ۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
- ۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
- ۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس
- ۴۔ اہل سنت و جماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس
- ۵۔ مدارس اہل سنت کے جلسہ رائے تقسیم استاد و دستارِ فضیلت
- ۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۷۔ گیارہویں مشرق کی محفلیں
- ۸۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ
- ۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
- ۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس
- ۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تنظیمی و اصلاحی دورے وغیرہ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے طریق کار سے رہنمایان سنی کانفرنس کے مسلک کی نشاندہی آسان ہے۔ اس کے باوجود ”سنی“ کی تعریف فارم رکینٹ پر درج ہوتی۔ سنی کی تعریف مختلف موقعوں پر اکابر کی تائید سے مؤید ہوتی رہی۔

”سنی“ کی تعریف اور اس کی بار بار وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے شاندار کارناموں کو دیکھ کر بعض علمائے دیوبند نے اہل سنت کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے ”سنی“ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ”سنی بورڈ“ قائم کر دیا جس کا مقصد سوادِ اعظم اہل سنت کے راسخ العقیدہ عوام کو مسلم لیگ کی حمایت سے باز رکھنا تھا۔ جناب محمد عبدالغفور صاحب مناظم سنی کانفرنس بنارس مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آج کل ہندوستان کے ہر ہر گوشہ میں سنی کانفرنس کا شہرہ ہورہا ہے اور ملک کے ہر ہر قطعہ اور حصہ سے بنارس میں متحضر سنے والی آل انڈیا سنی کانفرنس

کی شرکت کے لئے تیاریاں ہورہی ہیں۔ یوپی سنی بورڈ کے نام سے لکھنؤ میں کوئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو ایکشن کے معاملہ میں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی ہے اس خیال سے کہ لفظ سنی سے مسلمانوں کو دھوکہ و مغالطہ نہ ہو ہم یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اس سنی بورڈ سے کوئی علاقہ نہیں ہے اور سنی کانفرنس سنی بورڈ اور اس کے اس طریقہ عمل کو نہایت مذموم اور مسلمانوں کے لئے مضرت رسال سمجھتی ہے حقیقت میں یہ وہابی جماعتیں ہیں جن میں سے کوئی کھل کر انگریزی بتاتا ہے جیسے کہ دیوبندی صاحبان اور کوئی جمیعۃ العلماء کے لباس میں نمودار ہوتا ہے اور کسی نے سنی بورڈ کا عزائم اختیار کیا ہے مسلمان ان سب سے ہوشیار رہیں اور ان کے پروپیگنڈے میں نہ آئیں۔ سہ

لفظ ”سنی“ کی جانبداری کے پیش نظر اس کا استعمال تقریباً ہر دور میں ہوتا رہا۔ جمالیٹھن نے اس لفظ کو اپنے مخصوص عوام کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض اوقات اپنے جلسے ”سنی کانفرنس“ کے نام سے کرتے ہیں۔

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیامِ پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی اس لئے اس کے عہدے دار و کارکنان مسلم لیگ کے لئے ان تھک کا کام کرتے بچا پنجہ ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ سنی کانفرنس کے اراکین کے پاس مسلم لیگ کے قابلِ فکیر ہمارے بھی تھے۔

خوار و بدو بسندری را بسور شایع علم خبر

موصولات

ضلع سی کانفرنس کا روح پرور اجتماع

محرم جناب پیدا و صاف نیا صاحب چیزل سکرٹری انجمن اہلسنت و ابھاعت
و صدر رشی مسلم لیگ بن پوری کے قلم ہے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

۲۵۔ مرہوم کے آخری اجلاس میں جنرل سکرٹری مہمن اہل سنت و الجماعت
دو دیگر کراچی مہمن کا جواب سے پہلے تنقید مصروف و حضرت مولانا مامون شاہ محمد
عارف، شرمہ جب قادیان میرٹھی کا خدمت عالی میں سندھ جہ ذیل سپاس نامہ
پیش کیا گیا۔

نقل سپاس نامہ

[illegible]

اسے طیب ملت اسکا خون کی غلیظ شہیہ روئی اور عکاس کو نزدیک
کا کلا عزرا تمام صرف و باہوں سے کلکستہ سنی کا بائیں کے شہاد و قد باہ
عکاس کے مقابلہ میں سے کہ ہے چہاں ہے۔

مسلم لیگ اور آل انڈیائی سنی کانفرنس کے درمیان تعاون و یک جہتی قیام پاکستان اور مسلمانان ہند کے بدخواہوں کے مقابل کوہ گراں ثابت ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں کی حیثیت سولہ ایک جان و دو قالب کی سی ہو گئی تھی چنانچہ اکثر ان کے مشترکہ اجلاس منعقد ہوتے، جس کا کچھ اندازہ اخبار دبہ سکندر جی کے بعض عکس جو اسٹندہ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں، سے ہوتا ہے۔

سنی کا نفرن کا کانگریس کو کھلا پیلیج!

عالمی اہل فلسفہ کی ایک جامع و متنوع سرگرمی صلیب انجمن کے ذریعہ

[illegible]

پاکستان کے لئے جانی و مال ہر قسم کی قربانی پر کھیل سادگی ظاہر کرنا ہے۔“

ضلع سنی کانفرنس بدایوں کی اہم بحث اور
اسلامی حکومت کے قیام اور انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت

از حضرت محترم جناب مولانا محمد یعقوب حسین مسکنیاء العادری ناظم
نشر و اشاعت ڈسٹرکٹ سنی کالج ٹرسٹس دہلی

اسیہ اجلاس اس امر پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے کہ عسکراتِ مشرقین و علیہ السلام
اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام یعنی پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں مسلم لیگ کی بھرپور
حمایت فرما رہے ہیں اور مشرقین و نصاریٰ کے بالمقابل اسلامی احکام کا نشرو افلاغ
فرمانے میں اپنا فریضہ و دعوتِ حق انجام دے رہے ہیں یہ اجلاس یقین کرتا ہے کہ
ایسے نئے انتخابات میں محمدیہ لہجہ انتخابات کی طرح پورے اہلناک کے ساتھ کانٹا ٹیکنا
مقابلہ کریں گے۔

۳۔ یحییٰ علیہ السلام حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی نانم عمومی آل احمد
کے تلامذہ و حضرت مولانا شاہ سید محمد اشرف صاحب محدث پتھو جھوی مظفر آباد کی

شماره ۱۴۰ جزوی
۱۹۸۱

۱۔ حضرت مولانا شاہ محمد عبداللہ قادری (حبیبیہ میں سیت لال گمشدہ پاکستان)

۱۰ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، (صدر جمعیت علمائے پاکستان)

سلسلہ کے لئے ایک جماعت پیدا کرنا، ایک مجلس بھی درست کر دینی۔ یہاں تک کہ
اس نظام کو جاننے والے مصلحت مندی کاغذوں کی دھاریں چل دینی۔ یہ تو سب سے
دور۔ اور اچھا یہ کہ اس کو جاننے والے کے لئے مصلحت مندی کاغذوں کی دھاریں
چل دینی، اس میں پوری کتبیں اس جماعت پر عظیم کر دینا، اس کے لئے ایک
مجلس بنانا، اور اس مجلس کی مجلس پر سرگزشتیں پر دینی تاکہ وہ سب سے
بہتر ہو جائے۔ یہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب سے بہتر ہے۔
واللہ اعلم۔

[illegible]

میلبرگ میں، جس کی نسبت دو حکومتیں ہیں۔

جواکینا اس کے کہ کہیں مولانا عبدالحق نے کیا تو میرزا جی جی تنگ ہو کر کہے
تھا کہ جواکینا اس کے آئے تھے اور وہ اس کو جی تنگ کر کے لے کر آئے تھے۔ وہ اپنے
سے کہہ کر اس کی طرف سے آئے تھے کہ اس کو اس کے ساتھ لے کر آئے تھے کہ اس کے
صاحب مولانا جی جی تنگ کے صاحب سے ملنے کے لیے اور وہ کہہ کر اس کے
کی رات کے تین بجے اسے اعلان عام حلقہ کے واسطے اور اس کے ساتھ اس کے

تختی و زینتی کا نفرنس صنایع مین پوری

۱۔ یہی کافر سیاست ہے جو ولایت علیہ السلام میں اس کے کرنا ہے۔ یہ کہ لا کر اسے ایک
شکر میں جمع ہے اور اس کی کہو اس کو کرنا مقصد ہے اور اس سے اور ۵۰
شکر میں بدوں کی مانند کی کر کے اور ان کی کی مانند ہے اور اس میں
شکر میں بخیر ہے۔ دوسری کر کے اور ان کی کی مانند ہے۔ اس سے یہ بیان کیا گیا
ہے کہ اس کے بعد ان کو کر کے اور ان کی کی مانند ہے اور اس میں
امید ہے کہ اس کے بعد ان کو کر کے اور ان کی کی مانند ہے۔ اور ان کو کر کے

۳۔ سنی کا نفس متلین سے پوری کا یہ احساں تو ہی صحیحی حیثیت سے دعوتِ نبویؐ کی
امدادی آئی دے سکے اسلئے اور خود ان کو ام کے لئے جہر میں نہ بھجھا سچا اور قدامتِ اہل
حرف و رعل تو ام کے سنی حضرت کے اسلئے کا رتا کہ وہ دیکھی آیت کو اپنے

[illegible]

مؤید حضرت مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جہت سے یہ
 خطہ کلام شریف میں لکھا گیا ہے جس میں اعلیٰ کے گناہ گاروں کو خطہ میں
 پورے اور دفن و درجہ کی بات ہے جس کے عاقل کی طرف سے اس کے درجہ کے
 اور اعلیٰ کے درجہ کی بات ہے جو اس کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے
 جس کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے
 پر ہی کلام ہے اور اس کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے
 درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے درجہ کے

اجتہاد کے لئے یہ ثابت و مسلم ہے کہ ان کے ملاقات و معاشرت سے پہلے ہی
حکومت برطانیہ سے اس کے وفد نمائندے کی طرف سے مل کر لائے گئے اسقاط کر کے
جنگری۔ حاکم محمد باقر صاحب امام باقر علیہ السلام سے ملے۔
جو کہ بعد میں مفتی محمد رضا صاحب
میں سے مفتی صاحب نے یہ خبر۔ میں نے ان سے یہ خبر۔

پیشی پاکستان
جمعیت علمائے پاکستان

الاکبر اہل سنت نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ باوجودیکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی جماعت ہے اور اس کا نصب العین قیام پاکستان ہے لیکن مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور تمدنی رہنمائی کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کو فعال بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ کی حمایت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں فعال نمائندگی اور رہبری کی جائے، اور جہاں کوئی مسلمان احکام شرعیہ کے خلاف قدم اٹھائے اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ برصغیر میں شہر شہر اور قریب قریب آل انڈیا سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں، ہر سطح پر اس کی تنظیم ہو، اس کے مقاصد عامۃ المسلمین تک پہنچائے جائیں، ملک بھر میں موجود مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی تنظیموں میں رابطہ پیدا کیا جائے۔ اور جب

۱۔ سنی تنظیم
۲۔ سنی تنظیم
۳۔ سنی اعتقاد اور سنی اتحاد

کی کارروائی ممکن ہو جائے تو مرکزی سطح پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے جس میں ملک کے ہر حصہ کی نمائندگی کے لئے ملک بھر میں پھیلی ہوئی سنی کانفرنسوں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ حکومت اور عوام کو سنی تنظیم کی شوکت اور ہمہ گیری معلوم ہو جائے۔ اور سواد اعظم اہل سنت کی جماعتی آواز مؤثر ثابت ہو سکے۔ مئی ۱۹۴۵ء میں طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مرکزی سطح پر اگلے سال منعقد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مرکزی اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۴۵ء میں ہی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے علماء و مشائخ سے رابطہ کے لئے نمائندے اہل سنت نے ملک گیر دورے شروع کر دیے تاکہ سنی کانفرنس کی موجود تنظیموں کو فعال بنایا جائے اور ملک کے باقی حصوں میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ایک سال کے قبل عرصہ میں عربی و فلسطینی

مولانا سید محمود احمد رضوی (سابق نائب ناظم سنی کانفرنس، لاہور) ۱۹۴۶ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس کی اطلاع اس طرح دیتے ہیں:

”سال آئندہ کے لئے اہل ہارس نے آل انڈیا سنی کانفرنس کو مدعو کیا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ ہر برصغیر میں آل انڈیا اجلاس سے قبل ضلع دار صوبائی کانفرنس منعقد کی جائے تاکہ ہر برصغیر سے معتقد نمائندے آل انڈیا کانفرنس میں شریک ہو سکیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے علماء و مشائخ کی بڑی تعداد آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھیجنے کا اہتمام کیا جائے۔ ایسے دوسرا دعائے جو سنی کانفرنس کے مقصد کے ساتھ متفق ہوں۔ اور جذبہ و شوق رکھتے ہوں۔ ان کی شرکت بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے نعمت سمجھی جائے گی۔“

زعما اہل سنت کے تنظیمی دورے حمایت کامیاب ہوئے، ہر جگہ ان کے شاندار استقبال ہوئے ان کے مشن کو خوش آمدید کہا گیا اور ان کی آواز اس قدر مؤثر ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بے شمار لوگ اس کے رکن بن گئے، جس میں مسلم لیگ کے بعض عہدیدار بھی شامل تھے۔ برصغیر کی سنی آبادی نے بر ملا آل انڈیا سنی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے سنی کانفرنس سے اپنی وابستگی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے طبقہ اثر میں اس کی مؤثر اشاعت کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔

(۱) برصغیر کے کونے کونے میں سنی کانفرنس کی مؤثر تنظیم قائم ہو گئی۔
(ب) بائیس ہزار سے زائد مقتدر علماء و مشائخ سنی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔

۱۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء، ص ۱۱

۲۔ اخبار دہلیہ سکندر جی رامپور ۲۶ اگست ۱۹۴۶ء، ص ۳

اور جاری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں۔ کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن (نومبر ۱۹۴۵ء) کے مرکزی الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنسوں کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت دسمبر ۱۹۴۶ء میں ہونے والے صوبائی انتخابات کے لئے ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہونے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبند، پارٹی مونسوی حین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار ریونیونسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مددیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا عبدعلی اعظمی کی تائید کرتے ہوئے صدر الاناضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

..... الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوششیں یہ ہیں کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس خدمت کو لمبائوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الہی کے لئے انجام دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تفسیر فرمائی اور بتایا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت ظاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو۔۔۔۔۔

۴۶-۴۵-۱۹۴۵ء کے مرکزی اور صوبائی عام انتخابات برصغیر کی تاریخ میں معرکہ الآراء نوعیت کے حامل تھے، انہی انتخابات کی بنیاد پر پاکستان حاصل ہونا تھا۔ کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہی تمام ہندوستان کے باشندوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جمعیت علماء ہند، احرار، خاکسار اور ریونیونسٹ وغیرہ کانگریس کی تائید کر رہی تھیں۔ ان کا پروپیگنڈا — دن رات — بھی وہی تھا۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اسلامیان ہند کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ملک کی حکومت کس کے پاس ہوگی — صرف ہندوؤں کے پاس — یا ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن الگ الگ ہوگا — ان تمام سیاسی امور کا فیصلہ انتخابات میں ہونا تھا۔ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقع پر سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی نمائندہ مذہبی و سیاسی تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ — مسلم لیگ کی حمایت کی جائے، مسلم لیگ کے نمائندوں کو ورثہ دیئے جائیں اور مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی حمایت کی جائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت نے یہ تاریخی فتویٰ جاری کیا:

”آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق

فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود حسن ہے۔
اس فتویٰ کی ترتیب میں جو علماء بریلی جمع ہوئے اور جن کے دستخطوں سے یہ فتویٰ
جاری ہوا۔ ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (جانشین امام احمد رضا بریلوی)
مولانا ابوالحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھو (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الشریعت مولانا مفتی امجد علی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس، ممبر
درگنگ کمیٹی یو پی مسلم لیگ

مولانا مفتی محمد ابراہیم القادری بدایونی، ممبئی، مولانا سید مصباح الحق سیوانہ شین پھونڈ
مولانا شاہ عارف اللہ قادری، میرٹھ، مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی
مولانا مفتی محمد ابراہیم سمسٹی پوری، مولانا تقدس علی خاں رضوی، بریلی
مولانا عبدالمصطفیٰ اللہ سری مبارک پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی

مولانا وقار الدین بلی بھیتی، مولانا محمد الوب قادری ٹانڈوی
مولانا ابوالمہانی شمس الدین احمد جنپوری، مولانا محمد زید الاکرم مراد آبادی
مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات
مولانا غلام جیلانی میرٹھی، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی، جموں و کشمیر
مولانا سید عبدالحق قادری اعظمی، مولانا محمد مختار اشرفی نعیمی
مولانا عبدالمصطفیٰ مدرس دارالعلوم اشرفیہ، مولانا محمد شاہ اللہ مدرس بنارس

مولانا اختصاص الدین نعیمی، مولانا محمد مصطفیٰ علی مدرس، میرٹھ

مولانا محمد سرور احمد، منتظر اسلام بریلی، مولانا محمد اجل سنبھلی

مولانا محمد راجد، امرتسر، مولانا فضل العمد سیوانہ نشین بلی بھیتی۔

مطالبہ پاکستان، نئی علماء کے تعاون سے ہمد گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء
و مشائخ نے ملک اور بیرون ملک پاکستان کا مفہوم واضح کیا۔ مسلسل مساعی سے قیام پاکستان
کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۴۷ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
نے کوئٹہ جج وفد کی حیثیت سے مجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ملک اسلامیہ
کے مسلمانوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا۔ اس وفد میں مولانا عبدالحامد بدایونی میرٹھی
بھی شامل تھے وفد کی کوششوں سے ملک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے
ساتھ متفق ہو گئے۔ اس شاندار کامیابی پر ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء کو ایک ملاقات میں قائد اعظم
محمد علی جناح نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی۔ اور
ان کی خدمات، جلیلہ کو سراہا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد ایسے مفید اور ہر دامن پر تھے کہ عاتقہ المسلمین نے
اس کانفرنس کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ اور بڑھتے ہوئے طوفان کی طرح، اس کانفرنس
نے سارے ہندوستان کو اپنے دامن میں لے لیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا شہر اور قصبہ نہ رہا،
جس میں سنی کانفرنس کی تنظیم قائم نہ ہوئی۔ آسام سے لے کر خیبر کے دھک، دکن سے لے کر
ہمالیہ کے دامن تک تمام علاقہ سنی کانفرنس کے زیر اثر ہو گیا۔ ہر جگہ سنی حضرات نے

۱۔ ایضاً

۲۔ ایضاً ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء، ص ۸

نوٹ: مذکورہ فتویٰ کا مطبوعہ
عکس صفحہ ۳۸ پر دیسیں

۱۔ ایضاً ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۳

امور اس کا بفرنس کے ایجنڈے پر تھے۔ اس سلسلہ میں ایک اخبار کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی طرف سے
 جو دعوت نامہ جاری ہوا، اس میں بنارس کانفرنس "میں غور و خوض اور منظوری کے لئے
 پیش ہونے والے مسائل کی پوری تفصیل درج تھی۔ زیر غور مسائل کا تعلق سنی کانفرنس
 کی توسیع و تنظیم، عہدیداروں کے لئے معیار، ضروری قوانین تعلیم و تبلیغ، اصلاح اعمال،
 جسمانی و معاشرتی امور حکومت سے متعلق مسائل، نکاح (دعا علی قوانین) اوقاف، مطالبہ
 پاکستان اور مسلم لیگ کی تائید سے تھا۔ سیاسی و اقتصادی مسائل، آئینی اور انتظامی امور،
 عہدات اور معاملات سے متعلق احکام۔۔۔ غرضیکہ تمام پیش آمدہ مسائل سے متعلق

△

کے لیے تیرہ سو لاکھ دران کے لیے بہترین تصانیف بھی ہو سکتی۔ تاکہ وہ تبلیغ اسلام و

نئے خطوط و عرصے سے شریعہ اعراف کے قیام کا بہت بھاری سہ کر رہا ہے

اس عظیم الشان کانفرنس کی اطلاع جہازی سائنز کے پوسٹرز اور اخبارات کے ذریعہ ہندوستان بھر میں پہنچائی گئی۔ عامۃ المسلمین کا جوش و ولولہ کانفرنس کے سلسلہ میں دیدنی تھا ہر جگہ ٹاپٹا "بنارس چلو" کی تحریک کا کانگن نظر آتا تھا۔ اسلامیان برصغیر کا جوش ایمانی ہی تھا، جو سستی کانفرنس کی کامیابی اور بعد ازاں قیام پاکستان کی ضمانت بن گیا۔

ایک
اشتہار

بنارس چلو

آل انڈیائی کانفرنس کا اینک

نواز اجلاس بنارس میں بتولیں

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱ اپریل

۱۹۴۶ء کو منعقد ہو گا ہندوستان

کی تمام سنی کانفرنسیں انہیں

تاریخوں میں نمائندہ بھیجے گا

انتظام کریں مرکزی دفتر بنارس میں

گیا ہوا تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر

جائے پتہ محمد لافال مولوی محمد علی صاحب

آستانہ جامعہ علم آل انڈیائی کانفرنس

مستحقہ جملہ خط و کتابت اشرفیہ بنارس

ایک
خبر

ہوالت اور
تاکا پتہ: بد پتہ ری رامپور

حدا صبر کے والوں کے ساتھ ہے
انگل جیٹلن کوئی جادو دارین کا مصطفیٰ علیہ التیہ

مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے
مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے
مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے
مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے

نواب حاج سرستہ کلب لیٹاں بہادر خلدیشیا کی علی یاگا
کے بد پتہ سکندری

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

کیفستان

شان رسالت

انجانب مولانا عبدالغفار صاحب نے درج ذیل کتابیں
مسلک کی کتابیں بنائیں جن میں سے ایک کتاب "کیفستان" ہے
کیفستان کی کتاب میں مولانا عبدالغفار صاحب نے درج ذیل کتابیں
مسلک کی کتابیں بنائیں جن میں سے ایک کتاب "کیفستان" ہے
کیفستان کی کتاب میں مولانا عبدالغفار صاحب نے درج ذیل کتابیں
مسلک کی کتابیں بنائیں جن میں سے ایک کتاب "کیفستان" ہے

بدر گاہ سلطان اہند

بدر گاہ سلطان اہند

بدر گاہ سلطان اہند

بدر گاہ سلطان اہند

بدر گاہ سلطان اہند

ہوا حسین
جسٹریٹ وکٹ لے نمبر ۱۵

بنارس چلو
بنارس چلو

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

۱۳۸۳ء میں جاری ہوا

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جذبہ رہنمائی اور سواد اعظم اہل سنت کے عائدہ الناس کا اپنے اکابر پر غیر متزلزل اعتماد ہیں کشاں کشاں بنائے گیا ملک کے طویل و عرض سے علماء مشائخ و کلاہ، امراء تجار، محنت کش، مزدور و غرضیکہ ہر طبقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر علیگ) نے جو اس عظیم الشان اجلاس میں شامل تھے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:

اس کانفرنس میں

پانچ صد مشائخ

سات ہزار علمائے کرام اور

دو لاکھ سے زائد عوام

نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے لندن سے آئے ہوئے، وزارت مشن لارڈ کرپس وغیرہ کو بھی شرکت کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے اجلاس کے آخر میں اپنی مصروفیت کی بنا پر عدم شرکت پر معذرت کا تاریخ بھیج دیا۔

صدر الاناضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے وزارت مشن کو دعوت اس لئے دی کہ وہ بطور گورنمنٹ کے نمائندہ وفد کے مسلمانان ہند کی شوکت اور ان کے سیاسی موقف کو بہتیم خود دیکھ لیں، سواد اعظم کے اجتماعی موقف اور مسئلہ پاکستان کی حمایت میں اتنا عظیم اجتماع اس دور میں ایک تاریخی مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی مشائخ اہل سنت کا شوق ملاحظہ ہو کہ پیرانہ سال، متعطف اور قناعت کے باوجود امیر ملت پیر سیہ جاعت علی

محدث علی پوری نے کانفرنس میں کرسی صدارت کو زینت بخشی۔

اجلاس کے آغاز میں خطبہ استقبالیہ رئیس المحدثین ابوالمحامد سید محمد، محدث کچھوڑی صدر مجلس استقبالیہ نے ارشاد فرمایا، حضرات علماء اور شرکائے کرام میں اس خطبہ کی دعوت پڑ گئی۔ اس خطبہ کی بلاغت و ندرت تبصرہ سے بلند ہے، اسی اجلاس میں آئندہ کے لئے آل انڈیائی سنی کانفرنس کا صدر متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا گیا پانچ سو مشائخ کرام، سات ہزار علمائے عظام اور ایک کروڑ سے زائد سنی مسلمانوں پر مشتمل آل انڈیا سنی کانفرنس نے جو جماعتی متفقہ موقف اختیار کیا وہ یہ تھا کہ پاکستان ہماری زندگی ہے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں خدا نخواستہ مسلم لیگ اگر مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیائی سنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی بلکہ سنی کانفرنس کے اس اجلاس میں جو قرارداد پاکستان سے متعلق بالاتفاق منظور ہوئی وہ یہ ہے:

(۱) آل انڈیائی سنی کانفرنس کا ہر اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:-

صدر الاناضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی صاحب

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب

مبلغ اعظم حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب قادری بدایونی

حضرت مولانا الحاج سید ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی

حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آلی رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجیر شریف

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب، لاہور

حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف

حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب بھرچنڈی شریف (سندھ)

حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانگی شریف

خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صاحب بخش (مدراں)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، لاہور

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت

اضافہ کرے، یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام مزید نمائندوں کے نمائندے لئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کی منظور کردہ تجاویز اور قراردادوں کو پڑھنے

سے اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے کہ مسلم لیگ جیسی "مسلم نمائندہ جماعت" کی

موجودگی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام اور اس کی فعال کارکردگی وقت کی ایک

"اہم ترین ضرورت" تھی۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین صرف ایک اسلامی ریاست

۱۔ آپ کا اسم گرامی امین الحنات ہے، زمین الحنات لقب ہے۔

۲۔ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۹، اخبار دیدار سکندریہ راپور

۱۰ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۳، حیات صدرالافاضل ص ۸۹-۱۰۰

کا قیام تھا اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو گیا (مگر آل انڈیا سنی کانفرنس کا

نصب العین اس سے کہیں ارفع تھا۔ سنی کانفرنس، سیاسی امور میں مسلم لیگ کی ہم نوا

اور حامی تھی، لیکن وہ وسیع تر مقاصد جن کی ایک بھٹک آپ گذشتہ صفحات

پر ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان کے حصول کے لئے سنی کانفرنس کا علیحدہ وجود اب اس ضروری تھا۔

سنی کانفرنس کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے ایک مطبوعہ سوال نامہ (جو ہر علاقہ

کے سنی اکابر کے نام جاری کیا گیا) اس کی مزید تصدیق کرتا ہے۔

(انجمن توحید)

انجمن توحید کا نفاذ

مراد آباد

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

جناب مکرم زاد المظاہر

جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کا خطبہ صدارت مع شہادۂ حضور خدامہ اجلاس مذکورہ حاضر خدمت ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ کام مستندی سے کیا جائے، اس لیے مکلف ہوں کہ ہر متفرغ کے جواب بعد تحقیق جلد ممکن ہو، ارسال فرما کر شکور کریں۔

(۱) شہادۂ حضور خدامہ جانچو گیارہ ایک انداز میں فرماتے ہیں کہ ایک انداز میں کس قدر عزم و ہمت کا اہتمام جاری ہو چکا ہے؟
(۲) انہیں کس حد میں ختم کرنے، شفا خانے، مشافیر خانے، جیل خانے کتنے اور کس کس مقام پر ہیں؟ ان میں مسلمان بچوں، بچیوں، عورتوں اور باپوں کو مل کے دین و اخلاق کی نگرانی کی کیا صورت ہے؟ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا انتظام ہے؟

(۳) آپ کے حدود میں ابتدائی اور متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی کتنی درس گاہیں الہیہت کے زیر انتظام کام کر رہی ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم نقشہ نمائندہ کے صحیح انداز کے صدر دفتر میں ارسال فرمائیے۔
(۴) آپ کے علاقہ میں کتنی درس گاہیں اصلاحیہ ہیں؟ وہاں کس قسم کی مصاحبہ جاری ہے؟ مراحم۔ ہر اس دفعہ کے حالات سے نقشہ نمبر (۲) پر کر کے مطلع فرمائیے۔

(۵) سنی مسلمانوں کی جسمانی تربیت کیلئے ریاضت کا انتظام، ورزشیں، جوتے، کشتی وغیرہ کے اگلاٹے تیار اندازی اور قلیل کی مشق کے انتظامات مکمل کر کے صدر دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(۶) کیا آپ نے ایسے کامین نامہ کوئی مسودہ طیار کیا ہے جس کے ذریعہ سے عورت و عہد العزرت کو خاص مصلحت حاصل کر سکے اور اس میں سے احتیاط بھی ملحوظ ہو کہ معمولی رخصت پر عہد اپنی بد عقل سے غافل نہ رہے اور بڑے ڈالے؟

(۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے نفرت دلانے کیلئے رضا کار بھرتی کیجئے، جو سنہ اخلاق کے ساتھ خلق کو طاعت و حسن اخلاق و معاشرت کی تلقین کریں اور ناقص خیال سے رکھیں۔ صلح رضا کاروں کی تعداد اور ان کے نظام عمل سے مرکز کو مطلع کیجئے۔ والسلام

محمد نعیم الدین عفی عنہ

ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست۔ پاکستان کے قیام کے باوجود مذکورہ بالا امور ابھی تک معرض التوا میں پڑے ہیں۔ پاکستان کے حصول میں مسلم لیگ کا کردار قائم انداز اور عنان حکومت بھی اسی کے ہاتھ میں رہی، سنی کانفرنس کے اکابر مطمئن تھے کہ مسلم لیگ پاکستان میں اسلامی قوانین کا مفروضہ نفاذ کرے گی۔ لیکن بد قسمتی سے قائم اعظم کو زیادہ مہلت نہ ملی وہ جلد ہی اپنے خالق حقیقی سے جملے۔ ان کا کوئی جانشین ایسا نہ آیا جو اسلامی قوانین کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کے سر سے اس فرض کو اتارتا۔ تا حال قوم اس مرد مجاہد کی منتظر ہے۔

حکمر مودے از خیب آید و کارے کند

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں امیر شریف کا اجلاس خصوصی نوعیت کا حامل ہے، اس اجلاس کے انعقاد کی تہنیت کی گئی۔ ایک اخباری اشتہار کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے علماء و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کی عظیم ترین قربانیاں پیش کی گئیں
از محترم المقام جناب الحاج شیخ محمد عارفین صاحب ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ الاسلام
بجائے محکمہ حش خاں و حش

اسلامی ہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ چھ مہینوں میں جس کردار مسلمانوں کی مذہبی
مآثرہ جماعت آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم اجتماع سرزمین بنارس
میں منعقد ہوا تھا۔ اس ہجم اجلاس میں صوبہ سرحد۔ سندھ۔ بلوچستان۔ پنجاب
پو۔ پی۔ سی۔ پی۔ سی۔ پٹی۔ سدراس۔ بنگال۔ اور تیسام کے با اثر مشائخ و علماء
شریف تھے۔ اس اجلاس میں غور و فکر کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ
فرزندان توحید کی عزت و حیات کی حفاظت کے لئے پاکستان
یعنی آزاد اسلامی حکومت قائم ہونا شد ضروری ہے لہذا اس عظیم
مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی
شد تیاریاں کی جائیں۔

الحمد للہ کہ اس عظیم فیصلے کے ماتحت علم و مشائخ نے طوفانی دورے شروع
کردے ہیں اور انہوں نے اپنے خزانوں کی اہمیت کو صحیح طور پر محسوس کر لیا
ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے علماء و مشائخ اور آزاد قبائل کے سرداروں کا ایک
اہم اور نمائندہ اجتماع حضرت تقدس نائب پر صاحب ہانکی شریف کے زیر اہتمام
منعقد ہوا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقصد کو حاصل کرنے
کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کریں گے۔

سر رجب کو دربار خواجہ غریب نواز میں علماء و مشائخ کا
ایک اہم شاندار جلسہ بمقام جمیر شریف

منعقد ہوا ہے۔ اس جلیل القدر اجتماع میں ہندستان کے تمام صوبوں کے
علماء و مشائخ شریک ہو رہے ہیں اس جلسہ میں وزارتِ شن کی تجاویز کے
ہر گوشہ پر گہری تفتیش کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے
مناسب پروگرام طے کیا جائے گا۔

خواجہ غریب نواز اجیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر دلیان سید شاہ
آل رسول علی خاں سجادہ نشین دربارہ اجیری کی دعوت اور صدارت میں آل انڈیا سنی کانفرنس
کا خصوصی اجلاس ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ جون ۱۹۴۶ء کو اجیری میں منعقد ہوا۔
اجلاس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، ایک لاکھ سے زائد کا اجتماع رہا۔
شرکاء حضرات میں چند کے اسم گرامی یہ ہیں:-

مولانا ابوالحاجہ سید محمد اشرفی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب (ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ عبدالحلیم صدیقی میرٹھی

حاجی محمد عارفین صاحب

مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں

مولانا مخدوم میاں صاحب

مولانا نذیر حسین دہلوی

مولانا عبدالحجید صاحب

مولانا محمد عابد القادری بدایونی

علماء کی تقاریر کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد پاکستان کا

حصول ہوا سبھائی تحریک کے مظالم کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراس مقدسہ کے
کے لئے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر ہندوستان کے تمام علاقوں میں موجود تھے۔ تقسیم ملک کے بعد تباہ و آبادی میں بعض علماء و مشائخ پاکستان چلے آئے اور بعض اپنی اپنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد میں ہی محدود ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اسلامی قوانین کے نفاذ کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے اکابر نے اپنی سرگرمیاں صرف عراب و منبر تک ہی محدود کر دیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ جانے والی مسلم آبادی کی رہنمائی بھی انہی حضرات کو کرنا تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں میں موجود اکابر نے اپنے دائرہ کار کو ہنگامہ سیاست سے الگ رکھتے ہوئے روحانی و تعلیمی تربیت تک محدود کر لیا۔

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان میں موجود اکابر اہل سنت نئی صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مارچ ۱۹۷۸ء میں ملتان کی عظیم درسگاہ و انوار العلوم، میں جمع ہوئے، بڑے غور و خوض کے بعد طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اب نیا نام — تحجیرت علمائے پاکستان ہوگا۔ اور اب صدارت کے فرائض علامہ انوار الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامعہ وزیر خاں لاہور سرانجام دیں گے اور ناظم اعلیٰ اعزالی دوران سید احمد سعید کاظمی مہتمم دارالعلوم انوار العلوم، ملتان ہوں گے۔ اس طرح حضور اکرم، نور مجسم، شیخ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ۲۳ سال تک (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء) اسلام کی سر بلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو کوششیں آل انڈیا سنی کانفرنس نے انجام دیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئیں۔ لیکن بد قسمتی سے تاریخ نویس اس عظیم تنظیم کے عظیم کارناموں سے انصاف نہ کر سکے۔

۱۔ ہندوستان میں اس تحریک کو کب تک ختم کر دیا گیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا مقصد حقیقی صرف تعمیر پاکستان تھا۔ دفاعی بریلوی اور ترکیب موالات، ص ۸۰

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ نگینے والوں میں ایک برٹش تہذیبی لوگوں کی ہے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے اور آج تک یہ نظریہ ان کے قلب و ذہن قبول کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع کہ وہ تحریک پاکستان کے مجاہدوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

۲۔ اس خیال است و محال است و جنوں

اس سلسلہ میں ایک کوتاہی اہل سنت کی بھی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے زیر کار ناموں کو نہ خود سپرد قلم کر سکے اور نہ غیر جانبدار مؤرخین کو اس طرف متوجہ کر سکے جس کا شکوہ بجا طور پر بعض نامور مؤرخین کو ہے۔ بجز اللہ اب غیروں کی اچھاال ہوئی گرد کی دبیز تہیں چھڑ رہی ہیں اور حقائق جیسے غبار سو کر سانسے آ رہے ہیں۔ یہ مختصر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کے بنیادی نصب العین میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آیا یہی اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ ان خطبات کے پڑھنے سے جو جزئیات آسانی سے سامنے آتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کیا ہے؟

(ب) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین کیا ہے؟

(ج) آل انڈیا سنی کانفرنس اور دیگر جماعتوں میں کون کون سی باتیں ماہ الامتیاز ہیں؟

(د) آل انڈیا سنی کانفرنس برصغیر میں پیش آمدہ مسائل میں کس حد تک راہنمائی کرتی رہی؟

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی سیاسی بصیرت اور جذبہ دینی کی جھلک۔

(و) اسلامیان ہند پر وارد ہونے والے پے درپے مصائب میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کا قائدانہ طرز عمل۔

(ز) دو قومی نظریہ کے ایجاد اور تحریک پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے رولز کی بے مثال قربانیاں اور ان جھک جہد و غیرہ۔

بعض طبائع جو ناقہ انداز فرائض کو انتقامی جذبہ کے تحت ادا کرنے کی عادی ہیں، ممکن ہے وہ ان خطبات میں اپنی حسب پسندین میں نکالیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ دور حاضر کے بعض دانشور یہ بھول جاتے ہیں کہ دین اور ریاست لازم و ملزوم ہیں دین کی جدائی سے سیاست ————— چنگیزیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیاست ————— دین کے تابع ————— ایک رحمت ہے۔ اور دین ————— بغیر سیاست کے رہبانیت ہے۔ دونوں کے حین امتزاج میں ہی خلافت راشدہ کا صحیح پرتو دیکھا جاسکتا ہے ————— مردِ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے میں تلوار۔

کچھ خطبات کے بارے میں

اس کتاب میں سنی کانفرنس کے عظیم المرتبت قائدین کے چند مآثر خطبات ہیں جو انہوں نے مختلف اجتماعات ملی میں ارشاد فرمائے۔ جہاں تک ان خطبات کی مذہبی و سیاسی افادہ حیثیت کا تعلق ہے، وہ ایک مسئلہ امر ہے۔ ان میں سے کا ہر خطبہ اور اس کے ضمنی عنوانات بجائے خود ایک مکمل عنوانات ہیں، جو ہر قاری کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن ان خطبات کی ایک دوسری حیثیت سنی کانفرنس کے اکابر کے فہمی رجحانات اور فکری میلانات کی وہ سرگزشت ہے جو میدانِ عمل میں مٹی مشائخ و علما کی قربانی و ایثار اور انتقامت و استقلال کی ایسی داستان ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے عمل کی دعوت ہے۔

○ برصغیر میں سنی اکابر جن بڑے بڑے مسائل سے نبرد آزما ہوئے ان میں

○ غیر ملکی سامراج کی گراں بار زنجیریں

○ ہندوؤں کا متعصبانہ رویہ اردن کے مظالم ————— اور

چند مدعیان اسلام کی خود غرضانہ اغراض کے تحت غیر اسلامی حرکات وغیرہ امور سب سے نمایاں اور معرکہ الآراء رہے۔

ان خطبات میں اگرچہ وقتی مقصدیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم وقت کی تمام صدائوں، حوادث کے پیہم وار ————— اور مردِ زمانہ کے باوجود سنی کانفرنس

یہ دونوں ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔
گفت اگر از رازِ من داری خبر
سوئے این شمشیر و این تیرِ آں نگر!
ایں دو قوتِ حافظِ یک دیگر اند
کائناتِ زندگی را محور اند!

اکابر اہل سنت کے خطبات میں ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں محض سیاستدانوں کو ان کی بے راہروی پر تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کلمات بھی ملیں گے جہاں کسی مدعی اسلام کی اسلام سے بیگانگی یا اسلامی مزاج کے خلاف کسی حرکت پر سرزنش کی گئی ہے۔ یہ مردانِ حُر ایسے قافلے سے تعلق رکھتے ہیں، جو شرعی اور سیاسی تقاضوں کے مطابق قوم کی نہ مروت۔ صحیح رہنا کرتے ہیں بلکہ بقدرِ مہمت اسلامی مزاج کے خلاف سرزد ہونے والی حرکات کا سدباب بھی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا یہ دوسرا فرض بعض اوقات بظاہر ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے۔ مگر یہ حضرات ایک طبیب کی طرح فاسد مواد کی فشانہ بھی اور ایک ماہر جراح کی مانند تیز نشتر سے اس کے اخراج میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ ناخوشگوار فریقہ ہی صحت مندانہ نظریات کا محافظ ہے۔

ان خطبات کا تعلق اگرچہ ماضی کے انقلابات و حادثات سے ہے، مگر عالمِ گیر صداقتوں کی طرح ان خطبات کی افادی حیثیت آج بھی مسلم ہے۔ اکابر اہل سنت نے اپنے ان خطبات میں قوم کو جو لائحہ عمل دیا ہے، وہ آج بھی قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ اقتدار کی شکست و رنجیت کے باعث قومی و ملی جذبات میں جو بے جا اشتعال پیدا ہونا ہے۔ ان جذبات کو شاہِ براہِ مقصود تک پہنچانے کے لئے یہ خطبات ایک راہنما ہے۔

کسی طرح کم نہیں۔ بالخصوص وہ حضرات جن کے پیرو قوی رہنمائی کا فریضہ ہے یہ خطبات اُن کے لئے مثلِ راہ ہیں۔ انہی کی روشنی میں وہ ملی پروگرام طے کر سکتے ہیں۔ ان سب امور کا کرڈٹ اکابر علماء و مشائخِ اہل سنت کو پہنچتا ہے، جن کی سیاسی بصیرت اور دراندیشی پر حالات شاہدِ عادل ہیں۔

اکابر اہل سنت کے ان خطبات کا ایک اور افادی پہلو بھی ہے، اور وہ ہے اُردو زبان کی خدمت۔ سنی علماء و مشائخ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اُردو — مسلمانوں کی قومی زبان کے طور پر استعمال ہو۔ حالانکہ ماضی میں — غیر منقسم ہندوستان میں — اور بدقسمتی سے محکماتِ خدا و پاکستان میں بھی — اُردو کے خلاف گہری سازشیں کی گئیں۔ اس کا درجہ کم کرنے کے تمام حیلے انہی حضرات کے تعاون سے ناکام رہے ان خطبات کا اُردو زبان پر ایک گونہ احسان ہے اور بذاتِ خود یہ خطبات اُردو ادب کے شہ پارے بھی ہیں، اور بعض عبارات تو اُردو نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

ان خطبات کو مرتب کرتے وقت آل انڈیائی کانفرنس کی تدریجی رفتار کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس سنی کانفرنس کی نکتہ و علی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔ گذشتہ صفحات میں شامل محسوس کے علاوہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مشائخِ عظام کے خطبات بھی اصل حالت میں آپ تک پہنچیں۔ اس مقصد کے لئے اکثر مطبوعہ خطبات کے عکس شامل کئے گئے ہیں۔ خطبات کے آخر میں چند اہم تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی درج ہیں یہ تقاریر اگرچہ مختصر ہیں، تاہم سنی علماء کی پاکستان سازی کے سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ کا ایک دستاویزی ثبوت ہیں۔

الخطبة الاشرفية

خطبہ صدارت شیخ المشائخ حضرت سید محمد علی حسینی شرنی
سجادہ نشین کچھو پچھہ شریف (قرن سوم)
آلے انڈیاسٹے کانفرنسے مراد آباد

۲۰-۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ / ۱۹-۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیاسٹے کانفرنس کے یوم تاسیس کے موقع پر دیئے گئے اس خطبہ میں نہایت
سادگی اور بے ساختگی سے جو امور بیان ہوئے وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) اعلان حق کے ارکان خمسہ برائت و سموت، عقل و فرائض، استقلال و جماعت،
صبر و قناعت اور تحمل و مروت۔

(۲) حق کہنے میں موانع خمسہ مادہ قوت سے مرعوبیت، غلامت و نفرت
سے بچنے کا خیال، جوش کا جذبہ جنوں میں تبدیل ہو جانا، دین کی پاسداری نہ رہنا اور شکم پروری،
دنیا طلبی اور شہرت پسندی کی نفوس۔

(۳) نئے فرقوں کی پیدائش۔

(۴) برصغیر اور بلاد عرب میں مصائب کا باعث۔

(۵) جماعتِ رمنائے مصطفیٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ کی پاک و ہند میں خدمات
کا جائزہ۔

(۶) مدرسہ و خانقاہ کا ربط اور اتفاق بین المسلمین کی ضرورت۔

(۷) خالص سنی تنظیم — آل انڈیاسٹے کانفرنس کا نصب العین اور نظام عمل
آئندہ صفحات پر ”خطبہ اشرفیہ“ کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو ماہنامہ اشرفی
دکچہ پچھہ شریف، شوال المکرم ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوا۔

المخطبة الاشرفية

یعنی خطبہ صدارت شیخ المشائخ امام الاولیاء سند الاصفیاء حضرت مولانا مولوی
ابو احمد سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی صاحب سجادہ کچھوچھ
مقدسہ ضلع فیض آباد جو آل انڈیائی کونفرنس کے اجلاس میں ادا بادیں پٹھا گیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمْسْتُ بِاَنَّاکَ موجود و جَبِیْکَ محمود و مِنْ اَبْنِیْہِ مَسْعُوْد و اَمْسْتُ بِاَنَّاکَ
مَشْهُوْد و دُوْخَکَ مَفْقُوْد و مَنْ خَالَفَ حَبِیْبَکَ فَهُوَ مُرَدُّ و دِیَا سَبُوْحٌ یَّاقِدٌ و مِنْ اَبْنِیْہِ
یَا وَدَّ و دَصْلٌ و یَا رَکَّ عَلٰی اَحْمَدٍ مُحَمَّدٌ و اَفْضَلٌ مَوْلُوْدٌ مِیْدَا و مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ
ظَلَّ الْوُجُوْدُ و عَلٰی اللّٰهِ وَصَحْبِہِ الْمَتْفِدِیْنَ لِلْحَقِّ و اَلْحَمْدُ و

اما بعد۔ معاصر بزرگوں اور اعلیٰ علم شریعت کے علمداروں سے پیارے سنی بھائیو اور میرے اشرفی
عزیزو میں اپنی تقریباً ہشتاد سالہ عمر کے جن مبارک ساعت میں آج پہنچا ہوں اوسکو اگر میں اپنی
نصف صدی مدت کی تئناؤں اور رات دہائیوں اور زاریوں کا نتیجہ کہوں تو بالکل بچانہ
ہو گا میرا اشارہ آپ کے اوس شاندار جلوس اور رشوت استقبالی کی طرف نہیں ہے جسکو
آپ نے آج اس فقیر کی آمد پر جوش و خروش کے ساتھ کیا تھا اور جسکا نتیجہ آپ کی ہمان نوری
اور فیضانوں کی حیرت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا اور جسے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت
کا اضافہ نہیں کیا اگر میرے مقاصد میں جلوس استقبالی کا کچھ حصہ ہوتا تو آج میں کلکتہ میں
ہوتا جان لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کرایا تھا
اور اوس مقام کو چھڑ کر کئی سو کس کے فاصلہ کو طے کر کے دوڑا ہوا مرد آباد نہ آتا مگر میں جلتا

ہوں کہ میرے لیے نفع اسی میں ہے کہ آج کی مقدس نشست میں شریک ہو کر اہل علم اور
 باعدا حضرات سے فیضیاب ہوں اور یہی جذبہ ہے جو مجھ کو میان کھینچ کر لایا ہے اور میں اپنی
 کامیابی پر سچا نازاں ہوں ہر حال میں آپ کے اخلاص و محبت کی عزت کرتا ہوں آپ کا سچا
 دعا گو ہوں کہ آپ کی پاک اور بے لوث نیت کا قرہ حق سچا نہ تقابلے آپ کو عطا فرمائے اور
 اور آج میں اپنے اس درد کی کہانی آپ کو سنا تا ہوں جو نصف صدی کی عمر لکھتا ہے یا یوں
 کہنے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف و ناتوان کا تجربہ ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ اپنی حیات
 کا دور قریب قریب ختم کر چکا ہوں اسلئے آپ سے امید ہے کہ اس وقت کی باتوں کو میری وہ
 سمجھ کر آپ سنیں گے اور بلا خوف و تردد لائق حق کوئی اور حق پسندی کا آپ حلف اٹھائیں گے
 میں نہایت سادہ الفاظ میں اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہوں اور آپ
 بوجھتا ہوں کہ اس مجلس میں حاضرین جلسہ کون لوگ ہیں۔ اس سوال کا جواب صرف
 اس قدر ہے کہ سادات و شیوخ و خدائین و غیرہ جو مذہبی طور پر پورے سنی ہیں ان کا یہ مجمع ہے
 اور شرکاء میں زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جسے آباؤ اجداد بیرون ہند کے رہنے والے تھے جن
 خود ان دور افتادہ لوگوں میں سے ہوں جکا کرہ زمین پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں المذہب کے
 گھر میں مسکن ہونا چاہئے تھا یا کم از کم جیلان و بغداد میں رہنا چاہئے تھا مگر آج اپنے
 اجداد کی قبروں سے دور اس تاریک ملک میں پڑا ہوں۔ اب آپ ذرا دل و دماغ پر
 زور دیجئے اور اس پر غور کیجئے۔ کیا پیارا وطن محبوب گھر اپنا مقدس میراث آبائی نورانی
 گوارہ جسے کون چھوٹا اور ایسا اجنبی ملک میں ہم خوشی کے ساتھ کیوں چلے گئے اس
 سوال کو آپ جتنے سوچیں گے اسی قدر آپ اپنے ایمان ثابہ سے قریب ہوتے جائیں گے
 اور دہم سلوک کی ایک ایسی منزل طے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حقیقی جواب تک پہنچیں
 یہ آپ ان خلیوں کا نظارہ دیکھیں گے کشف و شہود کا نام خدا اسی ولایت ہے۔ یعنی
 وہ سوال جو آج اس مجمع میں اٹھا ہے اس کا جواب وہ واقعات ہیں جنکی ابتدا آج سے
 تیرہ سو برس پہلے تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب تاریکیاں شب و بچور کو شرمندہ کرتی
 تھیں اور اس خطہ پاک کی جاہلین ضرب المثل ہو گئی تھیں یہ ٹھیک ہے کہ یورپ کی وحشت
 ایشیائی بت پرستی افریقہ کا عذوبہ بھی حد سے متجاوز تھا مگر عرب کی اندھیر نگری کا وہ عالم تھا
 کہ وہ زمین میں اوپر حسرت و نفرت کی بوجھار پڑتی تھی اور کسی قلب میں انکی انسانیت

تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی یہاں تک کہ جو مطلق کی تخلیوں کے تنوعات و تعینات کی گنجائش
 نہ ہو یہاں شان جمال کی گھنگور گھٹائیں تمام عالم پر اوٹھیں اور رحمت کا بھرن ہر انسان
 سیاسی دور ہوئی تیار کی چھنٹ گئی صبح ہوئی اور دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے
 دیکھا کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک بینظیر آفتاب قرب و غور شہد مجربیت
 چمکا جسکی نورانی کرنوں اور شعاعوں نے تمام عالم کو روز و روشن کر دیا اور جسکی گرمی کا
 نظارہ آج بھی کر لو کہ زمین کے چہ چہ پر کمال اللہ کمال اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی دھوم ہے ایک سایہ الہی ہے جو عالم کے سرور پر جلوہ فرما ہے اور
 جس سایہ کی وسعت بڑھتے بڑھتے آج بھی ماکان و مایکون کو محیط ہے یہی نل ہے
 جسکے درازی پر شان ربوبیت مہا بات فرماتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے اھل قرانی
 سجدت کیف مد الظل بیٹے قادر و قیوم نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور اپنے بنائے کی
 لاج رکھی کہ اپنے پیارے سید المرسلین خاتم النبیین اس نجن دنیا کے صدر نشین حضور پر نور
 بیت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجا اور حضور کی افضلیت
 مطلقہ و مجربیت خاصہ کے حضور عرش سے دشمن تک نے نکال دیا نہ زندی سر جکا دیا
 پھر کیا تھا ظلمت کا دور ہو گئی۔ اہل کی کی جگہ نور حزن و ملال کے بدلے امید و سرور نے جگہ
 پائی سعادت مند و صبح حلقہ بگوشی کا عہد کرنے لگیں جاہل عالم ہو گیا بزدل بہادر
 کر دیا گیا اور جزیرۃ العرب کی خوفناک حالت اوسکے اس وقت سے بدل گئی جو لوگ
 چوری دیکھتی، بیچائی، خونریزی، بت پرستی، شراب نوشی بے امنی کے عادی ہو رہے تھے
 وہی لوگ بے حرصی، عدل پسندی، جاداری، توحید پرستی، خدے قدوس کی ماضندی
 و با امنی کے مثال بن گئے جس قوم کے افراد کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا اس قوم میں صدیق اکبر
 فاروق اعظم، ذوالنورین، حیدر کرار ہو ہو کر نکلے جکا نام ادب سے لینا حق پرستی کا
 جزو لا ینفک ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ وارضوا ہم عنہ۔

ان توحید کے متوالوں شیع رسالت کے پروانوں حق پرستی کے دلدادوں و خدا
 قدوس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والوں کی حیات کا سطح نظر اور زندگی کا مقصد غرق
 سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا اور انہیں وہ اپنے کو زیادہ کامیاب باور کرتا تھا
 جو اعلان حق میں زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا لغو مکہ معظمہ کے

گیون اور مدینہ طیبہ کے کوچوں ہی میں چکر کھا کر نہیں دگرا بلکہ جریرۃ العرب سے مکمل تمام دنیا
 وافریتہ و یورپ عرض ارض مسکونہ میں پھیل گیا اور اسلامی بحیرہ کی آواز از پشت
 یورپ کے ایوانوں اور افریقہ کے صواوین اور ایشیا کے پہاڑوں سے آنے لگی ہرگز
 ہوا برکات توحید ساتھ لاتی اور ہر مشرقی ہوا اسکا شاندار استقبال کرتی ہشتا ہزار
 کے قلم کتابوں کی مطہرین علوم کی روشنیان جو اوت کی شرفیابان بلکہ سمندر کی موجیں
 پہاڑوں کی چوٹیاں ریختان کے ذب سواحل کے دندل بلکہ نیزہ کی نوک تلوار کی لہر
 گھوڑوں کی ٹاپین اور توپوں کی گرج کا دوا حاقض یہ تھا کہ اعلان حق کی رفاقت
 کرین اور اسلامی صداقت کے عزائم سے رطب لسان رہیں ہی اعلان حق کا خد
 تھا جسکے نشتر نے توحید و رسالت کے متوالوں سے گھر بار عزیز و یار سب کچھ بھڑایا اور
 دینانے دیکھا کہ حق پرستوں کا گردہ عرب سے ٹکرا دینا میں پھیل گیا کیا حق اور مسکونین
 پہچانتے جو عرب سے جنت آیا اور بیٹھے بڑھے جس سے سر زمین ہند میں اگر اعلان
 حق کا فرض ادا کیا اور اپنی فوت صداقت سے بڑے بڑے ہندو آتماؤں کے زور بازو
 اور شجاعت کے عزو کو کا کرین ملا دیا جیسر دارا جیسر شریف کا تقدس قیامت
 تک گواہ رہیگا۔ در حقیقت اعلان حق کا نسخہ وہ کیفیت نہیں ہے جسکو دنیا کی کوئی قوم
 اوتار سکے یہی سرور تھا جسے حضور غوث العالم محبوب بزدائی تارک السلطنہ محمد
 سلطان پیدا شرف جانیگر سنائی کو سنان کے آزاد تخت و تاج سے علیہ و کر کے
 ہندوستان سے ایک بیات کچھوچھ شریعت میں بٹھا دیا اور آج اس بارگاہ
 بیکس پتہ کی عظمت محتاج بیان نہیں ہے اعلان حق کرنے والے تھا آئے مگر اپنے
 صداقت کی بدویاں یہ دیکھا کہ توحید و رسالت کے دلا دون کی جماعت اوپر
 بٹھا اور ہو رہی ہے ایسی جماعت جسکا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سرچشمہ بنا ہوا تھا
 مجھے اب اسکے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان اعلان حق کرنے والوں کا نام تھا
 اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی بیان اتنا اور بتا دوں کہ اعلان حق کی
 استعداد اس طلب میں پیدا ہوتی ہے جس میں جرأت و ہمت عقل و فراست دین
 و دیانت استقلال و شجاعت صبر و قناعت تحمل و مروت موجود ہو اور اگر ان میں
 سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق صحیح معنوں میں ایک امر محال ہو اگر آپ

خدا کے قدوس ہی سے ڈرتے ہیں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و ممالک سے
 اپنے کو بچا سکتے ہیں دین حق و دیانت صادقہ سے ایک ایچ ہٹنا آپ کو گوارا نہیں
 ہو ظاہری ناکامیاں آپ کی پامردی کو متزلزل نہیں کر سکتی ہیں اور مصائب کی
 تاب آپ میں موجود ہے اور انتقام پسندی کے بجائے آپ جہنم مروت رکھتے ہیں
 تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ آپ با ایمان ہیں اور آپ کی کامیابی دہریزی کا ازلی
 وعدہ ہو چکا ہے انھنکھلاہلون ان کملھو مومنین بر خلاف اسکے اگر آپ کا دل
 مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے یا اندھیر نگر کی حالت میں جاہلون کی ملاست
 اور کیشتوں کی نفرت سے بچنے کا خیال چاہے یا جو شش کا درجہ جو ن تک پہنچ
 چکا ہے یا دین کا پاس اور دیانت کا لحاظ معاذ اللہ باقی نہیں رہا یا ناکامیوں
 کو یاد کر کے مسکے طاری ہو جاتا ہے یا شک پروری اور دینا طلبی مد نظر ہے یا شہرت پسندی
 و انتہا رجاہ و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے گواہ ہیں
 کہ اسکا نتیجہ دارین کی رو سیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جب تک قوم مسلم میں
 صفات خمسہ مذکورہ کا وجود تھا اس وقت تک اعلان حق کا عروج کسی پر پوشیدہ
 نہ تھا یورپ کے سلاطین ہماری رضا جوئی کے درپے تھے اور ایشیا کی قوم ہماری
 اطاعت کی خواہشمند تھی اور افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازان تھا یا نہ تک
 کہ بساط عالم کا رخ باد قحط سے پلٹ گیا اور جذبات صداقت بر حملہ آور وہ قوم پیدا
 ہوئی جسکا بھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ طیبہ پر پڑھ کر اسلامی تنظیم و اجتماع
 کے خلاف عروج و بقاوت کا مادہ پیدا ہوا اور اسقدر پھیل کر جسکی داستان غنیم
 بروین ختم ہو گئی۔

ابھی کم و بیش تو برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جن جنیز ملک میں ابن عبد الوہاب
 نے قوہب کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اسکا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ دہلی میں
 اسکا خم گھایا گیا اور اسکی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اس کے اثرات کی تجارت
 اب علامتہ دیوبند میں ہو رہی ہے انکی شرک فروشی و بدعت فوشی کا یہ حال ہو کر رہا ہے
 پر قشعہ لگائے۔ گائے کی پرستش کرنے بھر رسول پر مشرک کو بٹھائے قرآن و رامائن کو
 برابر رکھ کر گشت کرانے کیشتی کے پنڈت اہل بھانے وغیرہ پر انکی زبانیں گونگی اور قوت لاف

سعدوم ہو جاتی ہے مگر میلاد شریف فاتحہ عرس کے خلاف زہراؤ گلنے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں زمانہ رسالت سے لیکر آج تک سب مشرک ہو جائیں انکی بلا سے مگر انکی فرقہ بندی کا شکم بھر رہے مثل ہے مصر عہد نام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا چنانچہ دربار رسالت میں کسری سڑی گالیان اور دربار الوہیت میں شرمناک منہ زور بیان دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ و امام یا یون کو کفر و جہنم کے صدر نشین بنائے اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود نہ توفیق تو یہ میسر ہوئی نہ اسی قاعدہ کو بدلا کر جو انکو مانے وہ مسلمان ورنہ مشرک بدعتی ہے ان جنت و دوزخ سے ادا مانے چھٹیکہ اور نکو دیکھ کر قادیان میں ایک شخص کو بلند پروازی سوچی اور وہابیوں نے مسئلہ امتحان نظیر میں جو کمائی دکھائی تھی اسکو وہ لے اور انور نبوت کا دعوے کر بیٹھا دوسرے طرف چکر لایوں نے سرا وٹھایا اور ابتداء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار کر دیا کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ ساتھ تقلید پر بد لگا بیان دکھا گئے غرض ایک اندھیر چم گیا اور شور و غل اسقدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا امیناز دشوار ہو گیا اسلام کے اس نازک وقت میں علما اکرام و علم برداران تربیت کے لیے جا بزنہ تھا کہ وہ اسکے دفاع سے غفلت برتیں اور اس ننگ کو نہ زخافل کر دیں بلکہ واقعات کی نشوونما اس انداز پر تھی کہ ائمہ شریعت و حاطان دین کی فہماری اسطرت برٹھ گئی تھی اور اعلان حق کا فرض ان مرتدین کی بجگنی میں محدود ہو گیا تھا وقت کی نزاکت اسوجہ سے زیادہ بڑھ گئی تھی کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات جمدہ میں کمزوری آگئی تھی اور بعض صفات جمدہ کا تو بالکل فقدان ہو گیا تھا اسی اعلان حق کی جرأت ہونا درکنار اسکی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ نفرت سی آگئی تھی اور درمندان اسلام کو کلمۃ الحق کہنا دشوار ہو گیا تھا کہ پھر اسی خدا کو قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کو انٹ قانون قرار دیا ہے چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ بدایوں میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور رامپور میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کنوین حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و غیرہ اور سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلا خوف

لومتہ ائمہ اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی اوس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا جسکی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے تھراتے رہتے ہیں بلکہ خارہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائے حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے جگے فراق کے میرے بازو کو کمر در کر دیا اور مسلمانوں کو جنگی وفات نے بیکس و نا تو ان کر دیا۔ (آپ لوگ عقیقت کے پھول اسوقت پیش کریں اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اسکو ثواب مولانا کی خدمت میں دے کر کریں)

اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند میں کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ اس عظیم انقلاب کا پہلا واقعہ تھا جسکی گردش میں آج ہم آپ پریشان ہیں مسلمانوں کا افسوسناک جو دیورپ کی حریصانہ نظر اعدائے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقاء اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اگر بیرون ہند اسلامی حکومت کے حصے بجز تقسیم کرنے پر وہ دشمن قوین تلی ہوئی ہیں جنکو ہماری کفش برداری نے تاجدار کر دیا تھا اور آج حرم پاک کے بیگناہوں کے خون سے اوس سفاک و ظالم ابن سعود کا ہاتھ رنگین ہو رہا ہے جیسر دارالاسلام کا داخلہ حرام تھا۔

تو اندرون ہند وہ بیڑ پھڑ چیلے مٹی سے ڈرنے والی قوم مسلمانوں کے ایمان بر حملہ آور ہے اور سنگھٹن شدھی و جبرہ کا حربہ لیکر ان بہادر و نکو مادہ پرستوں نے ڈرنے کی دھمکی دی ہے جو ہمالیہ کی چوٹیوں کو ہزار برس سے پامال کر رہے ہیں وہ ہمالیہ جسکے کٹر پیچھے کو یہ لوگ مجبور بنائے ہوئے ہیں پاکم از کم روح و مادہ کی بھول بھلیان اور نتناج کے چکر میں سرگردان ہیں اور جنگی فطرت میں غلامی و موت پرستی ہمیشہ سے تھی اسطرح شفیق ابن سعود کی سفاکیوں اور بیجا یوں کو دیکھ کر ہندی وہابیوں نے مسلمانوں پر فقرے کسنے شروع کئے ہیں اور اب علانیہ اوس توہم و تجدیت پسندی کو کہا جاتا ہے جسکو امام اہلسنت کے زمانہ میں کہتے ہوئے شرم آتی تھی کیا غضب ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی اسلام امیر امان اللہ خان زمانہ آغا افغانستان خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ ایک مرتد قادیانی کو بحکم شریعت قتل کر کے سنت حدیقہ کی مثال قائم کرتے ہیں اور عالم اسلامی اسکی واقعہ پر مبارکباد

کہ رہا ہے مگر ہندوستان ہی وہ مقام ہے جہاں دنیا بھر کے ٹھیکے دار بٹے ہیں چنانچہ وہ گنتی کے لوگ جنھوں نے اسلامی سلطنت پر بیجا انداز سے ناجائز حملہ کیا تھا وہ ہندوستان ہی کے تھے ابن سعود ایک فرضی و خود ساختہ جعلی "مؤتمر اسلامی" کی دعوت موجودہ زمانہ کی مشہور کاریوں کے لیے دیتا ہے اور دینا ہے اسلام اور اسکی صدا کو شور و غوغا و خروش کے برابر بھی نہیں سمجھتی مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جسکے ساحل بمبئی میں صرف ایک شخص نے بطور خود مدعو بنکر اپنے ساختہ پرداختہ تین ہینٹوں کو شرکت جلسہ کے لیے روانہ کیا اگرچہ انکے لیے داخلہ حرم ازل سے معتد نہ تھا اعلیٰ حضرت بھی الاسلام زمانہ و لے صدر اکاؤ کے زیر نگین ایک اتفاقی سبب سے ایک تنہا نہ مند ہو جاتا ہے اور اسکا معاوضہ سلطنت زیادہ سے زیادہ دے رہی ہے مگر وہ ہندوستان ہی کا ملک ہے جس میں اتناک مخالفت کی آواز بلند کی جا رہی ہے بلکہ الحاق برار کے جیسے ضروری مسئلہ سے اسلئے لوگوں کو ہشایا جاتا ہے کہ تنہا نہ کے عوض کوئی مسجد کیوں نہ مند کرادی گئی یعنی ترکوں کے نظام عمل پر نکتہ چین۔ ہاشمیہ کے عروج کا خالفت۔ افتخاریوں کے امور داخلہ پر معترض احترام حرم پاک کا دشمن عرض دنیا بھر کا ٹھیکیدار ہر معاملہ میں ہندوستانی ملتا ہے آخر یہ کیا ہے؟ اسکا جواب صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض فراموش کر دیا ہو یا دین میں رہا کہ ہم ہندوستان کیوں آئے تھے ہم نے دینداری تجارت۔ ملزمت وغیرہ ہی کو مقصود اصلی قرار دیدیا اور اسکا خیال نہ تھا کہ اس قسم کے حوص نہا میں ہرگز یہ قوت نہ تھی کہ ہم کو ہمارے بابرکت گھر سے علیحدہ کر دیتی اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوتی تو گروہ انبیا سلاطین وقت ہوتا اور کربلا کی انجمن جلتے جتے ریگستان پر قائم ہوتی اور ہم تو اپنی کہتے ہیں کہ بغداد کا راج اور رستم کا تخت و تاج چوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا مگر ہمارے بزرگوں نے اپنے نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ مسلمانوں کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ اعلان حق ہے مگر ہماری فراموشی اور غفلت کی انتہا ہے کہ صفات عموہ آہستہ آہستہ ہم سے خست ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے قفر و وحشت کا افسوسناک منظر ہمارے اعدا کو شہ سے دے کر او بھار رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و

و علما و عظام کی مبارک ہستی موجود ہیں جسکی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و آسمان قائم ہے مگر سب کا شیرازہ اس طرح بکھرا ہوا ہے کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلاؤ ایک درجہ پر جا کر محدود ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ انکے برکات سے محروم ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ آریوں اور مشرکوں نے نذر ہو کر ملکائے کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا کہ انکے سایہ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیحدہ پڑا تھا اس موقع پر میرا فرض ہے کہ اگر انجمن جماعت رضائے مصطفیٰ ابرہی اور مرزا انجمن خدام الصوفیہ علی یوم میدان خلع بیالکھٹ کو دلی مبارکباد دیں جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی بوجہ رہوئے پر بھی ایک منٹ کی تاخیر نہ کی اور وقت پر پہونچ کر مشرکین کے پر غرور سر کو پھل کر کھدیا جب اشرفی جھنڈا اس علاقہ میں پہونچا تو جیسے خود جا کر اس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں جنکا تصور بھی گھر بیٹھے دیکھنے سے مرہا رہا ہے۔

ماہ مبارک ہے گرمی کی شدت ہے پانچ پانچ دس دس کوں کا پایادہ سفر ہے انظار کے لیے چنا بھی کبھی میسر نہیں ہے مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان مجاہدین کی نگاہ میں گل و ثنائظر آ رہا ہے ایک ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لیے اون اون مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے جسکی داستان بہت طویل ہے لیکن کیا ہماری ہمتی اور قیامت خیز ہمتی اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ وہ متدین اور کارکن جماعت آج اپنی ذمہ داریوں سے اسلئے علیحدہ ہو رہی ہے کہ مالی ناداری نے اسکو کھول کر دیا ہے اور اب اسکو ایک قطرہ پانی کا پلاسے والا ہندوستان میں نہیں ملتا انجمنوں کے بننے بگڑنے کا تماشا تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے اور دنیا طلبی کے کاموں میں بھی مذہبی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے کل کی بات ہے کہ ترکوں کے نام پر کمیونیوں کی اس قدر بھرمار ہو رہی تھی کہ نام کا ملنا دشوار ہو گیا تھا کھینچ تان کے آدے سے اپنے مہراج بننے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا اور بڑا لطیف تو یہ ہے کہ ترکوں کے سبب ہندوستان آنے کے وقت بھالے کھدینے پر آمادگی دکھائی اور اسکو ترکوں کی خدمت بتایا مگر آخر دنیا فانی دینا کے اعراض فانی ایک ایک

کر کے خود بخود ساری کیشیاں معدوم ہو گئیں اور اب اس وسیع خزانہ کے سوا کچھ نہ رہ گیا جو عزیز مسلمانوں کا پیٹ کا ٹکڑا جمع کیا گیا تھا ان انجمنوں کے اعراض و مقاصد سے علیحدہ ہو کر اگر کوئی فن کے اسباب پر نظر کرے تو صرف یہی پاوے کہ ان صفات خمسہ کا فقدان تھا جسکے بغیر یہ کہ چکا ہوں کہ اعلان حق ایک مجال امر ہے اول تو کسی میں جرأت و ہمت نہ تھی اور عقلی تو عقل و فراست سے وہ خالی تھے اگر تدبیر بھی تھا تو دنیا و دیانت سے واسطہ نہ تھا اگر کسی کو دین کی بھی لاج تھی تو مزاج میں استقلال نہ تھا اور صبر و قناعت کا کیا حال لکھوں کہ مبری کے بعد بالخصوص جلیانہ کا و ضعدار بننے پر اوسکے باوجود چنانہ کا جائزہ لینا حرام اور اوسکے موثر کا خرچ دریافت کرنا جرم ہو گیا تھا۔ عقل و مروت کے فقدان پر یہی کافی دلیل ہے کہ اپنے ناصح مہربان پر اوسنے خزانہ انکا کام تھا لہذا ایسے کاموں کا او بھر کر دب جانا مقام حیرت نہیں ہے۔ ہاں تعجب اسکا ہے کہ ایک بھری و باہمت عقل و دیندار و متدین و مستقل المزاج و شجاع صابر و قانع متعل و مامروت جماعت خالص دینی مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے اور صرف مانی تاداری اوسکے بلند حوصلوں کے راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ پیارے عزیز و اگر ہم اسکی حالت میں ہوں اور ہم پر قیامت برپا کر دیجائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعلان اسلام ملکیت اسلامیہ کی دھجیان اوڑھائے تھے ابن سعود نجدی حرم پاک کی بھرتیاں اور عہدات عالیہ کو منہدم کرتا تھا عراق و حجاز یعنی مقدس جزیرہ العرب کا احترام خطہ بین تھا۔ تھا ہے پڑوس میں وہابیوں کا زور شور اور انکے فتوؤں کا بازار گرم تھا۔ قادیانیوں کی بد زبانیاں بڑھی ہوئی تھیں آریوں کا حلد روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ اوسنے اے اسلام کے مدعیو۔ اے حسین مظلوم کے سوگو اور اسے غوث پاک محی الملوث کے پتلا زندہ۔ اے خواجہ ہند معین الملئہ والدین کے حلقہ گوشلے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام و المسلمین کے غلاموں پرورپ کی دراز دستیاں ابن سعود کی سفارشات وہابیوں کی منہ زوریاں قادیانیوں کی بے لگامیاں آریوں کی چیرہ دستیان و ہتھے بو کر تھنے جاتے تھے ہوتے طعنے پر کیا کیا تھا اسے اعمال سے ٹکوسنی قادری حششی نقشبندی ثابت کر دکھایا یا کہ تھا سے کرتوت نے تھا سے دعوے کو منہ زور دیا۔ پیارے عزیز و پیر بناؤ کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس ملے گا۔

جماعت رضائے مصطفیٰ اگر اپنی کارہائے نمایاں دکھا کر مبری ہو گئی تو اس سے ہمارا کیا بھلا ہو گا لہذا مریسے پہلے تو یہ کرو اور قیامت آئیے پیشتر تو شہ جمع کرو جماعت کی بات کو اپنی بنا ہی کا مقدمہ سمجھو اور اوسکو دائمی حیات سے مطمئن کرو دینیے آپ کا وقت بہت زیادہ ضائع کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف استنا عرض کرونگا کہ ہماری تاریخ کی رستا اور انتہا میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ نے سمجھ لیا کہ اس مصیبت کا خاتمہ اسی پر موقوف ہے کہ منتشر قوتیں یکجا کر دی جائیں اور خانقاہ و مدرسہ سے لیکر عزیز مسلمانوں کے چھوڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے اور اپنی تمام ملکی قوی مذہبی امور کی باگ اس طرح حضرات علماء کرام کے مقدس انجمن میں دیا جائے جس سے سرتابی کی مجال کسی میں باقی نہ رہے ہم نہایت آزادی کے ساتھ توپ کے دھانے کے سامنے کفر پسندوں کی نفرت سے بے پروا ہو کر "اعلان حق" کریں کیونکہ اعلان حق تیرہ سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام کر رہا اس میں کسی وہابی قادیانی گاندھوی وغیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے اسی درد نے ہمارے فرزند روحی و برادر ایمانی استاد فاعلم مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی کو بچپن کر دیا اور یہ اوسکے جذبات صادقہ کی ادنی کشش ہے کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر تصویر کا مسلمان آپ کے سامنے موجود ہے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے دست ہمت و کارپردازی پر بیعت کرنے کو تیار ہے۔

پیارے سنیو؟ یہ کانفرنس آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلام میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اسکے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اہم مصیبتوں کا دفعیہ بھی داخل ہے جو محض قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے۔ ہمارے ہندو داریں کی یہ اپنے شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی انجمنیں اس میں منضم ہو گئی ہیں اسکے ماتحت صوبہ کانفرنس ضلع کانفرنس تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بازو سے عمل پر فرض ہے۔

میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام ملکہ میں سنا تھا اور اسکے مقاصد حسنہ کو معلوم کر کے ان تاریخوں کا چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا مجھے جو علم کھائے مجھ تاسے وہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے

اس طرح جھکو گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس عرق کی کوئی تدریش کر کے میں حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہوں۔

ان میری انہی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جنکی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت، تیسیم کی تاجداری بیچ نظر آئے گی یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جسپر جھکو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہو گا جسکو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی تذکرہ کر رہا ہوں میرا اشارہ پہلے اپنے تحت جگر دونر العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالمحمود سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری ضیعی کا سرمایہ ہے میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو تدریش پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں حیات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو پسر دہی جائے اس میں میری تربیت و حقوق کا حق اور اگر دین۔

اسید کہ آپ ایک متوکل و درویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکامین سرخرو فرمائیں گے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعائیں آپ سے جدا نہ ہوں گی اور آپکا درویشی سے کبھی نہ چاہینگا۔

اے میرے پیارے سینو! خدا کرے کہ تم نعمت کو ہٹاؤ ہو پشیمار ہوا غبار کو چھانو اپنی تنظیم کی قدر کرو محبت اور اتفاق کا تخم جاؤ۔ بڑھو پھلو پھلو اور پھلائے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔

این دعا از من و از جملہ حسان آیین باد

وماذا الا علی اللہ بعد ذلک علی کل شیء قدیر و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المشریق المنذر و اللہ وصحبہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین
قد اید احمد المدعو عبد محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجاد نشین آستان قدس
کھوچہ مشرف ضلع فیض آباد

خطبہ صدارت

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ
آلہ اندیاسنی کا نفرنس مراد آباد

۲۰ — ۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ / ۱۶ — ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے حضرت مولانا حامد رضا خان قدس سرہ کا یہ خطبہ سنی کانفرنس کے پس منظر اور اعراض و مقاصد کی مکمل جامعیت سے وضاحت کرتا ہے۔ بعد کے تمام علماء اور خطباء نے حضرت مولانا موصوف کی دینی معلومات کی وسعت اور ملی و سیاسی امور کی بصیرت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اس خطبہ میں جو امور بیان ہوئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تنگ دل ہندوؤں کے مظالم — شدھی تحریک، سنگٹھن، فوجی گاؤں پر فساد بلکہ قتل عام، ہندوؤں کا مزاج — جاؤروں سے محبت اور انسانوں پر ظلم، سوراخ کے بہروپ میں مسلمانوں کو دائمی غلامی کے جلال میں پھنسانا۔

(۲) بعض مدعیان اسلام کی غیر اسلامی حرکات۔ ہندو مسلم اتحاد کی دعوت کے مفسر اثرات تحریک خلافت، عدم تعاون، ہجرت میں مسلمانوں کے بے بہانہ نقصانات ان تحریکوں میں بعض لیڈروں کی بے اعتدالیان۔

(۳) تعلیم، تبلیغ، تعلیم بالغان، قدیم اور جدید علوم کی ضرورت،

(۴) اتحاد بین المسلمین، تنظیم مساجد،

(۵) معاشرتی زندگی کے رہنما اصول و امن پسندی، تحمل، رسوماتِ بدر سے احتراز۔

(۶) مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا انحصار — تجارت، مسلمانوں سے خرید و فروخت، مقدمہ بازی کی لعنت سے بچاؤ کی تدابیر، قانونی چارہ جوئی کے لئے مسلمان وکلاء کی تنظیم ملازمت کی بجائے ہنرماء حاصل کرنا، صنعت و حرفت کی ضرورت، گداگری کی لعنت سے نجات کا طریقہ، زمین و مکان کی خرید، اسراف سے پرہیز اور میاں روئی کی تلقین، کسب معاش کی اہمیت، قرضہ لینے سے حتیٰ الامکان احتراز، سودی قرضہ سے بچنے کے لئے بیت المال کی طرز پر مسلمان قرضہ حسنہ کے ذخیرہ کا اہتمام کریں۔

(۷) مسلمانوں کا تمدن، تہذیب، روایات، مذہب وغیرہ دوسرے مذاہب خصوصاً ہندوؤں سے بالکل الگ ہے۔ — دو قوی نظریہ کی تشریح۔
آل انڈیائیسنی کانفرنس کے مقام صدر مندرجہ بالا اصول ہیں۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے یہ دائمی اصول ہیں جن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود یہ اصول آج بھی مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہیں۔

اس خطبہ کو مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نے ۱۹۲۳ء / ۱۳۴۲ھ میں مطبع اہل سنت بریلی سے طبع کروا کر شائع کیا تھا، کتاب ہدایں اسی مطبوعہ خطبہ کے سرورق کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ ہمیں دیکھ خورہ (شاید ناقص الآخر) فوٹو سیٹ کی صورت میں جناب پروفیسر محمد الوب قادری (دکراچی) سے دستیاب ہوا ہے۔ آپ تک اصل خطبہ پہنچانے کی عرض سے دیکھ خورہ مقامات خالی جھوڑ دیئے گئے ہیں۔
اس خطبہ کی فراہمی کے سلسلے میں ہم پروفیسر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں۔

سہ قارئین کا اگر ان مقامات پر زحمت پیش آئے گی جس کیلئے ہم مندرجہ خواہ ہیں، ہمیں فی الحال سچی تبلیغ کے بارے میں مکمل نسخہ دستیاب نہ ہوا۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ ایڈیشن میں اس کی کوپیاں کر کے کی کوشش کی جائے گی۔ مددگار فوٹ: چونکہ فوٹو سیٹ سے ”عکس“ تیار نہیں ہو سکا اس لئے مذکورہ خطبہ کی کتب بت کرنی تھی۔

(۷۸۶)

جمعیۃ توحیدیہ تفسیر و تفسیر عظیم و عظیم
خطبہ صدر

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حامی سنن ماحی نقس تحریر علامہ حیدر نظامی رحمۃ الاسلام شیخ الانام
المفتی ارشدہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی پریوی صدر مجلس استقبالی
جمعیت عالیہ اسلامیہ دام فہم نے اجلاس ہے

آل انڈیائیسنی کانفرنس

منعقدہ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء بمقام مراد آباد کے لیے
مرتب فرمایا

مطبع اٹھلسنت بریلی میں

بہتمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
أَفْضَلِ رُسُلِهِ وَسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

عہد حاضر

اگرچہ اسلام کی نشوونما ہی مخالفتوں میں ہوئی اور ہر زمانہ میں مخالفین کی زبردست طاقتیں اُس کے درپے استیصال رہیں لیکن عہد حاضر کے مصائب اور دُور موجودہ کے فتنے بہت زیادہ ہیبت اور بھیانک نظر آ رہے ہیں۔ ایک طرف تو مختلف قسم کے دشمنوں کا اسلام اور مسلمانوں کو مٹا ڈالنے کے لئے ٹوٹ پڑنا اور اس خیال میں مجنونانہ کوششیں کرنا اور شب و روز معروف ایذا و آزار رہنا اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد قرار دینا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ہر طرح کی کمزوری اپنے مال سے غفلت اپنی حفاظت سے بے پرواہی مذہب سے ناواقفیت باہمی مناقشات تھوڑی سی طبع پر دشمنان اسلام کی تائید اور غداری پر آمادہ ہو جانا۔ اپنے اوپر اعتماد نہ کرنا دشمنوں کو دوست سمجھنا اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دیدینا۔ دوست نہاد دشمنوں اور مسلم نمادہ خواہوں کو نہ پہچاننا امراء کا غریب سے نفرت کرنا اپنے اسلامی بھائیوں کو ان کی غریبی یا ناداری کی وجہ سے بد نظر حقارت دیکھنا۔ پیغم پیش آنے والے حوادث سے عبرت پذیر نہ ہونا۔ بار بار اہل عزمین کے قریب میں آ جانا اور کمال بد عقلی سے پھر بھی ہوشیار نہ ہونا اور ان کے دام تزدیر کے شکار ہوتے رہنا۔ یہ وہ حالات ہیں جن پر نظر کر کے کہا جاسکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مسلمانوں کو جن مصائب سے سامنا پڑتا رہا ہے وہ ان عبرت انگیز حالات

کے مقابل پہنچ رہے ہیں بہت سے فتنہ خیز مسلمانوں کے ناشی ہمدرد بن کر ان کی رفتاری کے دعوای کے ساتھ دشمنان اسلام سے دولت حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کی بدترتیب اور اغیار کی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے اسلامی نام اور دعوی اسلام سے دھوکے کھاتے اور غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بزرگ کے بھٹ بزم مرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمین بود گرفت رشدم

دردمندان اسلام

دردمندان اسلام کس سوز و گداز میں ہیں اور ان کی راتیں کس بیخنی سے تاب میں رہتے ہیں۔ میل و نہار کی ساعات اُن پر ہیں حسرتوں کی تصویریں اور امیدوں کے بن بن کر گزرنے والے نقشے اُن کے لئے عذاب ہیں خود بھی بدلتوں سے اس سرگردانی میں ہوں باس خیال کہ کوئی عالی دماغ دردمند مذہب اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر اور مسلمانوں کے نلاج و اصلاح کا کوئی مؤثر و کامیاب طریقہ تجویز فرمائے تو ضرور وہ اُن کے حق میں نافع ہوگا میری فکر کیا چیز ہے جو پیش کرنے کے قابل ہو لیکن جب کسی طرف سے حدانہ اٹھی کسی بزرگ نے کوئی کافی رہنمائی نہ کی اور مسلمانوں کے لئے حالات موجودہ کے اعتبار سے کوئی دستور اعلیٰ تجویز نہ کیا گیا تو بنا چاری میں نے قصد کیا کہ اپنے خیالات کو قلمبند کر کے حاضر کروں اہل علم و اہل رائے اس میں جو تدبیر مناسب اختیار فرمائیں براؤ کر م خاکسار کو اُس سے مطلع فرمائیں۔

مقاصد

مسلمانوں کی درستی اور کامیابی کے لئے جو اہم مقاصد اس وقت نصب العین اور فوری جدوجہد کے طالب ہیں وہ کم از کم یہ چار ہیں: (۱) تبلیغ (۲) مذہبی تعلیم (۳) حفظ امن

پہلا مقصد

ہمارا پہلا مقصد تبلیغ ہے جس دن سے اسلام دنیا میں چمکا اسی روز سے اُس کی شعاعوں نے دشتِ جہلِ بر و بکر کو اپنا فیض پہنچانا شروع کیا داعیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صدا دینِ حق کی تبلیغ تھی اور تمام عمر شریف کا لمحہ لمحہ تبلیغ میں صرف ہوا حضور سے پہلے جو ربانی ہادی (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) تشریف لاتے رہے وہ بھی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے اور اُسی وجہ سے انہیں بے شمار جانکاہ اور خطرناک مصیبتیں اور ایذائیں برداشت کرنا پڑیں جسکو رضائے الہی کے لئے وہ بخوشی برداشت فرماتے رہے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) اور تابعین کا ہر فرد اسلام کا مبلغ تھا اور ایسا مبلغ کہ اُس کی زندگی کا مقصد تنہا اسلام کی تبلیغ تھی اور بس۔ اس تبلیغ کے لئے انہوں نے کی جتنی اٹھائیں مشقتیں برداشت فرمائیں جانیں نڈر کیں

کارناموں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہے اُن کے بعد کے مسلمان بھی اس طرح

کہ اُن کے مطالعہ انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے تاہم فائز

چیز ملکوں پر قابض ہو کر دولت و مال اور حکومت و سلطنت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ دین کا اعلا اور اسلام کی تبلیغ وہ چیز تھی جو اُن کا نصب العین رہتی تھی جب تو اُن کے غلاموں نے سلطنتیں کیں اور ایسی سلطنتیں کہ تاجدار کی کاہنہ درویشی اور دینداری کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے وہ تخت سلطنت پر ممکن ہو کر ایک ناماد فیقر کی طرح بسر اوقات کرتے تھے

سلطنت کے معمول خزانوں کے باوجود اُن کی معاش ان کے اپنے ہاتھ کے کسب پر موقوف تھی اُن کا طرز عمل دینداری و پاکبازی کا بہترین معلم تھا۔ غرض مسلمانوں کے جس طبقہ پر نغز ڈالنے وہ اسلام کا مبلغ نظر آتا ہے۔ بادشاہ ہے تو مبلغ وزیر ہے تو مبلغ امیر ہے تو مبلغ بیٹو افتقر ہے

تو مبلغ حضور و سفر میں تبلیغ بروکر میں تبلیغ دنیا میں و حوم بپاوی غلطے ڈال دیئے زمانہ نمود کر دیا جہاں رنگ ڈالا عالم کو اسلام کا متوالہ بنا دیا سر زمین کفر میں توحید کی صدا نہیں بلند کیں گنگا اور جمنہ کے کنارے برج اور کاشی کے میدان پر ستار ان توحید اور علمبردارانِ اسلام سے بھر دیا جو قویں صدیوں سے تاریکی میں تھیں جن کی پشت پناہی سے بت پرستی آبائی ترکہ چلی آتی تھی اُن کے دل منور کئے اللہ واحد لا شریک لہ کے حضور اُن کی گردنیں جھکائیں جہاں ناقوس بجتے تھے وہاں سے قرآنِ پاک کی آوازیں آنے لگیں عرض ہر قرن میں مسلمان معصوم تبلیغ رہے۔ اور یہی انہیں حکم تھا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ قَدْ قَالُوا نَعْلَمُ وَلَكِنْ مَنَعَكَ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ

موجودہ زمانہ میں ہمسایہ قوم نے مسلم آبادی کی جو بہیم کوششیں جاری کر رکھی ہیں ان میں شدھی کا فتنہ سب سے اہم ہے شدھی مسلمانوں

کو مرتد کرنے اور معاذ اللہ مشرک بنانے کا نام ہے جس کے لئے ہندو دو برس سے سالہا سال کی منظم کوششوں اور تیاریوں کے بعد پوری قوت کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں ہر طبقہ کے ہندو اس سعی میں سرگرم ہیں ہندو والیان ریاست اور راجگان ان کی بھاؤں میں شرکت کرتے ہیں، مولوں کی پڑا لیتان کوششوں سے وہ ہندوستان بھر رہے

ہر گاؤں میں سبھا میں قائم ہیں۔ کثیر التعداد مناظر

جائجا مسلمانوں کو چھیڑنا پریشان کرنا جاہلوں دیہاتیوں کو بہکانا بزرگان

دین کی شان میں گالیاں دینا گستاخیاں کرنا اسلام کی توہین کے شریکیت چھاپنا اور اُن میں حضرت پروردگار عالم تک کو گالیاں دینا یہ ان کا شیوہ ہے۔ طبع اور دباؤ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی اُن کے دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہے بہت سے نادار اور جاہل اُن کے اس دام فریب میں پھنس کر ایمان کھو بیٹھے۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے تبلیغ و خطا

اسلام کا مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ ایک تو اشد مکی کی کوششیں را جپوتانہ ہی میں تھی لیکن اب انہوں نے اپنا میدان عمل وسیع کر لیا ہے اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مار رہے ہیں تو میں ان کی دستبرد سے تباہ ہو رہی ہیں مسلمانوں کی مذہبی انجینیں سر جگہ نہیں جو ہیں ان میں کوئی رابطہ نہیں جس سر زمین کو خالی دیکھا وہاں آریہ دھڑ پڑے جب تک علمائے اسلام کو کسی حصہ ملک سے بلانے تک کہتے غریب شکوہ ہو چکے ہیں۔ راجپوتانہ میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ آریوں کے زور و طمع اور باؤدغیرہ کی تمام قوتیں اسلامی فضیلت کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں اور حقانیت کی جذب قوی کی تاثیر کو اس قسم کے جادو کم نہیں کر سکتے جو جاہل نادانوں کے سامنے ہزار بار دہرے پیش کیا جاتا تھا اور انہیں مرتد ہو جانے پر بہت دلولہ انگیز مژدے سنائے جاتے تھے جو ان کے جذبات مشتعل کرنے والے مناظرے تغیر کرنے کی کوششیں ہوتی تھیں اور وہ ان دلفریبیوں پر وارفتہ سے ہو جاتے تھے۔ جوانی کا جنون انہیں اندھا کر دیتا تھا اور ان کی عقل سرشار محمود کی طرح نکمی ہو جاتی تھی۔ وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کا درگاہ ہوتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بیخفا اثر کرتا تھا کہ دیہاتی نوجوان اپنی سرستی سے ہوش میں آکر دل لہجائیولی صورت کی چاہت اور مال و منال کے لالچ دونوں کو نفس خوار کر دیا طاعت الہی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا تھا بغیر محتاج لوگوں کا

عبادت کو شوق کے ساتھ اختیار کرنا موسم گرما میں روزے رکھنا غازیں پڑھنا اور کچھ رات سے اٹھ کر یاد خدا کرنا اور اس سے لطف اٹھانا۔ اسلام کی حقانیت کی وہ زبردست تاثیر تھی جس نے دشمنوں کی تمام تدبیریں اور جملہ سامان بیکار کر دیئے۔ اب ان کے پاس روپیہ ہے لیکن وہ اس روپیہ کو ہاتھ لگانا گنہ سمجھتا ہے ان کے ساتھ خوش لباس خوب رو ہیں مگر وہ ان کی طرف نظر کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ عیادوں کے حوصلے پست

ہو گئے قریب کے زمانہ کا ایک تذکرہ ہے۔ ایک بوڑھا صدر تبلیغ میں آیا کہنے لگا آریہ ہم سے شدھی ہونے کو کہتے ہیں اور روپیہ بھی دیتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں پیروی کرنے کا بھی وعدہ کرتے ہیں اگر تم ان سے زیادہ ہمدردی کرو تو ہم آریوں کو نکال دیں نہیں تو شدھی ہو جائیں۔ دفتر نے اس کو محبت سے بٹھایا اور کہا کہ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قوم کسی شخص کے افلاس و مصیبت کو دور نہیں کر سکتی دینے سے خدا رسول کے بھلا ہوتا ہے ہم ان کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا نہیں چاہتے۔ مسلمان اللہ کے بندے ہیں اللہ نے انہیں عزت دی ہے ان کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ چاہے بھوک سے دم نکل جائے چاہے کنبہ مرجائے مگر وہ منکارت نہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ بادشاہ کا غلام چاہے بھوکا رہے مانگن گوارا نہیں کرتا۔ تو اللہ کا بندہ کیا اللہ کے دشمن کے سامنے ہاتھ پھیلاتا گوارا کرے گا۔ اس قسم کی باتیں سن کر ایک لخت اس بوڑھے کے خیالات بدل گئے اور جوش میں کھڑا ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب اب ہم کسی کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے خدای سے فریادیں گے تم نے ہمیں ٹھیک راستہ نہ دیا اور اس نے اپنی زبان سے بہت شکر گزاری کی اور الحمد للہ کہ اسلامی عقیدے پر مستقل ہو گیا۔ عرض تعلیم اسلام قلوب میں زبردست تاثیر کرتی ہے لیکن ملک میں کہاں کہاں یہ تعلیم اور اس کے دلائل ہیں علاقے کے علاقے وہ ہیں جہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیم دینے والے کی صورت سے نا آشنا ہیں مدین جہل و نادانی میں گزر چکی ہیں ایسی حالت میں آریوں کی زبردست اور منتظم

میں چند افراد کو بھیج کر نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام ملک

نہ کیا جائے کہ ایک ایک گاؤں کے مسلمانوں کی مذہبی تربیت کا سہل انتظام ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ملک کے درو سداہل اسلام اور سرسرموبے کے علمائے کرام اور حامیان ملت کو حرکت دیں اور ایک مشترک نظام سے تمام ملک میں دینیات کی تعلیم کا سلسلہ قائم کریں۔

مدرسۃ التبلیغ | یہ عرض کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ علاقہ راجپوتانہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں معقول تعداد کام کرنے والوں کی دو ڈھائی سال سے ضرورت عمل ہے ان میں بہت افراد ناکارہ بلکہ بعض مضرت و مضر ثابت ہوئے ان سے بچائے فائدہ کے ایسے نقصان پہنچے جن کی تلافی دشوار تھی اس کا باعث اکثر وہ ان کی نا تجربہ کاری اور کام کی ناواقفیت تھی اس تجربہ کے بعد یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ نئے آدمیوں کو کار کردہ لوگوں کے ساتھ رکھ کر کچھ دنوں کام سکھا دیا جاتا تب انہیں تنہا کسی مقام پر بھیجا جاتا تھا لیکن ایسا کہاں تک ممکن ہے اور اس طرح کتنے آدمی کام کے قابل ہو سکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک مدرسۃ التبلیغ کھولا جائے جس میں مدرس مبلغ منافیین امتحان ہوں اسی مدرسہ کے سند یافتہ سلسلہ تبلیغ میں رکھے جائیں اس ضرورت پر نظر کر کے انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد نے مدرسۃ التبلیغ کی تجویز کی جس کے قواعد و ضوابط اور نصاب اور مدت تعلیم آپ کے ملاحظہ کے لئے آخر میں درج کی جائے گی اس مدرسہ کے لئے اور ملک کے عام تبلیغی مدارس کے لئے اور مسلمانوں کی اعانت و حفاظت کے لئے بہت سی جدید تصانیف کی بھی ضرورت ہے جس کو قابل اور اتف کار لوگوں کی ایک جماعت اپنے ذمہ سے پچرائے کی طبع و اشاعت یہ خود ایک مستقل کام ہے جو تبلیغ کے ماتحت انجام دینا ضروری ہے اس کے لئے جو ضروری امور ہیں ان کو میں اس وقت بحث میں نہیں لاتا میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام کام کوئی شخص یا کوئی جماعت ہندوستان کے کسی ایک مقام پر ہی پھیر کر انجام نہیں دے سکتی نہ کوئی وفد تمام ملک کا دورہ کر کے اس مقصد میں کامیابی کا فائدہ سکتا ہے میدان عمل کی وسعت عقل کو حیران کرتی ہے دشمن کی سبائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے با اثر علماء اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ان ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحدہ مشترک جماعت اس کام کی

سر پرست بنائی جائے اس جماعت کے دنوں ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پھیل پڑیں اور جس صوبہ میں دند جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں اس طرح جا بجا اصلاح و قصبات میں تبلیغی جماعتیں اور دنیاویات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکاتب جاری کر دیئے جائیں یہ تمام مدارس و مکاتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم حکم کے ماتحت کام کرتے رہیں خیال میں یہ ہے کہ اصلاح و تعہد جات میں تبلیغی جماعتیں قائم کی جائیں ہوش مند شائستہ ان کے ممبر بنائے جائیں ہفتہ وار

ان جلسوں کا جلسہ ہوتا رہے جس میں ہفتہ بھر کے کام کی فہرست

جماعتوں میں دو قسم کے ممبروں ایک وہ جو مالی اعانت کریں اور

وہ جو عملی خدمات کے لئے اپنا وقت پیش کریں ان کا نام عاملین ہر پرگنہ کے متعلقہ دیہات

حلقوں میں تقسیم کیے جائیں پانچ پانچ چار چار دیہات کا جیسا جہاں مناسب ہو حلقہ مقرر کر دیا جائے ہر گنہ کے تبلیغی انجمن کے عاملین میں سے ان کی تعداد کے لحاظ سے دو دو یا تین تین ممبروں کو ایک ایک حلقہ دیا جائے یہ ممبر اپنے حلقہ کے دوسرے کرتے رہیں اور اس حلقہ کے مسلمانوں کی تعداد میں وہ تمام مساعی صرف کریں جن کی انہیں انجمن سے ہدایت ملے انجمن کے دفتر میں ان حلقوں کی ایسی فہرستیں مکمل رہنا چاہئیں جن کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نقشہ کیفیت مراعات برائے معلومات نگہ تبلیغ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد

موضوع		تخصیص		تھانہ		ذواک خانہ		ضلع		تاریخ اندراج	
نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد	نام	تعداد
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱
مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱	مسلم	۱

یہی ممبران دیہات میں مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کریں جہاں قریب قریب چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوں وہاں دو یا چار گاؤں کے لئے کسی ایک ایسے گاؤں میں مرکز قائم کر دیا جائے

جس میں قریب کے دیہات کے لڑکے بآسانی پہنچ سکیں اور بڑے کاؤں میں جداگانہ مدرسہ کھولا جائے ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لئے وقت معین ہو اور ایک وقت جوانوں اور لڑکھن کو و نیات کی تعلیم دینے کے لئے رکھا جائے اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعہ سے ہوتا کہ ناخواندہ لوگ بھی اُس سے فائدہ اٹھائیں مدرسہ قائم کرتے وقت سب سے پہلے کاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ بوجہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے بہت بہتر ورنہ کوئی قلیل معاوضہ اُس کے لئے مقرر کر دیا جائے اور جہاں دیہات میں پڑے ہوئے لوگ نہیں وہاں لا محالہ باہر سے انتظام کرنا پڑے گا۔

ابتداء میں بچوں کو اسلامی قاعدہ مصنفہ مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی (یا اور کوئی قاعدہ جو انجمن ابن سنت یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کر لیا جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے اس کے ساتھ ساتھ و نیات کے لئے بہار شریعت پڑھائی جائے جب اردو کی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیب اللہ پڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی قدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے کہنے پر خاص توجہ مبذول رہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں و نیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تا حد امکان لازمی ہے۔ بچہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ بوڑھے جوان کا شکار مزدور محتسب جو بیٹھنے کا وقت یہاں اُنہیں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہار شریعت کے مسئلے سمجھا کر سناے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اُس پر عمل بھی کریں۔

اس طرز قصبات میں علاوہ مدرسہ کھولنے جائیں اور نصاب

جائے ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں چھوٹے مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد حاصل کرنے کیلئے داخل ہوں علاوہ بریں اگر ترقی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرسہ الیل کھولا جائے جس میں ایک گھنٹہ انہیں و نیات کی تعلیم دی جائے۔

قصبات کے مدرسوں میں ممکن ہو سکے تو فارسی و عربی کا محدود

اور اگر دیہات کا کوئی طالب علم

مدرسہ سے سند حاصل کرنے کے بعد قصبہ کے مدرسہ میں کرنے کے لئے داخلہ کی اجازت دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم ہونا ضروری ہے۔ اگر بالفعل ممکن نہ ہو سکے تو معمولی مدرسہ کھول کر تدریج ترقی کی جائے اگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور وہاں کے تمام مصارف برداشت نہ کر سکیں تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے کہ وہاں کی تعلیم کی اعانت کرے۔ ملک میں دو یا چار ایسے کامل انصاب مدرسہ ہونے ضروری ہیں جو جملہ علوم و فنون کی تکمیل کا عمدہ ذریعہ ہوں بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ ان مدارس کو مدرسہ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں اور مدارس عالیہ مدارس ماتحت کے نگرانی کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے مدد بھی ملے یہ جملہ مدارس ایک جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں اور اُس کو ان پر عام اختیارات حاصل ہوں نصاب جمعیت عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔ جمعیت عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں اور وقتی ضروریات کے علاوہ جو دفعہ پیش آئیں۔ باقی ہر تصنیف جمعیت عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل رواج سمجھی جائے بہت فتنوں اور اختلافوں کا سدباب ہے۔

ہر کامل انصاب مدرسہ میں ایک دارالافتاء بھی ہو مگر اہم فتاویٰ جمعیت عالیہ کے ملاحظہ کیئے بھی بھیجے جائیں اور تا بقدر سر طبع ہونے والی چیز جمعیت عالیہ کی جائے۔ واعظ مدرسہ مناظر مفتی۔ سب کیلئے کے تکمیل کے بعد انہیں جمعیت عالیہ یا اُس کا سند دی جائے۔ موجودہ اصحاب جوان عہدوں پر کام کر رہے ہیں سند سے مستثنیٰ کیئے

جائیں مگر فتویٰ اور تصنیف بہر حال محکمہ تصنیف کی تصدیق و منظوری کے بعد قابل قبول سمجھا جائے۔

تبلیغ کا کام

ہر مدرسہ کا مقصد تبلیغ ہے اور اس کو اس میں سعی تبلیغ لازم، تمام مدارس بالخصوص قصبروں اور ضلعوں کے طلبہ کو تبلیغ کے اصول سکھائے جائیں اور ہر مدرسہ میں منتخب علیہ ہفتہ میں دورہ تبلیغ کا کام کریں، مدرسوں کے مدرس بھی دورے کریں، تبلیغی کاروائیوں کی اطلاع صدر دفتر میں اور اہم امور کی اس کے علاوہ دفتر جمعیت عالیہ میں ضروری دی جائے۔ ان دوروں میں دیہات کے مدرسین کو ان کے حلقہ میں ساتھ رکھیں ہر ضلع میں کم از کم ایک مدرس مدرسہ تبلیغ کا پسند یافتہ ہونا ضروری ہے، جو مناظر کی سند رکھتا ہو۔

علاوہ بریں واعظین کی ایک محفل تعداد ہر صوبہ میں رہنا چاہئے جو برابر دورے کر کے اشاعت اور تبلیغ کی خدمت انجام دے اور مسلمانوں کی علمی اصلاح کرے۔ ہر صوبہ کی جماعت واعظین وہاں کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس کی زیر نگرانی کام کرے، اور اپنی مفصل کارگزاری کا ہفتہ وار نقشہ مدرسہ عالیہ کے محکمہ تبلیغ میں بھیجا کرے۔ ہر مدرسہ عالیہ کا صدر مدرس محکمہ تبلیغ کا صدر ہوگا۔ محکمہ تبلیغ کے صدر کا فرض ہے کہ صوبہ کے واعظین کے کام کی نگرانی اور جانچ میں ہر امکان سعی کام میں لائے۔

مناظرہ

مناظرہ وہی لوگ کریں جنہیں جمعیت عالیہ نے

مناظرہ کے لئے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس

حالت میں اس کا موقع نمل سکے تو مجبوری کی کافی وجہ کے ساتھ فوراً صدر محکمہ تبلیغ کو اطلاع

دی جائے۔

پھر مناظرہ سے قبل اس کا کافی اطمینان کر لینا ضروری ہے۔
مناظرہ میں گفتگو نتیجہ حیز اور مفید کرنے کی کوشش کی جائے۔

تمدن

اگرچہ تمدن کا مسئلہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کے زیر بحث ہے مگر ابھی تک بہت زیادہ غور طلب ہے۔ یہ امر عقلاً کا تسلیم شرہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کے کام باہمی اعانت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی قوموں پر مسلمانوں کو قیاس کرنا اور ان کے لئے ان کی تقلید لازم کر دینا بالکل غیر صحیح ہے یہی وہ غلطی ہے جس کا عرصہ دراز سے ادبکاب کیا جاتا ہے دنیا کی قومیں مذہبی حیثیت میں مسلمانوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں اور مسلمان مذہب کی رو سے بالکل ان سے مباہن میں پھرا نہیں ان پر قیاس کرنا اور ان کے لئے وہ راہ تجویز کرنا جس پر کفار عامل ہیں اندھی تقلید اور بالکل غیر مفید ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو کسی لیڈر کی رائے یا کسی دوسری قوم کی تقلید کا محتاج نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں کے تمام ضروریات کا خود سر انجام فرما دیا۔ دنیا کی دوسری قومیں کمیٹیاں کرنے اور انہیں بنانے پر مجبور ہیں تاکہ وہ باہمی مشورہ سے اپنے لئے کوئی مفید راہ پیدا کر سکیں، لمبا اوقات ان کی تجاویز کے تمام دفاتر نکلے اور مضرت ثابت ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی تمام دماغی سوزیاں رو کر کے اس کے خلاف تدبیر سوچنا پڑتی ہے۔ کہ ان کے تمام کاموں

کا دار و مدار اپنے دماغوں پر ہے جو انسانی

مسلمان اگر اسلام کی دشگیری سے فائدہ اٹھائیں تو وہ ان تمام زحمتوں سے بری ہیں ان کا ہر قانون مکمل اور خطا سے پاک ہے ان کی ہر دینی و دنیوی ضرورت کو ان کے دین نے پورا کر دیا ہے تمدن کے مسئلہ کا حل شریعت محمدیہ نے ایسا فرمایا جس پر عامل ہو کر ہمارے اسلام نے عالم

کی رہنمائی کی اور جہان کو حیرت میں ڈال دیا۔ مگر ہمارے ملک کے بعض علماء و اصحاب جنہیں دینی علوم سے بہرہ نہ تھا اور دل میں مسلمانوں کی رہنمائی کا شوق رکھتے تھے۔ نصاریٰ سے اُن کے تعلقات گہرے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کے تمدن کی طرف نظر کی تو اپنے پاس وہ اسلامی تعلیم کا کوئی سر سامان نہ رکھتے تھے نہ علماء سے صحبت و استفادہ کا موقع انہیں حاصل ہوا تھا۔ نصرا نیوں کی صحبت میں زندگی گزاری تھی اُن کی خور و طبیعت تا یہ ہو گئی تھی مسلمانوں کو اُسی سانچے میں ڈھالنے اور نصاریٰ کے تمدن کے رنگ میں رنگنے کے درپے ہو گئے حتیٰ کہ جو نوجوان اُن کے ہاتھ آئے اُن کی زندگی کا طرز انہوں نے نصاریٰ کے مطابق کر دیا۔ مسلمانوں کو نصرا نی تمدن کیا فائدہ دیتا تھا ہی و بربادی کی رفتار روز افزوں ترقی کرنے لگی اور ان نئے پیشواؤں نے اس کو محسوس بھی کر لیا مگر دین سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس طریق زندگی میں تبدیل کرنے سے تو وہ مجبور تھے بنا چاری اپنے سکھائے ہوئے تمدن کو مفید بنانے کے لئے انہوں نے اسلام سے مخالفت شروع کر دی اور مسلمانوں سے اسلامی عادات چھوڑانے اور نصاریٰ کے رنگ میں رنگنے کے درپے ہو گئے اور ایک حد تک مسلمانوں پر یہ زہر پلایا اثر ہوا بھی۔ ہمیں اُس غلطی کی تعلید کر کے اپنی ہستی مٹانا منظور نہیں اس لئے ہم اُسی بیج اور انہیں اصول پر کاربند ہوں گے جن پر ہمارے اسلاف عامل تھے۔

توت و سطوت وہ اصول دی ہیں جو ہمیں شریعت ظاہر و تعلیم فرمائی۔ تو ہمارا تمدن وہی ہونا چاہئے جو ہمیں شریعت نے تعلیم فرمایا۔ ہم کسی لیڈر کی رائے پر اپنی زندگی فدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارا دستور عمل ہمارے شریعت کا قانون ہے۔ اب میں سب سے پہلے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جو اہم ترین مسائل میں سے ہے۔

باہمی تعلقات

اول باہمی تعلقات کا مسئلہ زیادہ غور طلب ہے اس مسئلہ پر مدت مائے دراز سے ارباب خود اور رہنمایان قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق و اتحاد کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں ممبروں اور اسٹیجوں پر علماء اور لیڈر سب اتحاد کی ترانہ سنجیاں کیا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے اس پر تھوڑی دیر کے لئے مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ اگر نکلتا ہے تو جنگ جوئی اور مناقشت یعنی اتحاد کی تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عناد کا پھل لایا کرتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالئے اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیے تو یہ حقیقت بے حجاب روشن ہو جائے گی نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے جب سے لیکچرار بلند آہنگیوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کے لیکچر دے رہے ہیں مگر جس اسٹیج پر اتفاق کی مدح سرائی کی جاتی ہے اُسی پلیٹ فارم پر دلد و زار و جگر شکاف الفاظ کے تیرو سنان سے ملک و قوم کے مقتدر اور با اثر پیشواؤں کو ہت و نشانہ بنایا جاتا ہے۔

مگر ان کے ساتھ ساتھ کے اور صدقہ خوار کئے بنا کر ان کو اور ان کی جماعتوں کو زبان سے بہت ستایا اُن کے وقار کم کرنے کی پوری کوششیں کیں۔ اتفاق کا وعظ کہہ کر جلسے سے باہر آئے تو عام مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا اُن کو اپنی کسر شان معلوم ہوتا تھا، پھر وہ اتفاق کا وعظ کیا اثر کرتا۔ اُس کا اثر یہی ہوا کہ علماء کے عقیدت مندوں کی بدگوئی اور بیجا جملوں سے آزرہ خاطر ہو کر ان سے متنفر ہو گئے۔ اور قوم میں اس اتفاق کی صدا نے بجائے اتحاد کے ایک نئے تفرقہ کا اور اضافہ کیا۔

خلافت کیٹی کے عروج و اقبال کے زمانہ میں جب اتحاد اتنا ضروری سمجھا گیا کہ اس کے حدود وسیع کرنے کے لئے مذہب کی شہر پناہ کو منہدم کرنا ناگزیر خیال کیا گیا اور اس اتحاد کے لئے ہندوؤں کی طرف سے اس طرح ہاتھ بڑھایا گیا جس سے اپنے مذہبی امتیازات چھوڑنا پڑے۔ سورت کے ایک پیر نے اپنے مریدوں سے ہاتھ ہزار گانیں چھین کر گنورکھشا کی تھی۔ نام اور لیدروں نے قشقے لٹکے۔ گمال اوڑاے۔ ہولیاں کھیں۔ جے پکاری۔ ارنجی اٹھائی ہنود کے سرختم متعصبوں کو مسجدوں میں مبروں پر بھجایا۔ گاسٹ کے گوشت کے خلاف کتابیں لکھیں رسالے تصنیف کئے۔ ناکرہ گناہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی خاطر مجرم قرار دیا موبلوں پر افہار نفرت کیا گیا۔ اعلاء کلمۃ اللہ یعنی کلمہ اسلام پڑھانے کو جرم قرار دیا گیا۔ نو مسلمانوں کو ان کی مرضی کے خلاف دوبارہ کافر ہو جانے پر زور دیا۔ یہ اور اس سے زیادہ بہت کچھ ہوا ہندوؤں کی یہاں تک خاطر کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے پیشواؤں اور اسلام کے مقتدر اور با اثر علماء و افاضل کو بالخصوص ایسی ہستیوں کو جن کی درجہ کے زہر دیا صنعت میں بسر ہوئی لمحہ لمحہ خدمت دین میں گورنمنٹ کا آدمی اور ترکوں کا بدخواہ کہا گیا۔ تقریروں میں تحریروں میں ان پر پھبتیاں پھینکی گئیں آوازے کسے گئے۔ پبلک کو ان کی مخالفت پر اٹھار اگیدان کی عافیت تنگ کر دی گئی ان کی زندگی تلخ کر ڈالی گئی ان پر طرح طرح کے بہتان باندھ کر ان کی آبروریزی کی کوششیں کی گئیں مسلمانوں کی جماعتیں جو ان کے ساتھ تھیں ان کو انگشت نما بنایا گیا۔ ان کی امانتیں کی گئیں۔ اخباروں میں ان کے خلاف ہتک آمیز مضامین لکھے گئے برفیوٹک ان کے لئے پناہ کی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ ہر عالم اور شیخ جو اپنے دین پر مستقل تھا یہ سمجھتا تھا کہ اس کو دین پر قائم رہ کر آبرو بچا لینا اور اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا سخت دشوار ہے ان علماء کے ساتھ جو جماعتیں تھیں ان کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی تکلیفیں ہوئیں پھر بتائیے کہ جہاں ہندوؤں کو ملائے کے لئے مذہبی شعار و امتیازات کو قربان کر دیا جائے اور مسلمانوں اور

ان کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاہدہ طرز عمل ہو وہاں اتفاق کا پلو دا کھی نشوونما پاسکتا ہے۔ ایک خرقہ سے جنگ تھان لینا اور اس پر تبر او لعنت اپنا مذہب قرار دے لینا جس قوم کے اصول میں داخل ہو وہ اتفاق میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ کا تو نام گمراہ لغت علماء سے تھی۔ مسلمانوں کے کالجوں اور سکولوں سے تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تھی۔ خان بہادروں پر لعنتیں تھیں۔ آئری میجر ٹیوں پر تبر سے تھے تو کیا یہی طرز عمل ان لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔ اس پر نظر کرنا تو ان صاحبوں کے مقاصد ہی میں نہ تھا کہ کوئی سا ہے۔ اور کونسا ناجائز مگر دوش بدوش کام

کرنے والی بھی وہ اس نتیجہ تک نہ پہنچ سکے کہ آپس کا اتفاق ضروری چیز ہے اور وہی ممکن بھی ہے اور اسی پر کوئی شرہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی فرقے ہیں ان میں کو آپر سٹ بھی ہیں حکام دس گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں ہندوؤں نے ان سے جنگ نہ کی نہ ان کو سب و شتم کیا نہ ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کیا جو ہمارے لیدروں اور کمیٹی کے مولویوں اور جمعیۃ العلماء کے اراکین نے شیعوں کے یہاں خاص جلس میں بند مکان میں تبر اکھا جاتا ہے لیکن ان صاحبوں کی مجالس اعلان کے ساتھ عام جلسوں میں پبلک تقریروں میں اخباری تحریروں میں علماء اسلام اور پیشوایان دین اور امرا اور دوسرا پر تبرے کئے جاتے ہیں اب اس قدر اور غور کر لینا ہے کہ مسلمانوں کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جس پر جمعیۃ العلماء اور خلافت کیٹی نے لعن طعن کرنا اپنا شیوا بنایا تھا باقی وہ طبقے جن کو ان جماعتوں نے اپنے ساتھ شریک عمل کیا تھا ان میں بھی باہم اتفاق و اتحاد ہو سکیا نہیں۔ جو لوگ ان جماعتوں کے حالات سے باخبر ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ ان جماعتوں میں بھی بہت سی فرقہ بندیوں ہیں اور ایک گروہ دوسرے کے شکست دینے کی فکر میں رہتا ہے ہر ایک کو اپنا تفوق اور اپنا ہی اثر مقصود ہے اور درحقیقت بہت سے فرقوں کا اس میں رسوخ پانا ہی اس فساد کا موجب

ہوا۔ ہر ایک فریق نے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت اچھا موقع سمجھا اور وقت کو غنیمت جان کر خوب دل کے بخار نکالے۔ الحاصل اتفاق کے علم کے نیچے بہت سے نئے اختلاف پیدا ہوئے۔ خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء کا اعتبار جاتا رہا اب ہمیں یہ عذر کرنا ہے کہ کوئی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیان اتحاد کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا تاکہ ہم اس سے اجتناب کریں اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اتفاق کا اصل الاصول

سب سے بڑی اصل جن کو پیش نظر رکھنا تمام مسائل پر مقدم ہے وہ یہ غور کر لینا ہے اتفاق ممکن ہے اور ان کے جمع ہونے سے حسب مراد نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم نے یہ غور نہ کیا اور اتفاق کی صدا اٹھاتے رہے تو وہ بے سود بزرگی اور بھاری تمام کوششیں رائیگان جائیں گی جن دوفروں میں منافات یا مضادات نامہ ہوں ان کے جمع کرنے کی ہوس فحش اغلاط اور نامکن کو ممکن بنانے کی سعی ہے۔ بیشک دو گھوڑوں کو ایک گائے میں جوڑ کر زیادہ بدن کھینچا جاسکتا ہے لیکن بکری اور بھیڑیے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ چاند اور دال ملا کر ایک تیسری چیز بنائی جاسکتی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دو چیزیں مل کر تیسری چیز کے وجود کی مفید ہوتی ہیں اور ان دونوں کی ہستی تنہا جو فائدہ پہنچا سکتی تھی یہ مرکب اس سے زیادہ منافع ہو سکتا ہے بیشک جہاں مضادہ و منافات نہ ہوں وہاں یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور جہاں یہ ہر دو مل ایک ایک چیز تنہا جیسا کام دے سکتی ہے جمع کرنے سے وہ بھی باطل ہو جاتا ہے ایک خرمن کو آگ کے ساتھ جمع کیجئے تو ان دونوں کے ملنے سے کوئی کار آمد ہستی نہیں پیدا ہوگی بلکہ غلہ کی کھراؤم ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے

گا اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ تحقیق کر لینا ہے کہ جن دوفروں کو ہم ملا رہے ہیں ان کا ملنا کوئی اچھا نتیجہ رکھتا ہے یا یہ ملاپ ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہستی کو فنا کر ڈالنے والا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد میں بلند آہنگیاں کی گئیں اور جمعیتہ العلماء کے جہری فاضلوں نے ہندوؤں سے واداد اتحاد کے جواز پر آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اور آیات قرآنیہ کو اپنے مدعا کیلئے بے محل پیش کیا باوجودیکہ قرآن پاک میں صراحت تھی کہ یہ اتحاد ممکن نہیں اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِلَهَافَةٍ مِنْهُ وَبِسُكُوتِ** اے ایمان والو! اپنے عزیزوں کو رازدار نہ بناؤ دیکھا پاکیزہ اور کار آمد نصیحت تھی کاش ہم عمل کرتے **لَا يَتَوَسَّكُوتُ خَافًا** وہ تمہاری نقصان رسانی میں درگزر نہ کریں گے (ملاحظہ فرمائیے ایسا ہی ہوا) **وَدُّوا مَا عَمِلْتُمْ** تمہاری ایذا رسانی ان کی آرزو ہے۔ (اب تو تجربہ ہوا)

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی (یاد کرو گاندھی کا قول کہ ہندو ہندو نہ نہیں اور یہ قول کہ ہندوؤں کا غصہ انگریزوں کی تلوار کے نیچے دبا ہوا ہے ورنہ گائے ہر زور شمشیر چھڑائی جاسکتی ہے) **وَمَا تَخْشَى صُذُورُ هَوَاكَ** اور جو ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ اور بڑا ہے (اب دیکھئے جو اس وقت سنیوں میں پھپی ہوئی تھی وہ کیسی بڑی نکلی اب ہزار ہا مسلمانوں کا خون کر کے بھی سمجھ جاؤ **لَوْ غَنِمْتَ**) **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ** ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دیں اگر تم عقل بھونک رہے ہو تو تم کو اس وقت آپ کچھ نہ سمجھے ہندوؤں کی محبت ہی کے گیت گاتے رہے کہئے آپ عاقلوں میں تھے یا نادانوں میں اب تو عاقل بنو) **هَآ اَنْتُمْ اَوْ لَو تَحْتَبِئُوْنَ مِنْهُمْ** یہ تو تم ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو (اور ان کی محبت میں اپنے حقیقی بھائی مسلمانوں کو چھوڑتے ہو اور دین اسلام کے شعار ترک کرتے ہو اور اپنے کولالہ اور پٹنٹ تک کہلاتے ہو) **وَلَا يُجِبُّوْكُمْ** اور وہ تم سے محبت

ہیں کرتے (اب دیکھ لیا کہ قرآن پاک کا ارشاد کہ وہ خون کے پیاسے اور جان کے دشمن تھے) دَعُوْا مَعُوْذَ بِالْكِتَابِ مَلَكًا حَالًا لَمْ تَمْ لُورِي كِتَابِ پُریمان رکھتے ہو
وَإِذَا نَفَقْتُمْ كُمْ قَاتِلُوا أَمْسَا قَاتِلُوا عَصَمُوا عَلَيْكُمْ الْأَنْبَاءُ مِنَ الْغَيْظِ
جب تم سے ملیں کہیں کہ تم ایمان لائے اور جب تنہائیوں میں جائیں تو تم پر غصہ
سے پورے چبادیں۔ دیہ چال اور باقی رہ گئی ہے کہ اپنے آپ کو مومن بنا کر پھر تمہیں
دھوکا دیں اور سنتے ہیں کہ بعضے کفار نے اسی زمانہ میں ایسا کیا بھی) قَدْ مَوْتُوا بِغَيْظِكُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصہ میں مرو اللہ لوں کے بھید
جانتے رہے رکاش مسلمان اس تعلیم الہی پر یقین کرتے تو بے شک ہندوؤں کی مراد
پوری نہ ہوتی اور آج انہیں اپنے غصہ میں جل مرنا ہی نصیب ہوا) إِنَّ تَسْتَكُونُ
حَسَنَةً تَسُوْمُهُمْ اگر تمہیں بہتری چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہو (دیکھ نہ لیا مصطفیٰ
کمال پاشا کی کامیابی پر کسی ہندو نے دو کوڑی کا چراغ نہ جلایا اور ظاہری ملمع کاری
کے طور پر بھی اظہار سرور کو ادا نہ کیا) وَإِنْ تُحِبُّوْهُمْ سَبِّحْهُمْ بِغُرُوبٍ ۖ اِذَا
کوئی برائی پہنچے اُس سے خوش ہوں آج دیکھئے آپ کے پٹنے مارے جانے سزا پانے
پر کس قدر خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ فرمایا گیا تھا ہو ہو ہو کر
رہا ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا دَعُوْا كُفْرًا كُفْرًا
تمنا ہے کہ ان کی ہرج تم بھی کافر ہو جاؤ۔ دیکھئے شدھی کی سرگرمیاں کہیں بھی کسی خیر کو
واقعات سے کچھ بھی تفاوت ہوا اور کیوں کہ ہو سکتا ہے اللہ عظیم و خیر سے مگر افسوس
مشرکین کو لوگ پیشوا بناتے رہے اور ان کی ہر بات کے سامنے سر نیاں جھکایا اور قرآن پاک
کی آواز پر کان نہ رکھا ورنہ کیوں یہ روز بد دیکھتا نصیب ہوتا قرآن پاک نے بتا دیا تھا
کہ کفار سے اتحاد و وادنا ممکن ہے اور ان پر اعتبار و اعتماد تباہی و بربادی کا سبب ہے
تو اتحاد کی راہ میں یہ سنت غلطی تھی جس کی پاداش میں ان نتائج کا مرتب ہونا ناگزیر

تھا جو آج سامنے ہے اب ثابت ہو گیا کہ اتحاد و اتفاق کی کوششوں میں کفار کے
ملانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسا روٹی کے ساتھ آگ جمع کرنے کا ارادہ اس غلطی سے
تو ہوشیار ہونا چاہئے اور عقل درست ہو تو تجربہ کے بعد اب کبھی ایسی خطا میں مبتلا نہ
ہوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا كَلَيْدًا اَلْمُؤْمِنُ مِنَ حَبِيْبٍ وَاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ
مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی مومن کو ایک مرتبہ دھوکا کھانے
کے بعد ایسی بیداری ہو جانی چاہئے کہ پھر وہ اس قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔

مختلف مذاہب اور مدعی اسلام فرقوں کے ساتھ اتحاد

اب یہ مسئلہ اور غور طلب ہے کہ جو فرقے باطل اور اہل ہوا میں بعض اُن میں
سے گمراہ ہیں بعض مرتد جو کفر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان فرقوں کے ساتھ اتحاد
کیا جائے یا نہ کیا جائے لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کا وقت ہے کفار کا مقابلہ ہے آپس
کی مخالفتوں پر نظر نہ کرنا چاہئے۔ سب مل کر کوشش کریں۔ درحقیقت یہ بہت بڑی
غلطی ہے اور حامیان اتفاق ہمیشہ اس کے مرتکب رہے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں
کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ شیعہ باہم متفق ہو جاتے ہیں اور ان کی آل انڈیا
کانفرنسیں کام کرتی ہیں وہ اپنا شیرازہ درست کر لیتے ہیں اور اُس وقت سنی یا کسی اور
فرقہ کی طرف نظر بھی نہیں کرتے غیر مقلد متحد ہوتے ہیں ان کی آل انڈیا المجدیث کانفرنس
قائم ہوتی ہیں وہ آپس میں نظم و ارتباط کے رشتے مضبوط کرتے ہیں اور دوسرے کسی گروہ
کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ دیوبندی وہابی اپنی جھتیں بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قادیانی باہم
متحد ہو کر ایک مرکز پر مجتمع رہتے ہیں۔ یہ سب اپنے اپنے کام میں چست اور اپنے نظام
کو استوار کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں کسی کا سہارا نہیں
تکتے لیکن ہمارے سنی حضرات جو بلفصلہ تعداد میں تمام فرقوں کے مجموعہ سے قریب

قریب آٹھ گئے زیادہ ہیں نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط نہ کبھی ان کی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ بندی کا خیال آیا انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت ہی نہیں اگر کبھی اپنی درستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اختیارِ نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہوئے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے باوجودیکہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انہیں ان کی کچھ حاجت ہی نہیں بلکہ اس وقت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انتظام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس تمام چھوٹے چھوٹے قلیل التعداد فرقوں نے اپنے اپنے حدود محفوظ کر لئے اور اپنی شیرازہ بندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا۔ بغیر ملک میں ان کی آوازیں پہنچنے لگیں مگر ہمارے سنی حضرات کے دل میں جب کبھی اتفاق کی اُمنگیں پیدا ہوئیں تو انہیں اپوں سے پہلے مخالف یاد آئے جو رات دن اسلام کی بیگنی کے لئے بے چین ہیں۔ اور سینوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطرب و محبوس ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا کیونکہ اگر وہ فرستے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سینوں سے مل سکیں تو علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے مخالف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورتاً مل بھی جائیں تو ملنا کسی مطلب کے لئے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم نیش زنی جاری رہتی ہے۔ اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیتہ العلماء کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت سے زیادہ دہلوی اور غیر مقلد ہیں نادر ہی کوئی دوسرا شخص ہو تو وہ اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ عوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا۔ مگر کام اہل سنت کے مدد اور ان کی بیگنی

کا انجام دیا اپنے مذہب کی ترویج اس پرورد
مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیتہ العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انہوں نے
مدارس کا دورہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس
قوی رویہ سے جو ترکوں کے درونگ حالات بیان کر کے وصول کیا گیا تھا اب تک دولاکھ
تقویۃ الایمان چھاپکر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا نداؤں و درد سر
خریدیں ہوا یا نہیں اپنے ہی رویہ سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔ الفرض دوسرے
فرقے ہم سے کسی طرح نہیں مل سکتے ملیں تو دھوکا ہے جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب
کو سخت مضرت و نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدولت
کرڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ مگر اب
تک یہی رہا کہ سنیوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملانے کی کوشش
کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بجز فتنہ اور فساد کے
کچھ حاصل نہیں۔ اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل راز یہی ہے اور اسی وجہ سے
حامیان اتحاد و مساکت کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے بشریعت طاہرہ
نے ان گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے
کا حکم دیا ہے۔ حدیث : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَعَ صَاحِبٌ
بِدْعَةٍ فَقَدْ آعَاكَ عَنْ هَدْيِ الْإِسْلَامِ جَبْتِمْعِی کی تائید کرے وہ اسلام کے
دھماکے پر مدد کرتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے لَا تَجَالِسُوا هُمْ
وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْهُمْ۔ ان کے ساتھ مجالست و ہم نشینی نہ کرو نہ ان کے
ساتھ مواصلت و مشاربت کھانا پینا کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے
مَنْ جَاءَهُمْ بِبَيْدَةٍ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاءَهُمْ بِبِلْسَانِهِ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاءَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُنْهِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ
ذَلِكَ مِنَ الْوَحْيَانِ حَبَّةُ خُذُلٍ۔ جس نے ان سے اپنے لہجے سے

جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں۔
 قرآن پاک میں ارشاد فرمایا لَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْفَقِيرِ الظَّالِمِينَ ۝
 یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھو تفسیر احمدی میں ہے اِنَّ الْفَقْرَ الظَّالِمِينَ
 لَيَعْمُو الْمُبْتَدِعُ وَالْفَاسِقُ وَالْفَاجِرُ وَالْفَقِيرُ مَعَ كُلِّهُمْ مُمْتَنِعٌ
 کہ قوم ظالم بدعتی فاسق فاجر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشین ممنوع ہے۔
 علاوہ بیزب حد بالخصوص سے بصر اہت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدع کے ساتھ
 اتفاق و ارتباط ممنوع و ناجائز ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کا وقت
 اسلام پر ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا خود
 حضور اقدس کی مفارقت آنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و تواں باقی نہ چھوڑی
 تھی شب و روز رونا اور بے قرار رہنا اُن کا معمول تھا استیلائے غم کی یہ کیفیت کہ رفقاء
 سامنے آئیں سلام کریں اور انہیں مطلق خبر نہ ہو وادھر دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ اب وقت
 ہے وہ تیغ و سنان سنبھال کر تیار ہو گئے دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی
 موجیں مار نیا دل سینوں میں رکھتے تھے غیظ و غضب میں آپ سے باہر ہو گئے اس وقت
 ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے اُس کے مربی پیشوا نے
 ابھی پردہ فرمایا ہے۔ رفقاء غم سے بیتاب ہیں و تسنن شمسیر کف میں اس سے بڑھ کر اور
 کیا نازک وقت ہو گا اُس وقت صدیق اکبر پالیسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملا لیں یا غلط
 کاریوں پر صبر کر کے خاموش ہو جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی باز پرس
 اور واروہ گیر نہ کریں۔ بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانیش اُس حالت سے ذرا
 مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت بہت و استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم
 کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس کا

یہ اثر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے
 ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفہ رسول کا یہ استقلال ان کی ہمتیں توڑ
 دیتا ہے۔ آخر کار صحابہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ رسول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فیصلہ میں حق پر ہیں تو آج مسلمان طاہرہ اور پیشوا
 کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں جس چیز
 کو شریعت نے ناجائز کیا اس سے کوئی فائدہ کیونکر مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موافق مدعا نتیجہ
 کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا اتفاق کی کوشش کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس اصل
 اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہمیں اہلسنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انہیں ایک رشتہ
 میں مربوط کر کے اُن کی مشترک قوت کو یکجا کر لینا ہے یہی ہمیں مفید ہے اور خدا میسر کرے اور
 ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایک متحدہ
 قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرسے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خود اُس
 میں غنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت انہیں مفسدہ خیالات سے باز آنے پر مجبور کر
 دے۔ اور حقیقی اتحاد اور اُس کے نفیس برکات دنیا کی قوموں کو نظر آجائیں۔ اس لئے سب سے
 پہلے یہ اصل اعظم مد نظر ہونا چاہئے۔ اب میں اُن اختلافات پر بھی تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں
 جن سے چشم پوشی کرنا اتفاق کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

تفرقہ اقوام

مختلف مذاہب ملا کر سرگز ایک نہیں کئے جا سکتے مذہبی جذبات کو باطل نہیں۔
 کسی قوم کا اپنے مذہبی خصوصیات و امتیازات کو آپ کے اتفاق پر فرار کر دینا بالکل نامعقول۔
 ایسی ناممکن بات کے لئے تو بار بار کوششیں کی گئیں وہ اختلاف جو مسلمانوں کے شیرازہ
 کو درہم برہم کرتا ہے اور جس کی بنیاد تکبر و عجز و افسانیت و خود نمائی کی زمین میں رکھی

گئی ہے اُس کو دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی مسلمانوں کے درمیان
شریعت طاہرہ نے عقائد و اعمال سے تو امتیاز قائم کیا ہے لیکن پیشہ اور حرفت و نسب
کو ذریعہ جدال نہیں بنایا، آج ایک مسلمان جو بد مذہب بے دین کافر تک کے لئے اغوش
محبت روا رکھتا ہے اپنے حقیقی بھائی سے ملنے کے لئے تیار نہیں اگر وہ بھڑی بچتا ہے
یا کپڑا بٹن ہے تو مسلمانوں کو مختلف قوموں میں تقسیم کرنا اور انہیں حقارت و نفرت
کی نگاہوں سے دیکھنا وہ سلام کریں تو تیوری میں مل ڈالنا اتفاق کے لئے سم قابل ہے
اور جب تک یہ خصلت موجود ہے اس وقت تک اتفاق کی طمع سعی لا حاصل ہے۔
اسلام کی قدر کرنا لاکھ پیشہ اور حرفہ اور شان و صورت اور نسب و نام پر نظر ڈالتا ہے
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی حبیبی کو بلال حبشی کے قدموں پر تار کر دیتے ہیں اور سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربد میں منکر رسائی سے محروم رہتے ہیں جو غریبوں کے ساتھ
بیٹھنے میں عدا کرتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر ہندوؤں کی خصلت اختیار کی جیسے
اُن میں قومی نفرت تھے۔ اور وہ چھوٹی قوموں کو کتوں سے زیادہ ذلیل جانتے ہیں۔ گنا اُن
کے چوکے میں آجائے تو چوکا ناپاک نہ ہو گا مگر چھوٹی قوم کا آدمی چوکے میں آنا درکنار اس قابل
بھی نہیں کہ صبح اُنہیں منہ دکھائے سفر کے وقت۔ و صوبی کا سامنے آنا اُن کے اعتقاد میں سفر کی
ناکامی کی دلیل اور فال بد ہے اسی کی نقل مسلمان کر رہے ہیں کہ پابند شریعت رائج العقیدہ
مسلمان عزیمت و افلاس کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں ان کا نام کمین رکھا جاتا
ہے۔ اُن کو مجلس بلکہ بعض انسانی حقوق تک سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان
نحوت شعار کا عمل اُن اسلامی بھائیوں کے دلوں پر لوک نشتر سے زیادہ المناک گھاؤ کرتا
ہے اُن کا دل اس بڑا ڈسے پھٹ جاتا یہ انہیں حقیر و ذلیل دیکھتے ہیں وہ ان سے ٹوٹ جاتے ہیں
نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُن کے دلوں میں ان کی ہمدردی نہیں رہتی قرآن پاک میں ارشاد ہوا
رَبِّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ فَمِنْ يَزِيْدُ كِرَامَتِ وَاللّٰهُ كَرِيْمٌ

تمہارا بڑا پرہیزگار ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنَّ اَوْفٰى اِيَّائِىْ اِلٰہٌ مُّتَّقُوْنَ
میرے اولیاء میرے دوست صرف پرہیزگار ہی ہیں۔ قرآن پاک تو پرہیزگاروں کو
اشرف اکرام خدا کا دوست اُس کا ولی بتاتا ہے مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ
خدا کے پرہیزگار متقی نیک بندوں کو ان کے حرفہ اور پیشہ کی وجہ سے کمین اور ذلیل کہتے ہیں۔
اور فاسقوں فاجروں کو بدکاروں رشوت لینے اور سود کھانے والے ظالموں کو شریف
مان لیتے ہیں اقوام کے یہ تفرقہ اور اہل حرفت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا مسلمانوں کے اجتماع
و اتحاد کے لئے نہر بھلا ہے اگر آپ اجتماعی قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعتی طاقت
سے زبردست ہو کر دنیا کی قوموں میں عزت و وقار کی زندگی آپ کا مقصد ہے تو اپنے
چھوٹوں کو بڑھائیے۔ چھوٹوں کو ملائیے گروں کو اٹھائیے۔ ہمارا ہر بھائی خواہ وہ کوئی پیشہ
کرتا ہو ہماری نگاہ میں دنیا کے تاجروں سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اُس کو دیکھتے ہی
ہمارا چہرہ شگفتہ ہو جانا چاہئے۔ یکس قدر افسوسناک ہے کہ ایک مسلمان کے پاس دوسری
قوم کا کوئی شخص آتا ہے تو وہ اس کا اکرام اور اکرام میں یہ مبالغہ کرتا ہے کہ اپنی جگہ اس کیلئے
چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر ایک غریب مسلمان اُس کے پاس پہنچتا ہے تو اُس کو ان کی مجلس
میں باریابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنوں کو جو قوم اغیار سمجھتی ہو اور اغیار کے ساتھ لگانوں
سے زیادہ سلوک کرتی ہو وہ کس طرح دنیا میں کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔ یہیں تو یہ
کہنا چاہئے اور اس منافرت کو جلد سے جلد دور کرنا چاہئے جو ہماری بربادی کا باعث
ہے اگر آپ اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگائیں گے تو آپ کو سراور آنکھوں پر بھنائیں گے
اگر آپ اُن سے محبت کا ہمتاؤ کریں گے۔ تو وہ آپ پر دل و جان قربان کر دیں گے حرنے اور
پیشہ کو ذیل نہ سمجھو تمہاری کامیابی کا راز ہے۔ اگر آج ہم میں یہ بات نہ ہوتی تو ہم میں صد ہا گداگر
اور چور اچکے بھی نہ ہوتے۔ پیشہ کرنا عیب قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے شرم آتی ہے تو کوری اور غلامی
کی زندگی اختیار کرتے ہیں تو کوری اور خدمت گاری میرے نہیں آتی تو چوری اور گداگری کے سوا چارہ بھی کیا ہے

خدا را ہوش میں آؤ اور تباہ کر ڈالنے والے عزور ترک کرو۔

باہمی سلوک

اس کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی سلوک اس قدر خراب ہیں جو ان کا شیرازہ دست نہیں ہونے دیتے جو عنایتیں اور محبتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ لازم تھیں وہ سب اختیار کے لئے بے منت حاضر ہیں دوسرے کی دعوت اور اپنے دیگر
ایک ایسی چیز ہے جو کریم النفس آدمی کی بہترین خصلت شہادت جاتی ہے جھوٹی سی خطا دینے دوسرے کی غلطی یا زیادتی سے چشم پوشی کر کے اخوت و محبت کو محفوظ رکھنے اور غیظ و غضب کی آگ میں انس و محبت کا سرمایہ نہ بچونکے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہے عفو و درگزر و فرو گذاشت کی خصلت ان سے کنارہ کر گئی ہے۔ ایسا نہیں یہ خصلتیں سب ہیں اور ضرور ہیں اور دنیا کی قوموں سے نادر ہیں لیکن بے عمل صرف ہوتی ہیں عفو و درگزر ہندوؤں کے ساتھ صرف کی جاتی ہے یہاں تک کہ خون معاف کر دیئے جائیں لوٹ مار تاخت و تاراج سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے اور حد سے گزر کر یہاں تک بھی نہ پہنچ جاتی ہے کہ جوش محبت میں مذہبی حقوق سے دستبرداری کر لی جاتی ہے مدہ ظلم کرتے ہیں اور یہ عاشق ناز ہر وار کی طرح اس کو خوش دلی سے برداشت کرتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ تم جتنے ظلم کر دو ہم کبھی تم سے پھرنے والے نہیں ان کے لئے ان کی آغوش محبت واہی رہتی ہے لیکن حقیقی بھائی سے تن جاتے ہیں تو ایک پرہیزگار پرچار انگشت زمین پر مقدم چل پڑتا ہے اور ہائی گورٹ سے ادھر ختم نہیں ہوتا کوئی پہنچایت اس کو طے نہیں کر سکتی صد ہا نظیریں ہیں کہ دو بھائی ایک درخت پر لڑے اور ریاست ہندوؤں کے پاس پہنچ گئی دونوں نادر ہو گئے مگر اب ریاست کی جگہ باہمی صداقت بہت دولت کھوپچے تو ہر ایک دوسرے کی آبرو کے درپے ہے خود کچھ نہیں کر سکتے

تو چاہتے ہیں کہ دوسروں ہی سے بھائی کو ذلیل کرادیں۔ اب ان اختیار کو جرأت ہوتی ہے۔ اور خود یہ بھائی صاحب بھی اغیار کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے ہیں مال بھی گیا دونوں کی آبرو بھی گئی اس طرح مسلمان اپنے سرمایہ اور اپنی آبرو کھو چکے ہیں۔ مگر افسوس کوئی تباہی موجب حیرت نہیں ہوتی۔ کوئی مصیبت بیدار نہیں کر سکتی اگر اتفاق کی خواہش ہے تو طبیعتوں کے طیش کم کیجئے معصہ پر اختیار پیدا کر کے آپس میں درگزر اور فرو گذاشت کی عادت ڈالیئے اور اگر آپ کو اپنی طبیعت پر قابو نہ ہو تو اپنے معاملات و بندار مسلمانوں اور یارین کے عالموں کو تفویض کیجئے اور ان کے فیصلہ پر کہ درحقیقت وہ شرع مطہر کا فیصلہ ہو گا رضامند ہو جائیئے اور نزاع ختم کر ڈالیئے۔ مسلمانوں کی منازعت میں دوسرے مسلمانوں کو مصالحت کی انتہائی کوشش لازم ہے اگر دو مسلمان آپس میں لڑیں تو چاہئے کہ اس درد سے حملہ کا غلہ بے چین ہو جائے اور جب تک ان میں صلح نہ کرالے چین سے نہ بیٹھے۔

باہمی اصلاح کی تدبیر

نانکی پابندی کو جماعتوں میں حاضر ہوا اس سے تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے اور ان کے حالات دریافت کرنے کا موقع ملے گا اور باہمی محبت زیادہ ہوگی اس بچہ قوت اجتماع میں یہ لحاظ رکھو کہ اگر حملہ کے کسی مسلمان کو دوسرے سے ادنیٰ شکایت ہو تو دوسرے مسلمان درمیان میں پڑ کر اس کو فوراً رفع کر دیں اور اس کے لئے اپنے تمام اثر کام میں لائیں۔ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی خواہ مداح و ناگہر بھی ہو اور محتسب بھی اپنے بھائی کی ہر طرح حفاظت کرے دوسروں کی نظر میں ذلیل نہ ہونے کے کسی بدی میں مبتلا پائے تو پوری قوت سے بچانے اخلاقی دباؤ اور محبت کی تاثیر وہ کام کرتی ہے جو سخت ترین سزاؤں سے نہیں نکل سکتا۔ سمجھانے کے لئے محبت کے لہجے اور خوشگوار طرز گفتگو کو اختیار کرو وہ انداز کلام بالکل ترک کر دو جو دوسرے کو ناگوار ہو تمہاری زبانیں شیریں ہوں۔ تمہاری باتیں پیاری ہوں تمہارا طرز عمل

محبت پیدا کرنے والا ہو یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے
 اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَيْدِهِ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ و
 السلام فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچے دوسری
 حدیث شریف میں ارشاد فرمایا قُلْتُ مَا اِلِسْلَامُ قَالَ طَيِّبُ الْكَلَامِ
 وَالطَّعَامِ حضور سے دریافت کیا گیا اسلام کی شان کیا ہے فرمایا خوش کلامی اور
 میزبانی ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اَنْ تَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا حَبَبَ
 لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لِهَقْمٍ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ یعنی فضائل ایمان میں سے ہے کہ تو
 اور لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لئے گوارہ
 نہ کرے جو اپنے لئے گوارہ نہ ہو ایک اور حدیث میں وارد ہوا - اَنْ تَلْقَ آخَانَ
 بِوَجْهِ طَيِّقٍ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ روی کے ساتھ اسلامی اخلاق
 پیدا کیجئے۔ اس خوشبو میں بس جائیے تو آپ بھول کی طرح سر چڑھ لئے جائیں گے
 اوریوں اتفاق کے خالی لیکچر تھوڑی دیر کی واہ واہ اور زینت بزم کے سوا کچھ نفع نہیں دیتے۔

مساجد کی انجمنیں

اب ضرورت ہے کہ ہم مساجد کی جماعت کو اپنی بہترین انجمن سمجھیں اور اس میں
 شریک ہو کر آپس کی محبت بڑھائیں بتو وہ اخلاق پسندیدہ فضائل پیدا کر کے علماء اتحاد و اتفاق
 کو نشوونما دیں۔ امام ہمارا صدر مجلس ہو تمام غازی اراکین انجمن ہم تن واحد کے اعضاء کی
 طرح باہم مربوط اور ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔ اپنی
 درستگی اور اپنے بھائیوں کی اعانت ہماری انجمن کا مقصد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی شوکت
 کا لطف آجائے مسجدوں میں جماعتوں کے بعد اس پر غور کیا جائے کہ محلہ کا کون کون
 شخص نماز کے لئے حاضر نہیں ہو سکتا اہل کو حاضر کرنے کی کوشش کی جائے اور محلہ کا ہر شخص

اس سے ملے اخلاق و محبت کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہونے کا سبب دریافت کرے
 اور عدم حاضری اظہار افسوس کے ساتھ محبت آمیز لہجہ میں پابندی جماعت کی درخواست
 کرے اور یہ عمل جاری رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو پابندی کی توفیق دے مگر یہ
 ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس ترغیب میں اپنی تعلی و تفوق اور اس کی حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔
 اماموں کی عظمت کی جائے۔ محلہ کے رہنے والے اپنی شادی و غمی کے کام باہمی مشورہ
 سے کریں۔ اور محلہ کا ہر شخص اخلاص کے ساتھ دوسرے کی شرکت و امداد کرے بغیبت
 اور بدگوئی ترک کر دی جائے۔ کہ یہ نفاق و عداوت کی بنیاد ہے۔ ہر مسلمان اپنے مذہبی فرائض
 ضروریات زندگی میں سب سے اہم و افضل سمجھے۔

اغیار کے ساتھ ہمارا برتاؤ

اس موقع پر میں یہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب مختلف فرقوں
 اور دوسرے دین والوں کے ساتھ ہمیں کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں اپنی
 درستگی اور اپنے تحفظ کی فکر دامن گیر ہے ہماری تمام کوششیں اسی امر پر مبذول ہیں کہ
 ہم اپنی بگڑی حالت کو بنالیں اور اپنی روز افزوں فلاکت کے سیلاب کو کسی طرح روکیں۔
 ہمیں جس طرح بھی ممکن ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں
 خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مسلمان اس کے حامی ہیں۔ خدا کا شکر
 جہاں تک ججہ علم ہے کہ اب تک مسلمان ہند کے ہر مقام پر امن کے حامی رہے ہیں اور
 کہیں ان کی طرف سے فساد نہیں ہوا۔ واقعات پر بے رعایت رائے قائم کرنے والے ہندو
 بھی اس سے متفق ہیں۔ گو بعض ہندو پرست لیڈر جن کی زبانی ہندوؤں کا خریدار ہوا پرلپس ہے
 مسلمانوں کو بے وجہ مورد الزام قرار دے اور ان پر وہ غلط ویلے بنیاد الزام لگائے جو
 ہندوؤں نے حربی حملوں کے ساتھ قلمی اور زبانی حملوں کے طور پر مسلمانوں پر کئے ہیں اور جو بالکل

واقع کے خلاف اور محض بے اصل ہیں میں نے اپنے مقدمہ تک تحقیقات بھی کی اور سادہ کے مقامات پر خود بھی اس عرض کے لئے گیا اور اپنے عزیز قائم مقاموں کو بھی بھیجا جہاں تک تفتیش و تحقیق کے ذرائع میسر آسکے جستجو کی گئی یہی ثابت ہوا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے لڑائی نہیں لڑی۔ ہندوؤں نے پوری تیاری اور آمادگی کے ساتھ رائے اور مشورے کر کے ایک منتظم مقابلہ کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا اور چونکہ وہ کام ایک مشورت کے ساتھ ہوتا تھا ان کی مجلسیں اس کام کے لئے ایک وقت معین کر لیتی تھیں اسی وقت تمام شہر میں مختلف مقامات پر ہندوؤں کے حملے شروع ہو جاتے تھے اور ہر مسلمان مبالغہ اور واجب القتل سمجھا جاتا تھا۔ مسافر بچے۔ عورتیں۔ بوڑھے کمزور بہادری کی مشق کے لئے سو رماؤں کے تیر ستم کا نشانہ ہیں۔ مسلمان ایسے اچانک حملوں کی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ مسلمانوں کو جانی مادی ہر طرح کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہندو چونکہ پیٹھ سے تیار ہیں حملے کرنے سے پہلے ہی قانونی کارروائی کرنے کے لئے ان کی ایک مستقل جماعت تیار رہتی ہے۔ وہ مارتے بھی ہیں اور مسلمانوں کو مقدمہ میں ماغذ بھی کرا لیتے ہیں۔ طبقہ لیڈران تو ان کا حق تک ادا کرنا فرض ہی جانتا ہے اس کے علاوہ سودی قرض دیا و عین پر ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دے کر مسلمانوں کو پھنسا دیتے ہیں ہندوؤں کے اخبار ستم ایجاد و خونخواروں کو مظلوم اور بے گناہ مظلوم مسلمانوں کو جفا کار ثابت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور یہ ان کا قلمی حملہ ہوتا ہے ہندوؤں کی ہر ایک جماعت مسلمانوں کو ختم کر ڈالنے کے خیال میں وقف ہو گئی ہے۔ جسے لٹھ چلانا آتا ہے وہ لٹھ سے جو آتشیں اسلحہ رکھتا ہے وہ ان سے جو جھوٹی شہادت دے سکتا ہے وہ اپنی زبان سے جو حکام میں ہے وہ غلط بیانیوں اور جھوٹی شکایتوں سے قانون پیشہ مفت و کالت سے ہن رقم اور ایڈیٹر خلاف واقع خبروں اور شورش انگیز مضمونوں سے ہندوؤں کی چیرہ دستی اور ستمگاری انتہا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کی و اہل مذہب کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں اس مذہب کی جس

کی دوکان کا نمائشی سائن بورڈ انہما (بے آزادی) ہے۔ مسلمانوں کا حکام میں طبقے کچھ ہندوؤں کے میل جن رعایت مروت سے کچھ ان کی اکثریت و قوت کے رعب سے کچھ اپنی مالی کمزوری سے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تائید میں حکام تک پکے واقعات پہنچانے سے بالکل مجبور ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنی بے تعلقی کا اظہار اور مصیبت ستم رسیدہ عجزیہوں کے درودکھ کا بیان اپنے لئے خطرہ آہود سمجھتا ہے۔ مسلمان وکیل مفت تو کیا مقدمات کی پیروی کریں کافی محنتا نہ لے کر بھی بے پروائی کر جاتے ہیں اور اپنی بد اخذ قیوں سے ستم کش تباہ شدہ مسلمانوں کو اور زیادہ پریشان کرتے ہیں بعض کوئی صورت نہیں ہوتی کہ مسلمان قانون سے بھی فائدہ اٹھائیں سکیں اور حکومت کی حمایت بھی کچھ ان کے کام آسکے ایسی مجبور تو کم کیا لڑائی کا ارادہ کرے گی۔ اور کیا اس میں جنگ کی امنگیں پیدا ہوں گی۔ اس کو ہندوستان کی رہنے والی تمام قومیں جانتی ہیں کہ فساد انگیزی میں مسلمانوں کا ذرا بھی حصہ نہیں گو کہ ملک کے لیڈر (جو ہندو یا ہندو پرست ہیں) مظلوم اور پامال ستم مسلمانوں کو مجرم قرار دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ لڑائی کے موقعوں سے طرح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام تیر بار نہایت اطمینان کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں کوئی مسلمان کہیں مزاحم نہیں ہوتا۔ لیکن جب مسلمانوں کی کوئی تقریب آتی ہے تو ہندو جھگڑے پیدا کرنے کے لئے خلاف معمول نئی نئی رسمیں نکالتے اور شورشیں مچھلاتے ہیں۔ ہندوؤں کے معابد کے سامنے مسلمان کہیں کوئی شور غوغا نہیں کرتے۔ ان کے کسی کام میں خلل نہیں ہوتے لیکن مسجد کے سامنے سنگھ اور بابے بجا کر فساد کی بنیادیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ حقیقت ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ ان خونریزیوں میں مسلمانوں کا قصد و ارادہ بالکل خالص نہیں ہے۔ یہ نہ ہندوؤں کے جوش غضب کا نتیجہ ہے مگر اس کے باوجود میں پھر براہِ وطن اسلام سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ امن پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی

زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے ہمیں جہاں تک ممکن ہو اور جس طرح ممکن ہو لڑائی کے موقعوں سے طرح دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے جان مال دین ملت کے تحفظ کے لئے اُن کی چالوں سے ہوشیار و آگاہ بھی رہنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کسی کسے نہ دالائیں ہم اپنے آپ کو اُس موقع سے بچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے اپنی باگ ان کے ہاتھ میں دے دی جائے اپنی کشتی کا خدا مان کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکلیں بند کر کے اُن کی تنقید کرنے لگیں جس راہ وہ ہمیں ے چلیں ہم وہ راہ چل کر مرے ہوں۔ ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغوار سے مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج آج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے استیصال پر کمر باندھ لی ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ و تفنگ سے جلے ہیں کہیں قانونی شکنجوں میں کسا جاتا ہے یہ سب اُسی ہندو پرستی کا صدقہ جو کچھ چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں اب بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ کبھی غلطی اس غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔ کبھی اپنے امور اُن کے اختیار میں نہ دیں جس طرح وہ مقابل ہو کر ہماری جان و مال عزت و آبرو دین و مذہب کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعتماد حاصل کر کے دوستی کے پیرایہ میں ہمارے ہاتھوں سے ہم کو نقصان پہنچا دیتے ہیں پچھلے دور میں جب مسلمان ہندوؤں پر اعتماد رکھتے تھے انہوں نے طرح طرح کے نقصان پہنچا کر جاری قوتوں کو مالا مال کر دیا۔ اب ہمیں پھر اس داؤ میں نہ آنا چاہئے اس زیادہ نقصان ہمیں اُن مسلم غلامت فروشوں سے پہنچا جو ہندو طبع ہندوؤں کے گاندے اور کارکن اور ان کی آواز اُن کے ارگن تھے اور کٹھ پتلی کی طرح اُن کے اشاروں پر ناکارہ تھے۔ اُن کے جوش غضب و مسلم آزاری کے لئے یہ مسلمانوں پر چل جانے والے ہتھیار تھے جنہوں نے ہندوؤں کی ٹکٹیاں کا ندھوں پر اٹھائیں پیشانیوں پر قشے لگائے سیوا سستی کے پرستے لگوں میں ڈالے اپنے ناموں کے ساتھ

نڈت لادھ لکھوایا۔ بے پکاریں ہندوؤں میں مٹ گئے یا یوں کہنے کو ہندوان میں طوں کر گئے مجموع میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا طرح طرح کی خرافات کی لیکن ہندوؤں سے ناجائز منفعت کی توقع میں اور ناپاک مال کے لالچ میں مسلم کشی پر کمر باندھی۔ اسلامی خصوصیات و امتیازات کو مٹایا۔ اسلامی شعائر مند کرنے کی کوششیں کیں بشروہا نند جیسے دشمن اسلام کو دلی کی جامع مسجد میں ممبر پر بٹھایا۔ وہاں اُس کی تصویریں کھنچوائیں، گنگا جنا کی سرزمین کو مقدس بتلایا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے تھے یقیناً اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ان کے جال میں نہ پھنستے۔ ان پر اعتماد تھا بھروسہ تھا۔ ترکی کی حمایت اور جرمن طبعیوں کی اعانت کے نائشی مرثیے پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو اپنی طرف سے خیر خواہی اسلام اور دولت کا یقین دلاتے اور اُن کی نوا میں اعتبار حاصل کر کے ہندوؤں کی خواہشیں پوری کرتے رہے ایسے لوگ انگریزی دان طبقے کے بھی تھے علماء کی وضع بھی تعداد میں کثیر نظر آتی تھی کہاں تک مسلمان نہ بھگتے اور فریب میں نہ آتے مگر بارے الحمد للہ وہ ظلم ٹوٹا اور اس مکرو خدع کے راز فاش ہونے مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ خیر خواہی کے مدعی دشمن دوست ناکھے۔ اب مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو ایسے خود عرض ملت فروش مسلم کش دشمنوں سے بچنا نہایت اہم اور بہت ضروری ہے۔ برادران ملت بہت حزم و احتیاط نہایت دانائی اور سیدار داعی کا وقت ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی سہل انگاری سے کام لیا ان دوست ناک دشمنوں کو پھر ایک مرتبہ موقع دیا اور ان کے ذریعہ سے ہندو سوراؤں کو پھر تم پر تسلط پانے کا موقع مل گیا تو آئندہ پھر آپ کی حالت ہرگز اس قابل نہ رہے گی کہ اپنے آپ کو سنبھال سکو اور کسی قسم کی تدبیر تنظیم تمہیں فائدہ پہنچا سکے اس لئے اُس معیبت عظمیٰ سے پہلے ہوشیار و بہرہ دوست دشمن میں امتیاز کرو اب موقع ہے کہ میں اشارہ اور کلام پر اکتفا نہ کروں اور صاف کہہ دوں کہ تمہاری دشمن اور ہندوؤں کی کارکن جا عتیں خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء ہیں مجھے ان کے کارناموں

کی تفصیل پر ایک حد تک عبور ہے۔ لیکن میں وہ تمام کھوں تو طوالت ہو اور اخبار میں اصحاب اس سے خوب واقف بھی ہیں اس لئے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم سے اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی ادنیٰ رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی عرفی یا قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے الحذر الحذر

درہم ہائے بوسہ جانے طلب میکنند اس دستانان الغیث

الحاصل مسلمان ہندو اور ہندو پرستوں سے پرہیز کریں اپنے امور ان کے ہاتھ میں نہ دیں اپنے آپ کو ان کی رائے کی سپرد نہ کریں رہنروں کو رہنما نہ بنائیں ان کی مجالس میں شرکت نہ کریں ان کی چکنی چپڑی باتوں اور درد اسلام کے دعویٰ سے دھوکہ نہ کھائیں حریفان چابک فن سے بچیں۔

بھاگ ان مردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوئے ہندوؤں کے میلوں میں مذہبی رسموں میں کھیلوں تماشوں ساگوں میں جانے سے احتراز اور پرہیز لازم سمجھیں اسی طرح ان کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب کریں۔ ہندوؤں کے ٹکیٹ اور اخبار جو مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں اور اسلامی بادشاہوں کی ہجو سے پر ہوتے ہیں ہرگز نہ دیکھیں کہ اس کے دیکھنے سے رنج اور صدمہ اور طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا باقی معاملات میں جہاں تک وہ اختلاف سے برتاؤ کریں ان کے ساتھ اخلاق برتا جائے مگر جہاں سے مذہب کی سرحد شرف ہو اس میں ہر غیر مذہب والے سے کنارہ کیا جائے۔

ہندو حملہ آور ہوں تو کیا کرنا چاہئے

اسی سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی مزوری ہے کہ جہاں ہندوؤں میں حملے کی تیاریاں

پانی جائیں وہاں فوراً حکام کو مطلع کر کے فساد روکنے اور امن قائم رکھنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی استدعا کی جائے۔

نیز یہ کوشش کی جائے کہ بازاروں اور سڑکوں میں گانے اور باجے کے ساتھ ہر طرح منوع قرار دیا جائے خواہ وہ ہندو ملک کا ہو یا مسلمانوں کا۔ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی جلوس دل آزار نظموں اور توہین آمیز گیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کے جلوس جو آئے دن بھگتے رہتے ہیں ان میں ایسی اشتعال انگیزیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ فتنہ کی بنیاد ہی قطع کی جائے۔ گو اس میں ہم پر بھی ایک پابندی عائد ہو۔

ہندو سنگٹھن

ہندو سنگٹھن اور مہاسبھا اور سیداسمتی کی جماعتیں جنہوں نے ملک کی فضا میں شر افشاں کر کے جنگ و جدل کی آگ بھڑکا دی ہے اور ان کی وجہ سے ہم جانی اور مالی بہمت سے نقصان اٹھایا ہے۔ اور ہماری امن خطرہ میں پڑ گئی ہے ان کی کارگزاریوں کو سختی نظر سے دیکھ کر حسب موقع گورنمنٹ کو ان کے طرز عمل سے آگاہ کرتے رہنا چاہئے۔ اور کافی ثبوت ہم پہنچا کر گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنا۔ ہندو کثیر التعداد۔ کثیر المال حکومت کے ایوان و دفاتر میں داخل و باریاب ہر جگہ انہیں کی کثرت وہی صاحب اسلحہ یا وجود اس کے وہ رات دن جن سرگرمیوں اور تیاریوں میں مصروف ہیں وہ ہمارے لئے سخت خطرہ ہیں اور جب سے یہ تیاریاں شروع ہوئی ہیں ملک کی امن کس خدشہ کی حالت میں ہے گورنمنٹ کو اس پر توجہ دلائی جائے۔ عرض واقعات پیش آنے سے پہلے مسلمان حکومت کو حالات سے باخبر کریں اور اپنی حفاظت کی تدبیر رایت کریں۔ اگر کہیں حفظ ماتقدم کی تدبیر کام نہ دیں اور دشمن حملہ آور ہو جائے تو اہم کوشش اور کمال جدوجہد اور اتفاق کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کر کے ظالم کو سزا دلانا چاہئے۔ ایسی حالت میں ہندو اور ہندوؤں کے زیر اثر و کلاہ سے کام نہ لیا جائے

اور حکام کو واقعات کی اطلاع دینے میں پوری کوشش کی جائے۔ سچے سچے مسلمان گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھیں دادخواہی کے لئے حکومت کے دروازہ پر نہیں۔

حکومت کا محکمہ تفتیش | حکومت کا محکمہ تفتیش بیشتر ہندو اور مسلمان افراد ہی پر مشتمل ہے اور ہندوؤں کی تعداد ہر صیغہ میں زیادہ

ہے اور وہ خواہ کسی صیغہ میں ہوں مذہبی اور قومی جذبات میں دوسرے ہندوؤں سے کچھ کم نہیں۔ ایسی حالت میں جب تفتیش اُن کے ہاتھ میں ہو تو انہیں ہمارے نقصان رسانی کے بہت سے موقع مل سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو ہر مقام پر خواہ وہاں ہندوؤں سے جنگ کا خطرہ ہو یا نہ ہو ایسے افراد کی ایک جماعت بنالینا چاہئے جس کا چال چلن قابل اعتراض نہ ہو ذی وجاحت ہوں ہمدرد اسلام ہوں ہندوؤں کے قرض و ذخیرہ کا دباؤ ان پر نہ ہو جماعت تفتیش کنندہ کے نام سے موسوم ہو اس جماعت کا یہ فرض ہو کہ ہندو مسلمانوں کے ہر معاملہ میں فوراً پہنچے اور تفتیش کے وقت پولیس کے ساتھ رہ کر نگرانی کرے اور اپنے مقدور ممکن واقعات کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں پولیس کو مدد دے اور بہت دانائی کے ساتھ تفتیش کنندوں کے کام پر غور کرے اور انہیں غلطی میں مبتلا ہونے سے بچائے اور مظلوم مسلمانوں کو جو عادات گھروں میں چھپ بیٹھا کرتے ہیں اور اس خوف سے کہ بدنی اور مالی نقصان اٹھانے کے بعد ہندوؤں کی چالاکیوں سے ہمیں قانون کا شکار بھی بنیں گے وہ چھپتے اور بچتے پھر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو تسلی دے کر سامنے لائے اور اُن سے اُن کی حالتوں کا اظہار کرائے اور مقدمات میں نہایت خوبی کے ساتھ پیروی کرے۔ یہ انتظام ناگزیر ہے اگر یہ انتظام کر لیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان ایک حد تک حریفوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمانو! بیدار ہو اپنے کام خود سمجھا لو اپنے آپ کو ہمسایہ قوم کی ہیر جی کے حوالہ نہ کرو خود اپنی حفاظت کی تیاری کرو۔ آخر خواب غفلت تباہ کئے۔

سوراج

آج کل سوراج کی تجویز درپیش ہے اور جس سبز باغ کی طمع میں مسلمانوں نے بہت نقصان اٹھائے ہیں وہ درحقیقت ہندو راج ہے۔ خدا نخواستہ اگر اس تمنا میں ہندو کامیاب ہو گئے تو یہ اسباب ظاہر یہ مسلمانوں کے استیصال کی بنیاد ہے ابھی سوراج نہیں ملتا ہے تو ہندوؤں کے ظلم و ستم کا یہ حال ہے کہ ہمیں جان و مال اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے مذہب کے لاسے بڑ رہے ہیں خدا نہ کرے سوراج مل گیا تو پھر ہندو مسلمانوں کو لقمہ ہی کر جائیں گے۔ واقعات نے پردہ کھول دیا ہے اس لئے میں اس ضمنی بحث کو صرف یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ اب میں مسلمانوں کی معاشرت کے متعلق اجمالی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

معاشرت

ہماری معاشرت اس وقت جیسی خراب ہے اور ہم جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں وہ ظاہر ہے ہمارے پاس زمینیں نہیں رہی ہیں۔ بلو دباش کیسے بھجھو پڑے تک بھی نہیں ہیں مسلمان تقبیلوں اور ضلعوں میں اکثر کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں اور جو کسی مکان کو اپنا مکان بناتے ہیں وہ مجازاً بناتے ہیں حقیقتاً وہ مکان کسی ہندو کا ہوتا ہے جو ابھی تک ان کے نام سے تو موسوم ہے لیکن قرضہ میں مکمل ہے اور ان کی استطاعت سے باہر ہے کہ اُسے واگداشت کر سکیں بہت نادر لوگ ہوں گے جو اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ ملک میں ہماری ایک مسافر کرایہ دار کی سی حیثیت رہ گئی ہے۔ یہاں کی زمینوں سے ہماری ملک اٹھ چکی اسی وجہ سے اب ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ان حجاز بدلتے

کو ملک سے بدر کر دینا چاہئے جو نہ کسی حصہ زمین کے مالک ہیں۔ نہ معاش کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں اور بنیاد ہر جو حصہ ہائے آبادی ان کے قبضہ میں ہیں قریب قریب ان کے برابر ہندوؤں کے سودی قرضے بھی ہیں تو اب ملک خالص ہندوؤں کا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ان خانہ بدوشوں کو اس ملک میں رہنے دیا جائے ہمارا ذریعہ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھلائی حالت ہے کہ ہندو تو اب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طول اہل ہے اگر مائت دن کی تک وعدہ اور ان تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت انی ہے۔ برسوں بعد جگہ ٹٹنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت انجام دیا کر د اگر بہت بلند بہت ہونے اور قرض پر بے سہراوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا بار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے پھر ہندوؤں کی اکثریت کے باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ گزارا کرنے کے لئے بھجوری ان کی خوشامد اور مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل معاملہ مسلمان اہل کاروں کے عموماً شاکی ملتے ہیں۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری روزی نوکری میں منحصر ہے۔ ہمیں حرفے اور پیشے سیکھنا چاہییں اور حرفتوں کے عیب ہونے کا خیال جو درحقیقت ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے اپنے دماغوں سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اعلیٰ اہل کار ادنیٰ فروگزاشت پر درخواست ہو کر نان شبینہ کا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کی متوسط حیثیت افسر کی ایک گردش چشم سے خاک میں مل جاتی ہے پھر وہ عمر بھر ٹسکتہ حال و در بدر بھر کر تپا ہے۔ جو لوگ کل تک اس کی عزت بلکہ خوشامد کرتے تھے وہی اسے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اب اس کی تمام قابلیتیں بیچ ہیں سندی بیکار ہیں۔ زندگی وبال ہے۔ اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکہ ہو سکے۔ خود تباہ اور نسل برباد لیکن اگر وہ پیشہ ور ہوتا مکتہ میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح محتاج نہ ہو جاتا نوکری کئی بلا سے

اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی دستکاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ یہ وہ دولت ہے جو دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہیں یا مکتول ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ جن قوموں کے ہاتھ میں کوئی حرفت یا پیشہ ہے وہ ان نوکری کرنے والوں سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوسرا کام تجارت ہے جس کو ایک نامعلوم مدت سے مسلمانوں نے عیب قرار دے رکھا ہے حریت قوم تجارت ہی کی بدولت صاحب ثروت ہو گئی۔ آج ہماری زندگی کے ضروریات انہیں قوموں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے ہمیں اعلان جنگ دے دیا ہے۔ ہر قسم کی تجارت میں وہ دخل ہیں اور مسلمانوں کی دولتیں روز بروز ان کے قبضے میں آتی چلی جاتی ہیں۔ ہر بڑی سے بڑی چیز ابتداء میں بہت چھوٹی ہوتی ہے اور وہ بتدریج بڑھتی ہے مسلمان یہ خیال چھوڑ دیں کہ جب تک ہزار مارو پیہ کا سرمایہ نہ ہو تجارت نہ کریں گے عقوڑے سرمایہ سے کام شروع کریں اور مستعدی و نیک نیتی سے کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ چھوٹا کام ہی بڑھ کر بڑا ہو جائے گا۔ میں اکثر اپنی تحریروں میں تجارت پر زور دیتا ہوں کئی صاحبوں نے میری تحریک سے تجارت شروع کی ان کا سرمایہ نہایت قلیل تھا مگر اب عقوڑے ہی دنوں میں انہوں نے اپنا کام بہت بڑھا لیا۔ روزانہ کے خرچ اسے دوکان سے نکلتے ہیں از رو دوکان میں بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ کچھ پس انداز بھی کر لیتے ہیں۔ جس قدر روپیہ لگایا تھا اس سے زیادہ مال اس وقت دوکان میں موجود ہے اتنا ہی دوسروں پر فرض ہے اور جو کھایا خرچ کیا وہ اور نقد اس کے علاوہ ہے درحقیقت یہ خیال کہ اگر بڑا سرمایہ نہ ہو گا تو ہمارا کام چل ہی نہ سکے گا تجارت کے اصول سے ناواقف ہے۔ ہمسایہ قوم کو دیکھئے جو تجارت میں بہت ماہر ہے اور جس کا تجارت پیشہ ہو گیا ہے۔ ان میں اگر لاکھوں اور کروڑوں کے سرمایہ دار بھی ہیں تو ان میں وہ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ آٹھ آٹھ اے کے چنے یا سگریٹ

اور پان لے کر بیچتے پھرتے ہیں اور اس سے بھی کم حیثیت وہ ہیں جو آلو کی چاٹ کے خولچے لگاتے ہیں۔ ان کے سرمایہ پر نظر کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ چاٹ بیچکر یہ اپنے تمام کنبے کی پرورش کرتے ہیں۔ مکان بناتے ہیں۔ شادی بیاہ کرتے ہیں بیماری اور موت کے خرچ اٹھاتے ہیں۔ قوی اور مذہبی کاموں میں دیتے ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد معقول رقم پیدا کر کے دوکان لے بیٹھتے ہیں۔ ہم کیوں خواب غفلت میں ہیں۔ ہم پر کیا ادبا ہے۔ نوکری کی تلاش میں پریشان حال رہتے پھریں۔ عمر گزر جائے مگر تجارت نہ کریں۔ اگر سبزی یا میوے بھی بیچتے تو بسر اوقات کی شکل نکل آتی۔ پان چھالیہ مگرٹ۔ دیا سلائی لے کر بھی بیٹھ جاتے تو کچھ نہ کچھ ہاتھ آتا اور دولت کے ساتھ دھکے کھانے سے بچتے۔

ہر اور ان اسلام تنہا رہے بزرگ تجارت کرتے تھے۔ تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو اور مزدوریات زندگی کی تجارت کہ کھانے پینے پہننے اور اور مزدور کی چیزیں کبھی نہیں رکتیں سرمایہ کم ہو تو خوف نہ کرو۔ اللہ پر مہروسہ کر کے کام شروع کرو اور دوسرے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی تجارت کو ترقی دینے میں مدد کریں۔ اُس کی ہمت افزائی کا خیال رکھیں اُس کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کریں سرمایہ دارا صاحب کسی اطمینان کے بعد معمولی نفع تجارتی پر اُس کو روپیہ دیں اگر وہ مزے سمجھتا ہو اور تجارت کو روپے کی مزدور ہو۔ بہتر ہو کہ ہر مسلمان چند مسلمانوں کے مشورہ کے بعد اپنا کام شروع کرے اور میسرانی بہتر رائے سے اُس کی مدد کریں۔ بیکار لوگوں، چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کرائی جائیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے مسلمان اُن سے خریداری کریں۔ ساکن جو مختلف صورتوں میں شب و روز آتے رہتے ہیں انہیں کو رفتی و محبت کے ساتھ تجارت یا حرفت پر آمادہ کیا جائے اور وہ تیار ہو جائیں تو ان کو سوال سے روکا جائے اور مسلمان خود ان کے لئے ایک معمولی چندہ کریں جو ایسی ادنیٰ رقموں سے جمع کیا جائے جو معمولاً سالوں اور درپردہ گروں کو دی جاتی ہیں پھر انہیں اپنی نگرانی میں کوئی کام کرایا جائے اور نگرانی رکھی جائے اس میں ہر طرح کی صورتیں پیش آئیں گی اور ہر قسم کے

آمدنیوں سے واسطہ پڑے گا مگر حق و برداشت سے کام لئے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

بچکے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی شغل سوچے جائیں اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کام تلاش کرنا چاہئے جو ان کی معاش کا ذریعہ ہو سکے خواہ وہ مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا قبرستان کی خدمت یا نگرانی ہی ہو۔ ہر شخص کو یہ لازم کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے کسب سے کچھ نہ کچھ زمین خریدے اور اپنے مسکن حاصل کرنے کے لئے شاقہ محنت اٹھائے۔ بلکہ اگر نامناسب نہ ہو تو بجائے دولت و مال، تعلیم ہند کے شادی کے وقت یہ دریافت کیا جائے کہ لڑکے نے اپنے کسب و محنت سے کتنی زمین خریدی ہے۔ خواہ باپ نے کیسی کثیر جائیداد چھوڑی ہو مگر لڑکے کو اس وقت تک لائق نہ سمجھنا چاہئے جب تک وہ اپنے زور بازو سے کچھ پیدا نہ کرے ماں باپ خواہ کیسے ہی غنی۔ دولت مند۔ مالگیر دار یا تاجروں مگر یہ مزدوری سمجھیں کہ پندرہ سال کے بعد لڑکے کو کوئی نہ کوئی معاش کا کام شروع کر دیں۔ اگر وہ تعلیم پانچ تھب بھی اُس کے لئے ایسا کام ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں دولت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے شوگر و عادی ہو جائیں۔ ہر بچے کے لئے روز پیدائش سے ایک پیسہ یومیہ جمع کیا جائے تو سالانہ ہمارے حساب سے پندرہ سال میں چوراسی روپے چھ آنے رسکتے ہیں ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے یہ رقم کچھ بڑی نہیں ہے۔ بہت سی تجارتیں ایسی ہیں جنہیں آدمی تعلیم کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔ اُن میں وقت بہت کم صرف ہوتا ہے بچوں کی تجارتوں کی نگرانی والدین رکھیں اور انہیں والدین مدد دیں بمقاموں کی تجارت مسنون و موجب برکت ہے مگر خدا جانے کیا مصیبت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان تجارت سے بالکل بیگانہ ہیں اس کے علاوہ ترقی کا دار و مدار تجارت پر ہے یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ تجارت ہماری بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہماری زندگی کی ضروریات اختیار کے ہاتھ میں ہیں ہمیں اس وجہ سے ہر وقت ان سے دنیا اور ان کی ناجائز خوشامد کرنی پڑتی ہے اور

اندیشہ رہتا ہے کہ اگر وہ ہم سے خفا ہو گئے تو ہمارا کھانا پینا بند کر دیں گے چنانچہ کئی جگہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عین دین ترک کر دیا۔ غلہ اُن کے ہاتھ میں تھا اب بجز بھوکے مرنے کے اور کیا صورت تھی۔ اگر ہمارا بھی اس تجارت میں دخل ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مجبور نہ کر سکتے۔

حیرت ہے کہ زمانہ کے انقلاب مسلمانوں کے لئے تا زیا نہ دجرت نہیں ثابت ہوتے اور کسی مصیبت سے ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔

برادرانِ ملت! لو کری اور ملازمت کے خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو تو دیکھو قحطوں سے عرصہ میں تم کیا سوئے جلتے ہو۔

مصارف

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مصارف کم کرنے کی شب و روز فکر کرنی چاہئے اس سے یہ مدعا تو نہیں ہے کہ امور خیر نہ کئے جائیں۔ اس کا تو وہی مشورہ دے گا جسے خیر سے ضد ہو۔ مگر مقصد یہ ہے کہ فضول خرچ سے جو مسلمانوں کی امتیازی نضلت بن گیا ہے۔ بچو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم خرچ میں کام چلاؤ بے اندازہ خرچ کے سامنے سلطنت بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ خرچ کم کرنے کے لئے جاعقی اثر سے بھی کام لو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنے اولاد کی شادی کے لئے سودی قرض لے کر دعوت کی ہے اُس کے یہاں شرکت کرو۔ دعوت نہ کھاؤ۔ تاکہ آئندہ پھر دوسرے کو اس کی جراثیم نہ ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ شادی اور بیاہ کے موقع پر بہادری کے منتخب اشخاص یا اعزہ و اہل محلہ سے مشورہ کیا جائے کہ شادی کرنا ہے اُس میں کتنا خرچ کیا جائے وہ اس شخص کی حیثیت اور اولاد اور خرچ کا حال معلوم کر کے اُس کو اتنے خرچ کی اجازت دیں جس کا برداشت کرنا اس کی موجودہ حالت سے دشوار نہ ہو اگر اس سے زیادہ خرچ کرے تو شرکت نہ کریں۔

روزمرہ کے خرچ فکر کر کے گھائے جائیں اس میں زیادہ نفع ہے گو بالفعل بچت تھوڑی نظر آنے لگتی تماشے دیکھنا باکل موقوف کرو۔ نانک اور تھیٹر وغیرہ جہاں تک معلوم ہو سکے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہوتی ہے باوجودیکہ ملک میں ہندو مسلمانوں سے سہ چند زیادہ ہیں۔ یہ خصلتیں ہمیں برابر کر رہی ہیں انہیں چھوڑو اور غور کر کے ہر فضول اور بے فائدہ کام میں مال ضائع کرنے سے بچو۔ اسراف کی حالت میں آمدنی خرچ کے لئے کافی نہیں ہوتی تو قرض لینا پڑتا ہے یوں قرض نہیں ملتا تو سود کی مصیبت اختیار کی جاتی ہے۔

سودی قرض

سودی قرض وہ بلا ہے جو لیتے وقت تو مال مفت معلوم ہوتا ہے اور اُس روپیہ کو آدمی بڑی بیدری سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ بہت جلد گھربار بنیلام کر کے محتاج بنا دیتا ہے۔ اس کی صدمہ نہیں بلکہ کروڑوں نظیریں موجود ہیں۔

مسلمانوں میں فیصد پانچ آدمی مشک سے ایسے نکلیں گے جنہیں قرض لینے سے احتیاط ہو امیر سے لے کر غریب تک ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار ہے روزانہ کپڑوں میں سودی ڈگریاں اور قریب نکلتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کے مال دشمنوں کے قبضے میں پہنچ کر اسلام کی مخالفت اور زنج کشی میں صرف ہوتے ہیں۔ ہندو ہمارے خون چوس گئے اور ہم سوتے ہی رہے ہر شخص قرض لیتے وقت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ یہ قرض بہت جلد باسانی اپنی موجودہ آمدنی سے ادا کر دے گا۔ یا یہ وہم بندہ جانتا ہے کہ کوئی غیر معمولی آمدنی غنیمت قریب ہو جائے گی۔ پس فوراً یہ روپیہ ادا کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ دستِ غیب کے عمل اور کیمیا کے بھروسے جائیداد کھو بیٹھتے ہیں اور روزانہ کے بے شمار تجربوں سے یہ سبق حاصل نہیں کرتے کہ سودی قرض میں یہ نحوست ہے کہ ادا ہی نہیں ہوتا۔ آمدنی کم ہو جاتی ہے اور پھر آدمی اپنا

خرچ پور کرنے کے لئے سودی قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو آمدنی پہلے ہی کافی نہ تھی قرض کے بعد کس طرح کافی ہو سکتی ہے۔ آہ ہماری عقل کیا ہوئی جو ہمیں یہ بتاتی کہ جو مصلحت آج پورے نہیں ہوتے جن کی وجہ سے قرض لیا جاتا ہے جائیدادیں ظلم ہونے کے بعد کہاں سے پورے ہو کر گئے اُس وقت جو تدبیر کی جائے گی وہ آج کوئی جائے تو جائیداد بچ رہے اور ہم کل بھیک مانگنے سے محفوظ رہیں۔ منوس ہماری حمیت کہاں جاتی رہی جو قرض خواہوں کے رسوا کن تھاغوں اور ڈگریوں اور گرفتاریوں اور نیلا مول کی ذلتوں سے ہمیں بچاتی۔

سود خوار ہر خونیں سفاک قاتل سے زیادہ ظالم و بیرحم ہوتا ہے ہر مندو دُن نے بھی عجیب مزاج پایا جانوروں پر توڑا رحم ہے اُن کے پیچھے معزز انسانوں کے خون گوارا ہیں چونٹیوں کے بلوں میں شکو ڈالتے پھرتے ہیں مگر انسانوں کو سود کی کندھری سے نہایت سخت دلی کے ساتھ فزع کرتے ہیں کہتے تو یہ ہیں کہ یہ سب آپس میں کسی کا ستانا گوارا نہیں بگڑان کی بے رحمی کے مقابل قتل کا ظلم کچھ وزن نہیں رکھتا۔ ایک قاتل ایک واریں اپنے دشمن کو مار دیتا ہے وہ چند منٹ تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے چند روز اُس کے اعزہ غم اور سوگ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں قاتل کا صفحہ بھی قس کر کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دل میں انصاف کر کے نادم ہوتا ہے اپنے ظلم کے تصور سے خود بے قرار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور ڈھونڈتا ہے کہ کسی طرح اپنے ظلم کی تلافی کرنا مگر کوئی صورت ایسی اُس کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اپنی زندگی کے دن اسی رنج و غم میں نہایت بد مزہ گزارتا ہے اور بعض تو اس تلخ زندگی کو برداشت کر کے خود کشی کر لیتے ہیں، بعض خود حاضر ہو کر حکومت کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کہتے ہیں، لیکن بے رحم سود خوار کسی کے آرام و راحت کو نہیں دیکھ سکتا ہر دولت مند کی دولت کو تباہ ہوتا ہے اور جب تک اُس کا خانہ نہیں کر دیتا اُسے چین نہیں آتا ہے اُس کی تباہی و بربادی اس کے خاندان اور گھنے کی بد حالی اُن کی تسلی

کی ذلت بخواری اُس کی عین تمنا ہوتی ہے کل تک جو عورت و ثروت کی زندگی بسر کرتے تھے صاحب خدام و حشم تھے انہیں آج بدن چھلانے کو کپڑا میسر نہیں اُن کے مرادوں مانگے ناز پروردہ نور نظر سبھوک سے بیدم ہیں جن کے غلام بھی پیادہ نہ چلتے تھے اُن کو آج جھونپڑا بھی میسر نہیں، مگر سود خوار حریص اس طرح کہنے کے کہنے تباہ کر کے گھرانے برباد کر رہا ہے اور کبھی اُس کو اُن کی مصیبت پر رحم نہیں آتا۔ اسلام نے یہ بے رحمانہ خصلت گوارا نہ فرمائی۔ اور سود خوار حرام کر دی جس کی بدولت آدمی حرص میں اندھا ہو کر اپنے معزز و موثر بری نوع کی ذلت و رسوائی اور دائمی تکلیف و مصیبت کا آرزو مند ہو جاتا ہے۔

سود ایک عام مصیبت ہے جس نے ہمیں برباد کر دیا۔ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ اس طوفان سے نجات حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے، بہت سے لیڈروں نے لیکچر دیئے چندے کے مگر کبھی یہ فکر نہ کی کہ مسلمانوں کو سود کی بدست بچانے کی کوئی سبیل نکالی جائے، اب جلد سے جلد ہمیں اس طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔

سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے

(۱) شریعت ظاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو، اُس کے احکام کی تعمیل کرو جس میں سود کھانا ظلم ہے رنجی اور خون ناحق سے زیادہ سنگدل ہے، شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دنیا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خود کشی کا مترادف ہے اُس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے، اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کرے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بریادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور یہ بھی تو یہ کریں کہ اُسندہ خواہ کچھ بھی مال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے، ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے، تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر غریب سب اس کا عہد کریں اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اُس سے لین و دین میل جول ترک

کر دیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لئے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو اور یہ کچھ دشوار نہیں ہے کیونکہ سودی قرض اُسی کو ملتے ہے جو اس سے زیادہ کی جائیداد موقوف کر لے۔ یا زیور برتن وغیرہ بہن رکھتا ہے تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے کچھ چیز فروخت کر ڈالے اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جیب بھی نہ ہوگا۔ جو سودی طوفان سے ہوتا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام و نمود اور شان و شوکت عیش و عشرت کے لئے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسمانی ملاؤں اور ناگہانی افتادوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم ہی مگر وہ کیا کریں جائیداد فوراً فروخت نہیں ہو سکتی اور مصیبت فرصت نہیں دیتی مجبوری قرض لینا ہڈ تلے ہے۔ اُس کا ایک جواب تو میں عرض کر چکا ہوں کہ زیور و جائیداد نکل جانے کے بعد کچھ وہ جب کرتے ہیں آج کریں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں، حاجت پوری ہونے کے بعد بتدریج یا جس طرح سہل ہو اُس قرض کو ادا کریں اُن کے احباب اور غلامان کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال اپنے ذاتی نفع کے لئے اپنا مقصود سمجھیں۔ خود غرضی سے بچیں یہ نہایت بُری خصلت ہے۔

ذخیرہ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال

اب ہم اپنی اصلاح کے لئے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لئے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور یہی قدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت اٹھانی نہ پڑے۔ اس کی چند تدبیریں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم ذخیرہ قرض حسن جمع کریں اور اُس کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر باکدار و خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی بسر اوقات کر لیتا ہے اگر وہ صاحب

اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لڑکا زیادہ فرض کرے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو فرض کرے کہ اس کے ایک فرزند ہے اور روزانہ وہ اپنے اس فرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دو آنے چار آنے پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک متفضل صند و تچہ میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر ترک نہ ہونا غنہ ہو یہ عمل روزمرہ جاری رہے مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اُس سے کم اس صند و تچہ میں نہ ڈالے اس طرح اگر ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور اُن میں بوڑھے بچے بیکار نادار چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لئے جائیں اور فرض کیا جائے کہ ادنیٰ درجہ ایک پیسہ یا دو پیسہ اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چار سو روپے یا میر جج ہونے لگیں اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس اور چھ بیسے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہو جائیں اور نہ کچھ دشواری ہو نہ باریہ تو اُس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یا دو پیسہ فرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لئے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ بیسے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی مہاجن کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے مجبور نہ ہو۔

(۲) شادی بیاہ، تقریبات، مہمانوں کے ورود، عیدیں، شب برات، محرم اعراس وغیرہ کے موقعوں پر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور مہمانوں کے لئے وسیع خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ حسب حیثیت اس ذخیرہ کو بھی ایک لڑکے یا مہمان کی برابر چھوٹے اور اسی صندوق میں جمع رکھیے۔

(۳) سوداگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، حیرا اپنے کرایہ میں ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے وصول کریں اور امانت داری سے اُس کو ذخیرہ میں جمع کر دیں اور لیتے وقت ہی اُس کو اپنے مال کی قیمت یا مزدوری اور کرایہ کے دامنوں

سے علیحدہ رکھیں اور اُس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت سمجھیں اس طریقہ سے بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی جن لوگوں کو یہ روپیہ قرض دیا جائے پہلے تحقیق کر لیا جائے کہ انہیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے اور اُس کی اور کوئی سیل اُن کے پاس نہیں۔ پھر یہ روپیہ ایک پرائیمری رقم یا کوئی اور ایسی قانونی تحریر لکھا کر دے دیا جائے جس کی رجسٹری بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی ٹھہرے۔ اس روپے کی ادا کے لئے وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقر قرض باسانی وہ رقم ادا کر سکے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ شخص فی الحال اُس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اُس کو مزید مہلت دی جائے کیونکہ درحقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی اعانت ہی کیلئے ہے ہر گز اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام انجمن قرض حسن ہو اُس مجلس کے اراکین ایک معتمد شخص کو انتخاب کر کے امین قرار دیں وہ اُس روپے کو اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اُس کے پاس ہو اور ادھر ہر سفتہ آمد و خرچ سنایا کرے اس کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر جب رقم دوسروں پر یہ تک پہنچ جائے تو اُس کو کسی اطمینان کی جائے جمع کر دیا جائے اور اگر اہل محلہ کی یہی رائے ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بنک میں امانت رکھ دی جائے مگر اس طریق پر کہ اُس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہر شخص سے روزانہ بیا کریں۔ خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب کے سپرد کیا جائے یہ قرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں تھیں کہ جو شخص قرض سے توبہ کریں اور مصائب کم اور ضروریات محدود کر کے بھی وہ کس وجہ سے قرض لینے کے لئے مضطرب ہوں اُن کا کام نکال دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔ لیکن جو لوگ

مقروض ہیں اور رات دن سود کا بار اُن پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

ادائے قرض کی تدابیر

(۱) قرض معمولاً دیا ہی جب جاتا ہے جب اُس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد مکفل کر لی جاتی ہے یا زیور گرویں کیا جاتا ہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کر لیا جاتا ہے۔ اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اُس چیز کو فروخت کر کے قرض کی یہ نحوست ہوتی ہے کہ وہ جب تک کل جائیداد فنا نہ ہو جائے ادا کرنا نہیں چاہتا اور باطل امیدوں کے بھروسہ پر قرض کا بار بڑھتا رہتا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کر دینے پر مجبور کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں۔ ران کے کسی حال میں اُن کے ساتھ شرکت نہ کریں یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہئے اور ہمارے نمائندے گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اُس حد سے آگے نہ دگری نہ دی جائے۔ ایک رقم کا سود اُس سے کئی ہزار گنا ہو سکتا ہے اور اس کو قانون نہیں روکتا۔ اسی وجہ سے ہزار ہا رئیس اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہو رہے ہیں اور اُن کی دردناک حالتیں دیکھی نہیں جاتیں بشرطیکہ اور معزز انسانوں کی یہ تباہی قابلِ رحم ہے اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کر دینا چاہئے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی اس کے بعد وہ جائیداد اُس قرض میں نیلام کر دی جائے گی یا صاحب جائیداد کہیں سے روپیہ ادا کرے خواہ اُس کو یہ یا دوسری کوئی

اور چیز فروخت کرنا پڑے مگر اس کو پھر دوبارہ سال کے اندر اس جائیداد کو دوبارہ مکفول کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود دیا جا رہا ہے اور دلالی بدشوتیں اور مقدمات و رجسٹری کے مصارف اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کر کے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔ اس کی رفتار کا کیا ٹھکانا ہے سو روپے تین روپے سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہو جاتے ہیں اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائیداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے نقطہ سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہو جائیے تو یہ سو روپے اس کی کل چائیڈا کو ختم کر دیں گے کیا تم ہے کیوں اس کے لئے قانون بنانے کی استدعا نہ کی جائے۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کر کے ان کی جائیداد مکفول کر لی جائے اور اس جائیداد سے ایک ایسی قسط مقرر کر کے وہ قرض وصول کر لیا جائے جس کی ادائیگی ہر ادا شدہ سوہ جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت ان کے مصارف معین کر دے اور جو تحفیف خرچ میں باسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے۔

بیت المال

بیت المال نہایت ضروری ہے اس بیت المال کے سرمایہ بہم پہنچانے کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مسلمان اپنی سالانہ آمدنی کا اوسط لگا کر سال بھر میں ایک دن کی آمدنی بیت المال کو دیا کرے۔

(۲) ہر صاحب زکوٰۃ کو کم از کم اپنی زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے اس میں یہ روپیہ علیحدہ رکھا جائے اور علماء سے اس کے مسائل دریافت کر کے شرعی طور پر صرف کیا جائے۔

(۳) باہمت مسلمانوں سے بیت المال کے لئے چندہ کیا جائے۔

(۴) جن اوقاف کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے یا جہاں ہزار ہا روپیہ میں انداز ہو کر جمع رہتا یا بے عمل خرچ کیا جاتا ہے ان سے وہ روپیہ قرض لے لیا جائے۔ لیکن اوقاف کی حالتیں اور ان کے احکام مختلف ہیں اس لئے مسئلہ ایک تفصیل چاہتا ہے جو یہ بتا دے منظور ہونے اور ان کے عمل میں آنے کی امید ہو جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا جاسکتا ہے جو اوقاف گورنمنٹ کے انتظام میں ہیں ان کی آمدنی گورنمنٹ سے اس مقصد کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵) وایان ریاست سے اس بیت المال کے لئے اگر انقدر رقمیں مانگی جائیں۔ اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو ذرا عتی یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ سادہ کاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔

۱۔ مذکورہ خطبہ مطبوعات امیر الملت "ازید منور حسین شاہ" (صفحات ۷۱ تا ۷۲) مطبوعہ
دہلی ۱۹۶۷ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

خُطْبَةُ صَلَاتِ

امیر ملت سید جماعت علی، محدث علی پوری قدس سرہ
آل انڈیا سنحے کا نفرنس، مراد آباد

۲۰۔ ۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ / ۱۴۔ ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء
آل انڈیائی کونگریس کا نفرنس، مراد آباد کے جلسہ تاسیس کے موقع پر اس فی البدیہہ خطبہ میں جو اس در بیان کا محور رہا وہ یہ ہیں۔

- (۱) مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل۔
 (۲) خادم الحرمین سلطنت عثمانیہ کی شکست اور خلافت ترکیہ کا عروج و زوال
 (۳) سرزمین حجاز میں فتنہ و ہابیت کے مظالم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام
 (۴) نام نہاد اتفاق کی حقیقت اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت۔
 (۵) فرقہ ہائے مختلفہ کا ظہور اور اتحاد کے بہرہ ور ہیں ان کی فساد انگیزی۔
 (۶) اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہل سنت و جماعت کے اکابر کی خدمات
 (۷) مسلمانوں کی تکلیف و ذلت کے فوری اسباب — اعتقاد میں کمزوری، اعمال
 حسنہ سے بیگانگی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی۔

خطبہ ارستنی کا نفرنس مراد آباد

کل ہندستانی کانفرنس جمعیتہ العلماء ہند کا اجلاس حضرت قبلہ تیسرا لغویہ کی صدارت میں ۱۸، ۱۹، ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد (یوپی) میں منعقد ہوا تھا حضور نے فی البدیہہ غلبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جسے بعد میں طبع کیا گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ • الْحَمْدُ لِلَّهِ تَحْمَدُهُ وَلَسْتَ عَيْنُهُ وَ
لَسْتَ عَفْوُهُ وَنُومٌ مِنْ بِيهِ وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ - وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ
الْفَيْسَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا - فَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ
يُضِلِّهِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ - وَلَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَلَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ •

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا • سب تعریفیں اللہ کے لئے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کے ساتھ اپنے نفس کی برائیوں سے اور برے اعمال سے پس جس شخص کو اللہ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ گمراہی پیدا کرے اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سوا اور ہمارے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں •

اقْبَابُ عَدَدِ خَالِقِ اَرْضِ وَ سَمَاءِ مَلِكِ ہر دوسرا بے شمار حمد و ثنا کے لائق ہے کہ جس نے اپنی عنایت بے غایت سے انسان کو حکم آیت شریفہ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ خَلَقْتِ اَشْرَافَ المَخْلُوقَاتِ سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے عشق و محبت کی آتش اور معرفت اسرار و حقائق کی مقدس امامت اس کے پیچھے ہو دینے کی اس کو اپنا حلیفہ زمین میں مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اس کا تابع فرمان بنایا۔

انسان پر خداوند عظیم الاحسان کے اس قدر انعام و احسان ہیں کہ ان کا شمار کیا جانا تو درست رہا، اگر انسان تمام عمر ان کے شمار کرنے میں صرف کرے، تو بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔
وَإِنْ أَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا (ترجمہ) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کرسکتے
نہ صرف اس پر شاہد ہے انسان محدود علم و عقل و عمر سے اس بات کے بالکل ناقابل ہے۔ ۵

یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام، الطاف و نوازش اپنے بندوں پر بے مثال و بے نظیر ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ درجے کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عنایت کی وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین اَفْضَلُ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے متمیز طوق سے ہمیں مزین و متمیز فرما کر یَحْبِبُکُمُ اللّٰهُ اپنا محبوب ہونے کا رتبہ ہم کو عطا کیا۔ اور نور ایمان و الیقان سے ہمارے دل و دیدہ کو متور فرمایا۔ انسان عاجز انسان مولیٰ کریم کی کسی ایک نعمت کا شکرا ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، مگر غلامی محبوب رب العالمین ایسی نعمت ہے کہ اگر بندہ تمام عمر ہر روز زبان بن کر اس نعمت کا شکرا ادا کرتا رہے، تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اس نعمت کے مقابلے میں باقی تمام انعام بھیج اور بے حقیقت ہیں۔

اس مالک خالق ہر دوسرا کالبے حد شکر ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے کمال لطف و عنایت سے علمائے کرام، و اشراف حضرت سرکار کائنات کی مقدس مجلس میں اس خدمت جلیلہ کے لئے

ع شکر نعمت ہے تو چہ انکہ نعمت ہے تو

مذہبِ اسلام | حضرات! صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خداوند و دو عالم کا پسندیدہ اور مقبول ہے جس پر اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ مَرسل ہے

خلاف ہمیں کسے رہ گزید کہ ہرگز یہ منزل نخواہد رسید

یہ وہ طیبہ مذہب ہے جس کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار ہے۔ آیہ شریفہ
 اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَٰحَافِظُوْنَ (ترجمہ۔ بے شک ہم نے اتارا ہے
 یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔) اس پر شاہد ہے۔ یہ وہ پاک مذہب ہے جس
 کے غلاموں کو پروہگار نے اپنا محبوب بننے کی ہوتام گاہوں سے مغفرت کی بشارت دی
 ہے۔ آیت مبارکہ ہے، اَقْلَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ
 وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر
 تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھیں گا اور تمہارے گناہ

بخش دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے! سبحان اللہ! کیا برکتیں صاحب دل اہل بصیرت اجابت کو اس مقدس مذہب میں نظر آتی ہیں۔

ارباب علم پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کا مقابلہ کیا اور اس کی اشاعت میں مخالفت کی، یا اس کو مٹانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اسلام کا حلقہ گمشدہ بنا کر انہی سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام لیا۔ یہی وہ الہی مذہب ہے جس کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ یُرِیدُ ذُوْنُ یُطِغْنَہُ اَنْوَارُ اللہِ بِاَفْوَ اِھِیْمُ وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ تَوْرٰہِ وَکُتُبِہِ الْکَافِرُوْنَ۔ (ترجمہ: ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نوگو اپنے منہ سے بھجادیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر جبرامین)۔ ۷

تو خدا ہے کفر کی حرکت پنخند زن پھونکوں سے یہ چراغ بجایا د جائیگا

حضرات! آج سے بیشتر کئی دفعہ مخالفین و معاندین اسلام نے اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ بادشاہیوں کو مٹایا، سلطنتوں کو برباد کیا، کتب خانوں کو جلا دیا۔ مگر خدا عالم کے محبوب کا مقبول و برگزیدہ مذہب ویسے کا ویسا قائم رہا۔ اور ناقیامت قائم رہے گا۔ زمانہ گذشتہ میں بے شمار مصائب اہل اسلام پر آئے، مگر وہ خطرات موجودہ زمانے میں اسلام اور اہل اسلام پر ٹوٹ رہے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ یہ ایک ایسی لمبی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بہت سادقت چاہیئے۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آمو جو د ہوتی ہے۔ ایک بلا ابھی سر سے ٹلی نہیں ہوتی کہ دوسری آدبانی ہے۔ الغرض مسلمان فی زمانہ ہر طرح سے ہدف ناوک مصائب آلام اور نشانہ تیر و پنج و بلا بنے ہوئے ہیں۔

حضرات! حالات زمانہ حاضرہ کو آپ بالتفصیل جانتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو آپ کے ذہن و مغفل بیان کرنا سوائے تفسیر اوقات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر فقہ مجملہ چند ایک واقعات بیان کرے گا۔ اور نیز وہ تجاویز بیان کرے گا، جن سے ہماری محنت کی بہتری اور تنظیم ہو سکتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں، فقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے چند دلائل آپ حضرات کے سامنے پیش کرے

حضرات! دنیا میں جو سب سے سچا مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ حقانیت اسلام فقیر اس لئے یہ بات نہیں کہتا کہ فقیر ایک مسلمان ہے یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت الامر بات یہی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو تمام دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کو سچا تصور کرتا ہے، اور اسی واسطے اس کا پیرو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کانچ کا ایک ٹکڑا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کے ہاتھ میں الماس کا ٹکڑا ہے۔ الماس صرف ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے، باقی سب نے کانچ کے ٹکڑے کو الماس سمجھ کر پکڑ رکھا ہے۔ ہر ایک خیال خود یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں الماس ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح الماس یعنی سچا مذہب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کانچ کے ٹکڑے یعنی مذاہب باطلہ باقی سب لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سب اہل مذاہب سے اگر درپردہ دریافت کیا جائے تو سب یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو اہل اسلام کا ہے۔ کیونکہ جو جو خوبیاں اور جو برکتیں مذہب اسلام میں ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

۱) فقیر کو اس پر ایک پرانا واقعہ یاد آیا۔ مکمل ہارلاند صاحب لاہور میں ڈاکٹر حکیم تعلیمات پنجاب تھے۔ انھوں نے اپنے ایک سرشتہ دار شیخ عزیز الدین سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کوئی عالم یا مولوی نہ تھا پھر بھی جو دلائل وہ پیش کر سکتا تھا اس نے پیش کئے۔ مگر ہارلاند صاحب نے کہا "اؤ میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ کے کئی سوسمبران ہیں۔ جو سب کے سب بڑے لائق و فائق، مدبر، عاقل، تجربہ کار اور عالم ہوتے ہیں۔ یہ صدر ممبران پارلیمنٹ کامل غور و خوض اور بڑے تفکر و تدبیر کے بعد مدتوں میں اپنے ملک کے لئے ایک قانون بناتے ہیں۔ مگر اس قانون کو جاری ہونے ابھی پورا سال بھی نہیں گزرتا

کہ اس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ کو لاچار یا تو اس قانون میں ترمیم کرنی پڑتی ہے یا اس کو منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اتنے بہت سے اشد کدھیوں کا بنایا ہوا قانون ایک سال نہیں چل سکتا مگر تھارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو اتنی محض تھے، عرب کے پاکستان میں بیٹھ کر ایک قانون بنایا جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گزر گیا اور اس میں آج تک ایک حرف کی غلطی نہیں ملتی۔ بلکہ وہ ہر زمانے کے لئے باطل موافق و مطابق ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ قانون خدائی قانون ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو خدا کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔

(۲) بنگلہ دیش ایک دن کاؤٹیس میڈی ایکسپتیر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے دنیا کے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے تو مسلمانوں کا ہے۔ فقیر نے کہا کہ تم اتنا اقبال کر لینے سے نصف مسلمان تو ہو گئیں۔ اس نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب دس طرح "فقیر نے جواب دیا" اسلام کے دو بڑے اصول ہیں۔ اول دل سے یقین۔ دوسرے زبان سے اقرار کرنا۔ آپ نے دل سے تو یقین کر لیا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو دل سے نصف مسلمان ہو گئیں۔ اب اگر زبان سے بھی اقرار کر لو تو پوری مسلمان ہو جاؤ گی۔ مہم صاحب نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو تو میرا صاحب کیا کرے گا؟ فقیر نے کہا کہ "صاحب میرے گا تو اپنی قبر میں جائے گا۔ تم مروج تو اپنی قبر میں جاؤ گی۔" نیز فقیر نے کہا کہ "تم بھڑی وقت غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آنا تو فقیر تمہیں کچھ بتائے گا۔" اس نے کہا "میں اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہوں" فقیر نے اسی وقت اس کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے داخل مسئلہ عالیہ نقش بندہ کر لیا۔ وہ اسی وقت سے ایسی ہی مسلمان بنی کہ اسی دن سے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اور تمام ارکان اسلام کی پابند اور تہجد گزار ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

پھر اس کی برکت سے اس کے شہر نے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کو دو سال تک آریہ لوگ و غلاستے رہے تھے۔ اس کے بعد وہ صاحب بھی ایسا پکا مسلمان بن گیا کہ مبلغ کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ ایک وز ایک اور انگریز ڈاکٹر کو جو لکھنؤ کا روپے کا مالک تھا فقیر کے پاس بنگلہ دیش لے کر آیا۔ اس ڈاکٹر نے بھی اسلام کی تعریف کی، اور وہی الفاظ کہے جو مہم صاحب نے کہے تھے۔ کچھ دیگر گفتگو کے بعد فقیر نے اس کو بھی کلمہ شریف پڑھا کر حلقہ ذکر میں

بیٹھایا اور مسئلہ عالیہ نقش بندہ میں داخل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایسا بخود ہو کر تین گھنٹے تک بیہوش پڑا رہا۔ اسے میں خان بہادر سلیمہ حاجی محمد اسماعیل صاحب ایک باگی ہمراہ لے گئے۔ اور اس کو ڈاکٹر صاحب کی حالت دیکھ کر کہنے لگے "اگر تم اس کو اس وقت ہوش میں لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو روپیہ عالم دینا ہوں۔ بھلا وہ کیسے اس وقت اس کو ہوش میں لاسکتا تھا۔ ج۔ یہ وہ نشر نہیں جسے شرعی آثار و مسائل صاحب موصوف نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ "نہایت افسوس نیا بات ہے کہ تم بھنگ، دھوڑ جیسی چیزوں کی تاثیر تو مانتے ہو۔ مگر خدا کے نام میں تاثیر کو نہیں مانتے؟" وہ سخت شرمندہ ہوا۔

(۳) شام کے وقت اور بالعموم نماز مغرب کے بعد لاہور اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کے دروازے پر جا کر دیکھو جب مسلمان نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں تو اہل ہندو کی بیسیوں عمرتیں اپنے پیار بچوں کو گود میں لئے دم کرانے کے واسطے دروازوں کے باہر کھڑی نظر آئیں گی۔ یہ عورتیں جاتے وقت مسلمانوں کے جوتے اٹارنے کی جگہ کی خاک دیکر اپنے غلغلہ و بے چارگی کے متدہ پڑتی ہیں اور یقین کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے جوتوں کی خاک میں بھی شفا ہے۔ اگر وہ اسلام کو سچا سمجھتیں تو ایسا کیوں کرتیں۔

(۴) اور سنیئے۔ انگریزوں کی آمد کے ابتدائی زمانے میں ولایت سے ایک پادری آیا۔ اور نبی میں ہزاروں قرآن مجید خریدنے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیوں قرآن شریف خرید رہا ہے اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن مجید ہندوستان میں ہوں سب حاصل کر کے انھیں نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب نے فرمایا "تو دیکھ رہا ہے۔ ہمارا قرآن شریف ان کا غنڈہ پر نہیں ہے۔ ہمارے لوگوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہمارے کس دس سال کے بچوں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ تم اگر لکھو کہ قرآن شریف سمندر میں غرق کر دو، تو بھی ہمارے قرآن شریف کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ ہم ایک دن میں لکھو کہ قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں؟"

کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ہے، جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کی کتاب اول سے آخر تک کسی کو یا ہو، فقط کلام پاک کا ایک ٹوٹا تو یہ فقیر ہی آپ کے سامنے ہے۔ جو بار بار اس کی صداقت

کا تجربہ کر چکا ہے۔ نماز تراویح میں کئی دفعہ یہ واقعہ گزرا کہ فقیر کو نیند سے بیدار کر دیا گیا۔ اس غنودگی کی حالت میں بھی قرآن شریف کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا ہوتے رہے۔ اگر سینے میں لکھا نہ ہوتا تو نیم پوش کے عالم میں وہ الفاظ کیسے زبان سے نکل سکتے تھے۔

قرآن شریف کے حروف پانچ لاکھ چالیس ہزار چھ سو۔ رکوع پانچ سو چالیس سو تین ایک سو چودہ۔ آیات چھ ہزار چھ سو چھ ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب الایہات بنا سکتا ہے کہ ان کی مذہبی کتاب کے اتنے حروف ہیں؟ کیا کوئی مذہب والا اپنی کتاب اول سے آخر تک حرف بحرف زبانی پڑھ کر سنا سکتا ہے؟ ہمارے ملکوں میں تو دس دس سال کے بچے ہر شہر ہر قصبے میں موجود ہیں جو کلام اللہ کے حافظ ہیں۔

(۵) جب قرآن شریف نازل ہوا تو مغربی ایشیا میں دو زبانیں مروج تھیں۔ ایک عربی جو انجیل کی زبان تھی۔ دوسری سریانی جو تورات شریف کی زبان تھی۔ اس سے پڑھ کر سلام کے سچا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں ہی کو اٹھایا، بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھالیا۔ آج ان تمام ملکوں میں سے کوئی ملک یا شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عربی یا سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ اب ان تمام ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے اور عربی زبان ہی کا دور دورہ ہے۔ جو قرآن مجید کی زبان ہے۔

(۶) جب دنیا میں قرآن شریف نازل ہوا تو تمام ہندوستان خصوصاً بھارت و کشمیر میں ہنسکرت بولی جاتی تھی۔ اب اس تمام علاقے میں واحد گھر بھی نہیں ہے، جہاں شامری زبان بولی جاتی ہو۔ بلکہ اس زبان کو سمجھنے والے آدمی بھی خال خال ہی نظر آئیں گے اگر کوئی کتاب تمام دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے تو وہ صرف قرآن پاک ہے۔ کوئی اور کتاب تمام عالم کی اصلاح کا دعویٰ ہی نہیں کرتی۔

(۷) کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اہل ہندو کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔ نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جن کا وہ آسمانی ہونا بیان کرتے ہیں کب کس جگہ اور کس پر نازل ہوئیں۔ اس وقت کون قومیں آباد تھیں۔ اور کون سی مخلوق دنیا میں موجود تھی۔

(۸) قرآن شریف کی برکتیں اور رحمتیں ہی ہیں کہ انسان کے احاطہ شمار سے باہر ہیں۔

گرمشے نمونہ از خوار سے، فقیر و دین آپ کے نمونہ بیان کرتا ہے۔

(الف) تیز سے تیز تلوار فقیر کے پاس لائیں۔ فقیر قرآن پاک کی آیت شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے گا، اور وہ ایسی کند ہو جائے گی کہ انسان کا بال تک بھی نہ کاٹ سکے گی۔

(ب) کسی شخص کو اگر باؤ لے کتے نے کاٹا ہو تو اس کو فقیر کے پاس لاؤ۔ فقیر قرآن مجید کی آیت پڑھ کر گسیلی مٹی پر دم کر کے اس شخص کے بدن پر لے گا، تو اس مٹی میں سے جس رنگ کا کتا تھا، اسی رنگ کے بالوں کی صورت میں باؤ لے کتے کا زہر باہر نکلے گا۔ اور سگ گودیدہ فضل آپہی سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔

(ج) تین ماہ کا عرصہ بڑا فقیر ریاست رام پور گیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ میری عورت کو سات دن سے دروزہ ہو رہا ہے۔ تمام ڈاکٹر اور دایاں عاجز آگئے ہیں۔ نہ وہ مرنے سے نہ اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب نے مایوس ہو کر اسے لاعلاج بتا دیا ہے، "فقیر نے اپنے پاس سے تین کھجوریں لے کر ان پر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر، دم کر کے اس کو دیں۔ اس کی فقیر کو اپنے پیرو مشد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت تھی۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ خدا کے فضل سے بچہ ہو گیا محض کلام الہی کی برکت سے ایسا ہوا۔

(د) کسی شخص کا راکھ ہو جائے، تو فقیر مٹی کے تین دھیلوں پر قرآن شریف کی لیک سورہ پڑھ کر دم کر دے گا۔ وہ مفقود الخیر بچہ اگر خداے تعالیٰ کو منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آ جائے گا۔ صد مارتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

حالاتِ حاضرہ

ابھی کل کی بات ہے کہ جب یورپ کی آتش نے سلطنت عثمانیہ کو جو اس وقت حرمین الشریفین کے خدام اور خلافت کے متحمل تھے اگھیرا کئی سال کی جنگ کے بعد آخر ترکوں کو شکست ہوئی اور سلطان المعظم خلیفہ اسلام یورپی دُول کے ماتحت ایک کٹھ پتلی سا ہو گیا۔ تمام ممالک اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً کثیر سے اس کماری تک، اور پٹ ور سے کلکتہ تک، ایک شور مچا ہوا کہ دُول یورپ نے اسلام اور خلافتِ اسلام کے مسائل میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ چونکہ خلافت اہل اسلام

ایک مقدس مسئلہ ہے، اس لئے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے ہر جائز و ممکن کوشش کرنا بہتان کا مقدس فرض ہے۔

چنانچہ لکھنؤ کا روپیہ اس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا۔ سینکڑوں مجلسیں قائم کی گئیں۔ لکھنؤ، وعظ اور تقریریں کی گئیں۔ گریہ و زاری، الحاح و تضرع سے بارگاہ رب العزت میں التجائیں اور دعائیں کی گئیں۔ بغیریت علی کریم جو شش میں آئی اور مصطفیٰ کمال پاشا نے اناطولیہ میں نوجوان ترکوں کی جماعت کی مدد سے ایک خود مختار ترکی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور دؤل یورپ کے پنجوں سے پہلے تو خلیفہ اسلام اور مقام خلافت کے رکھ کر ان کی کوشش کی۔ اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مگر خدا جلنے کو اس کو کیا منظور ہے، کہ ایک طرف تو تمام عالم اسلام میں خلیفہ کے تقراء اور خود مختاری کے لئے شور و برپا تھا اور دوسری طرف ترکان احرار کی اسی مجلس نے سال گوشتہ خلیفہ اسلام کو ملک بدر کر دیا۔

ارباب علم کو بھی طرح معلوم ہے کہ انہی ترکوں کے آباؤ اجداد نے جب خلافت عباسیہ کو بغداد سے مثلیا تو وہ بُت پرست تھے۔ نوشت و خواند سے بالکل بے بہرہ اور اخلاق و آداب سے بالکل معترت تھے۔ اول درجہ کے ظالم اور سفاک تھے۔ انہوں نے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کو چرن چرن کر قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بغیرت جوش میں آئی تو کیا ہوا؟ ترک و صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد ورنہ دی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے دربار میں لائے۔ ان کو سخت عذاب دیا گیا۔ مگر یہ مقبولان بارگاہ ایزدی رحمۃ اللعالمین کی شان میں جلوہ گر تھے، اس لئے ان کے قور باطن سے ترکوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور محکموں کے سپہ مذہب نے بُت پرست حاکموں کو ایسا حضور و سحر کیا کہ ان کو سوائے مذہب اسلام کو قبول کرنے کے اور چارہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ! اسلام میں وہ جذبہ گردش ہے کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے، بالآخر اسی کو اس کا دل مادہ اور شقیہ ہونا پڑتا ہے۔

ایسا ہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ہے۔ کہ معاذ اللہ مگر سے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور زور خداوندی کو بھلنے کے لئے جا رہے

تھے، مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے ہی حضور کی ایک نظر سے شہید ہو کر شہید ہو گئے۔ اور اسلام کی وہ وہ خدمات کیں جن کو مخالفین اور معاندین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

اسی طرح انہی ترکوں نے مسلمان ہو کر مشرقی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر لیا۔ اور مسطظفہ کو فتح کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور شیش گونی پوری کر دکھائی۔ اور بعد میں خادم خلافت بن کر سینکڑوں سال تک عربین الشرفین کی خدمت کرتے رہے۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے نتیجہ کو، ہم یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کے طفیل اسلام اور اہل اسلام کے ان تمام مصائب کو بھی دور کرے گا۔

شہر خالی ست زعشانی مگر از طرفے مرے از غیب برون آید و کلمے بکند
ابھی خلافت کا زخم دلوں میں تازہ تھا کہ اہل ہندو کے تمام فرقوں نے
فتنہ ارتداد
مل کر ایک سنگٹھن کی بنیاد رکھی جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ پرستارین
توحید اور غلامان اسلام کو جادہ حق سے محروم کر کے ان کو شتدہ یعنی مرتد بنایا جائے۔ اور عبادت
اسلام اور طلقہ بگوشان اسلام کا نام تمام ہندوستان سے مٹایا جائے۔

ہر بلائے کو آسمان آئید خانہ انوری بھی جوید
چنانچہ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ لالہ شمشیر رام صاحب سابق منیجر گورنمنٹ بنگلہ دہلی
نے جو بڑے پکے اور متعصب آریہ سماجی ہیں، آگرہ میں ایک مرکز قائم کیا۔ اور مسلمان ملکائوں
کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سے پرچارک مقرر کئے۔ روپیہ کا
لاچ اور ڈرانے دھمکانے کے حربے استعمال کئے۔ ملکائوں کو ہندو بنانے کے لئے لکھو کھا
روپے جمع کئے گئے جس میں اہل ہندو کے تمام طبقوں نے، راجہ سے لیکر دہقان گنوار تک
نے، حصہ لیا۔

جو ذکر غریب مسلمان ملکائوں کو دیا گیا وہ ناقابل بیان ہے کسی کو طبع ذریعہ خوف
کرنے کی کوشش کی گئی کسی پر ناجائز دباؤ اور رعب ڈالا گیا۔ کسی کو قرقی، نیلای اور خیر کی
دھمکی دی گئی۔ ماؤں کو بچوں سے اور بچوں کو ماؤں سے، خاوند کو عورت سے اور عورت کو
خاوند سے علیحدہ کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر خدا کا احسان اور فضل ہے کہ چند اہل درو اہل نام

نے اس طرف توجہ کی۔ اور بہت جلد کئی انجمنوں نے فقہ اترداد کے سبب باب کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سرگرمی سے شیعہ اور سنی کے خلاف کام شروع کر دیا۔ بمبویں بھلے مسلمان ملکائوں کو غیر مذہب والوں کی چالاک اور عیاری سے مطلع کیا گیا۔ ان کو اسلام کے اصولوں کی حقانیت اور تقدس سے آگاہ کیا گیا۔ مبلغ مقرر کر کے دینی مدرسے کھولے گئے۔ مدرس مقرر کئے گئے مساجد اور چالاکت کی تعمیر کی گئی۔ شفت خانے بنائے گئے۔ اور مسلمان بچوں کو ضروری ارکان اسلام کی تعلیم اور تلاوت قرآن پاک کی تعلیم دینی شروع کی گئی۔ الحمد للہ! کہ اس کام میں خدا کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس کا شکر ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے اراکین نے اس مقدس کام میں جس قدر حصہ لیا۔ اور جو کام کر دکھایا۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور صفحہ روزگار پر تا ابد درخشاں رہے گا۔ انجمن کے مدارس میں سے دو عدد مدارس علاقہ کشمیر میں، دو عدد علاقہ جموں میں، دو عدد علاقہ ریاست بڑودہ میں، باقی ۳۴ مدارس علاقہ آگرہ، ہنٹنوا، دہلی، ایٹہ، بلند شہر، گردگانوں، علی گڑھ، فرخ آباد وغیرہ میں ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو ان کے اس کام میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور سال گزشتہ تو وہ بالکل مایوس و نا کام ہو کر واپس چلے گئے تھے اور اپنی غلطی پر نادم تھے۔ مگر حضرات اہل اسلام اور اسلام کی یہ کامیابی محض تائید خداوندی اور فضل الہی پر منحصر تھی۔ ان کے مقابلے میں ہمارے پاس کوئی طاقت نہ تھی۔ اس لئے یاد رہے کہ ہمیں اپنی کامیابی اور آریہ سماجیوں کی ناکامی پر جو حکم قلّ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَى الْقَبَاطِلُ درجہ فرمائیے کہ حق آیا اور باطل ختم ہو گیا۔ ایک خدائی حکم کے ماتحت ہے، پھول کراس نیک کام کی اشاعت اور تبلیغ کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد اس کا مبلغ اور اشاعت کنندہ ہے۔

آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ ماہ فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجیوں نے تقریر

میں دیانتدگی، جو آریہ مت کا بانی تھا، سوتیلے میں ایک جلسہ کیا تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشے سے اہل ہندو کے لیڈر و طاغ جم ہوئے تھے۔ جہاں اہل اسلام اور اسلام کو مٹانے، اور مسلمانوں کو ان کے مقدس اور پاک مذہب سے گمراہ کرنے کے لئے کئی پرشیدہ اور ظاہر کیشیاں لگیں۔ اسی مطلب کے لئے لکھنؤ کا پورہ جمع کیا گیا۔ مستبذ راج سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں غیر سازشوں میں یہ حلفیہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم پندرہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے جاوہر ستیم سے پھلکا کر اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ہر طرح کے ناجائز طریقے، دنی کا لالچ، روکیوں کا جال، زر کے لالچ کو کام میں لایا جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اپنے مذہبی اصولوں سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پاک مذہب اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اپنے بچوں کو اصول اسلام اور حقانیت اسلام سے اچھی طرح واقفیت کرانا چاہیئے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے کو جاری رکھ کر مخالفین و معاندین اسلام کی مداخلت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ابھی کل کا ذکر ہے کہ اخبار تنظیم ام تر اور اخبار زمیندار میں اور ان سے قبل اخبار طلب میں ایک طویل مضمون لالہ ہریال ایم لے کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ہریال نے اسلام اور اشاعت اسلام پر نہایت رکیک جھگے کئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہتہ مضمون اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغی تعلیم سے بالکل ناواقف ہے۔ یا پھر تعصب کی پٹی نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ۱۔

”اہل ہندو کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہندو کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کر لو۔ اور اس طرح سوزا حاصل کر لو۔ اور بھارت دیش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شہرہ کر لو۔ یعنی تمام غیر مذہب کو نیست و نابود کر دو۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو پہلے سوزا جیہ حاصل کر لو۔ یہ سوزا جیہ ریاست بہار، پونا، نظام حیدر آباد کا سانہ ہو بلکہ کل آزاد اہل با اختیار ہو۔ اور ہندو ریاست قائم کر کے ہر مملکت کے رعب، جاوہر چشم کی تحریف، اور زر کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا لو“

یَا اَللّٰهُجَب ! بڑی دور کی سوچی سمجھتی یہ ہے کہ ہندو، خواہ وہ ہندوستان میں ہو یا
جلاد میں ہو، اس کے دل میں یہی خواہش ہو جرن ہے کہ جس طرح ہو، ہندوستان سے مسلمانوں کو اوردان
کے مقدس مذہب اسلام کو مٹا دیا جائے۔ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے یا ان کو
گمراہ کر کے ہندو بنا لیا جائے۔ اور ناقابل اندیش مسلمان گہری جیند میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور ایسے
ماں و انجاء سے بالکل بے خبر ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ زمانہ کس طرف کو جا رہا ہے اور وہ کہاں ہیں۔ زمانہ کی
گت ڈو میں وہ کس قدر پیچھے ہیں۔ نہ زمانہ ماضی سے پیشیاں نہ حال کی پردہ ز فزوا کی فکر۔ ایسی بے بسی
کی حالت میں خدا ہی مقرب العقوب ہے کہ ان کے دلوں میں محبت اسلام بھر دے۔ ان کو فکر فزا
میں لگا دے۔ ان کو دینی و دنیاوی ضرورتوں سے آگاہ کر دے۔ اور پکا مسلمان بنا دے۔

دو سال کا ذکر ہے کہ جب فقیر بھٹی سے واپس آ رہا تھا تو حکیم اجمل خان صاحب فقیر کوٹے
توفیق نے ان سے کہا کہ ”لاہور میں جمعیتہ العلماء نے نومبر ۱۹۲۲ء میں بے چارے بے گنہ سولہوں کے
برضلاف غلط افواہوں کی بنا پر ہندوؤں کو جو مسلمان بنانے کا ازم نگا کر یہ تجویز پاس کی کہ مسلمان ہند
کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ زمان سے ہمدردی ہے۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ آج ہندو بد رستی غریب
مسلمانوں کو راہ توحید سے پھیلا کر مرتد بنا رہے ہیں۔ آج تمہارے لیڈران ہندوؤں کے خلاف کشتن
ریز و کشن پاس نہیں کرتے ہائے

اہل ہندو کا اتفاق اور یکگت اور آپس کے تعلقات ایسے سسب و استوار ہیں کہ وہ
ایک کام کرنے کے لئے کئی سال پیشتر سے تیار ہی کرتے ہیں۔ واقعات ماضی اس پرشاپ ہیں
کہ وہ مجبور مسلمانوں پر پیسے دست ظلم و تعدی روا کرتے ہیں۔ ان کو طوار ہندو کا نشانہ بناتے
ہیں۔ اور چونکہ ان کا نظام و اتحاد نہایت مستحکم ہے، اس لئے بعد میں خود کو معلوم ثابت کرتے ہیں
اور مسلمانوں کو جو کسی مرکزی انتظام سے وابستہ نہیں ہیں، ظالم، مجرم، چور وغیرہ بنا کر ان کا چارواں
کر کے سزائیں دلاتے ہیں۔ اہل ہندو صاحب زر ہیں۔ ان کے حاکم زیادہ ہیں۔ حکومت کم ہر
شعبے میں ان کا عنصر غالب ہے۔ قیادت تمام ملک کی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اپنے ذرا
نور، لحاظ سے ظلم کو ظالم بنا کے انصاف پروری نہیں جھنے دیتے۔ بلکہ اٹا غریب اور بیکس
جاہل اور بے علم، بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کو اپنی ہر طرح کی جائز اور ناجائز سہی سے مجرم

بنانے اور سزا میں لوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سال گزشتہ کے واقعات سہارن پور، آگرہ، ملتان، دہلی، اجیر وغیرہ کے اس امر کی
کافی شہادت ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان پر جوں بھی نہیں رنگتی۔ وہ ہر طرح کی مراعات
سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے بڑے سے بڑے دشمن کو بادشاہی مسجد کے منبر پر پیشی کی
اجازت دی۔ اہل ہندو کی نعشوں کو کاڈھا دیا۔ ان کی دلجوئی کی خاطر چند نام نہاد مسلمانوں نے اسلامی
شار ذ بیعہ گاڈ کو ناجائز ملک کہنا شروع کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانان ہند نے محض اہل ہندو کے احسا
کا لحاظ کر کے کوئی گائے قربان نہیں کی۔ اور ہندو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو راہ تہ
سے منحرف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سرتاپا کوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ
ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں، اور تمام لیڈران قوم ان سے مصالحت و
مفاہمت کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر سیاسی چڑھائے نہیں
چھوڑتے۔ اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھئے۔ کہ تکفل وغیرہ میں اہل ہندو نے جو مظالم
بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے۔ مدیہ کہ بچوں کو زندہ جلادیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع نے خود مسلمانوں
کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا۔ اس پر چند اہل ہندو کو سزا ہوئی تو مسلمان ایسڈ سے
مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو
رہا کر دے۔ سبحان اللہ!

بہیں تفاوت رہ از کجاست تابکھا
ہماری مردت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو کمزور، بے کس اور بے بس خیال کر
لیا گیا۔ اور سرے سے ہم کو ملک بدر کرنے اور ہمارے استیصال کے لئے منصوبے بنا کر
کوشش کی گئی۔ گریا رہے کہ مذہب اسلام چراغ خداوندی ہے۔ اس چراغ کو بجھانا
آسان نہیں۔ یہ تاقیامت روشن رہے گا۔
چراغے را کہ ایزد بر سر و زو کے کو تف زندر شیش بسوزد
اب اہل اسلام کا یہ کام ہے کہ وہ گزشتہ برسوں کے تلخ تجربے سے سبق حاصل

کریں۔ یمن کا کام یہ نہیں کر لیک سورج سے دوبارہ دمک کھائے جیش نئی کر لے۔

ہر چند آزمودم از دوسے نبود سودم مَنْ جَوَّبَ الْمُجَوَّبَ حَلَّتْ لَهُ الْفِتْنَةُ
(ترجمہ: جس نے تجربہ کردہ کام کی آزمائش کی وہ پشیمانی میں پڑا)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو بداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخصتہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعار اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ خبر سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا رہے، ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندو قوم ہماری سالہا سال کی آزمائش ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع کرنی کہ ہمارے ساتھ دوستی رکھے گی، ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت کرے گی، بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔

بمصدق

بایداں بدباش و بانیکان نکو جائے گل گل باش و جلے خار خار

اور

نکوئی بایداں کردن چستانست کہ بدکردن بجائے نیک مرداں
ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے کہ ہر جائز طریقے سے ہم اپنی حفاظت اور غیروں سے بچاؤ اور مدافعت کی کوشش کریں۔

افسوس! کہ مومن، بھولا بھالامومن ان عیب ریلوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ داں اصحاب پر روشن ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علیؒ جو بیری جڑاؤ تھے تشریف لائے۔ ان سے پیشتر ان کے پیر مہائی حضرت سید حسن زنجانیؒ جلاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہل ہندو نے سخت مقابلہ کیا۔ ان کو کلیں پہنچانے کی بہت کوششیں کیں مگر حضرت داتا صاحبؒ کے باطن میں نور نبوت سے نور ولایت موجود تھا۔ اس نور کے سامنے کوئی استدرج کہاں کامیاب ہو سکتا تھا۔ خدائی کور نے تمام دنیاوی ساحرائے جہانوں کو نبھا دیا۔ اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیریؒ تشریف لائے۔ اور پرتھی آج سے مقابلہ ہوا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی خلاف ورزی عالم نے اسی قدر کی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ما تزلزلہ بر مسلماناں سپردیم"۔ خدائی شان اسی سال تراوڑی کے مقام پر پرتھی آج زندہ قیام ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں۔ اگر وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھائے گا۔

خاکساران جہاں راجہ قاتر منکر توجہ دانی کہ دریں گرد سوائے باشد

مگر یہ تمام قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم خود اپنے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سال ہا سال سے ہمارے ساتھ اس قسم کا بڑا سلوک ہو رہا ہے، اور مختلف قسم کے منہالم ہم پر توڑے جا رہے ہیں، تو ہم کیوں ہر شیا ر نہیں ہوتے؟ ہماری منظومی، بے کسی، بدانتظامی کی کوئی حد نہیں تو ہم کیوں اپنی تنظیم کی فکر نہیں کرتے؟

برادرانے اسلام! ادھر تو مسلمان ہند اپنی زبردست ہمسایہ قوم کے مقابلے میں فتنہ ارتداد کا سد باب کرنے میں مصروف تھے، ادھر ناگاہ ان کے زخمی اور مجروح دلوں پر ایک اور کاری زخم لگا۔ یعنی عرب کی مقدس سرزمین اور حرم شریف میں جہاں ہر قسم کا جدال و قتال شرعاً منع ہے، جس جگہ داخل ہو جانے والے کے لئے امن کی ضمانت خداوند کریم نے دی ہے۔ فرمایا ہے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ترجمہ: اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا۔) ہزاروں بے گناہ بندگان خدا اور غلامان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تہ تیغ کیا گیا۔ مردوں ہی کو نہیں بلکہ جیسا کہ بعض اخباروں میں درج ہے، بچوں نے معصوم بچوں، بڑھوں، اور بے گناہ عورتوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جوانوں کو تو بغرض محال یہ تصور سمجھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے حکومت کے خلاف کوئی کام کیا ہو اور اطاعت نہ کی ہو۔ مگر بچوں، بڑھوں اور عورتوں کا کیا گناہ تھا؟

گنہ بود مرد مستمکارہ را چہ تاواں زن و طفل بے چارہ را؟

خدائی شان! وہ سرزمین مقدس جہاں بال تک کاٹنا، ناخن تک تراشنا، اور

جوں تک ماننا منع ہو، وہاں جو لوگ بے گناہ غلامان سرکارِ مدینہ کو ذبح کریں، ان کے اس فعلِ شنیع و نامشروع کو کچھ لوگ ہمسایان کی نظر سے دیکھیں۔ اور مبارکباد کے تار دیویں۔ تو یا حرمِ شریف کی بے حرمتی اور شاعیرِ اسلام کی مخالفت کرنے کو جائز قرار دیا جائے۔ افسوس صد افسوس! اگر خداوندِ عالم پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیے کہ یہ پاک اور مقدس گھر اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کے فصلِ ذکر سے یقین رکھنا چاہیے کہ خدائے قدوس جلد اس صورت کو تبدیل کرے گا!!!

رسید مشرودہ کو ایامِ غمِ خواہد ماند چنان ماند و جنیں نیز ہم غمِ خواہد ماند

اتفاق و اتحاد تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہئے والو!

سرگرم نالہ اگر تابِ شنیدن آری سینہ بشکافم اگر طاقتِ یدن آری

بہارِ این جلالت! آج کل تمام ہندوستان میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے ہمیں سے کوئی بھی تفریق اور اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تو ایچ عالم شاہد ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندینِ اسلام کے ساتھ سلوک کیا کس عالی مہمتی سے ان کو مراعات دیں کیوں نہ کرتے؟ غیر مذہب والوں کو محبوب کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ (لَا تُکْرِهُمُ عَلَى الدِّینِ) ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں اور لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِی دِیْنِ (ترجمہ: تمہیں تمہارا دین مجھے میرا دین) آیاتِ پاک اس پر شاہد ہیں۔ مگر اس پر بھی الزام کہ اسلام تلوار کی دھار سے چھینا گیا یہ بالکل غلط، بہتان اور افتراء ہے۔

حضرت اوست! غیر قوم کے ساتھ جو ہندوستان کے طول و عرض میں آباد ہے، اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا جو ہم تجربہ مسلمان ہند کو ہوا وہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنی یا دوستی و اتفاق کی امید رکھنی صریحاً ارشادِ باری کے خلاف ہے۔ اسبابِ معیان و حامیانِ اسلام کا حال سنئے۔ جو دراصل خود تو ارکانِ اسلام اور سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہِ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کو جو جادہ مستقیم اور دینِ قیمِ اہل سنت مصطفویٰ پر قائم ہیں، ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا سوارِ برہا کرنے والوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکانِ اسلام سے ناواقف اور نا آشنا

ہیں۔ نہ تو وہ خود صحیح معنوں میں غلام سرکارِ مدینہ ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامانِ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے لئے یہ لوگ شوزِ برہا کر رہے ہیں۔ یہ سب فاشیتِ خونخوار کی صفت سے بالکل متبرا ہیں۔

افسوس! وہ ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور ہم پر نا اتفاقی کا الزام لگاتے ہیں جو بالکل خلافِ اقصیٰ ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کی آبادی تمام ممالکِ اسلامی میں زائد از چالیس کروڑ ہوگی۔ اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے۔ جن میں مثل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔ اب ہندوستان میں، جہاں ہر وقت آزادیِ مذہب کی ٹونگ باری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہبِ حشراتِ الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک سپردانِ مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم، عیسیٰ، مسیح، مہدی، نبی، کل نبیوں کا منجور، معاد، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔

ہمواردانے! آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ صادق نبی اور کاذب نبی میں کیا فرق ہے۔ مگر چند ایک امتیازی نشانات میں بھی بیان کئے دیتا ہوں۔ (اول) سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روحِ مقدس سے تعلیم پاتا ہے۔ اس کی تعلیم علمِ بلا و اسلم خداوندِ قدوس سے ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے خلاف ہوتا ہے۔ (دویم) ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد ایک دم حکمِ ربِّ العالمین مخلوق کے تدبیر و دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ اور اربعِ رسولِ اخلہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (سوم) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام مفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

اچھا ہم استیجابی کوئی ترک نہیں چھوڑتا۔ استیجابی کسی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ چھوڑنا ہی ترکہ چھوڑ کے مرنے کا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

مرزا جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ قسم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت والجماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزا فی خود سرکار دو عالم کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے! اتفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت ناجیہ کو خود انھوں نے چھوڑا۔ بموجب فتوے اہل سنت والجماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چارہ ضلالت میں جا کرے ہیں۔ بے وفائی تو انھوں نے خود کی جو راہ راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے ملگے سے اتار دیا اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے منکر یہ وہ ہیں اور شکاک الٹی پہاڑی!

گلدھم سے بے بے وفائی کا کیا طریقہ ہے آشنائی کا

دوسرا گروہ ہندوستان میں وہابیوں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل حدیث بجاتے ہیں۔ حالانکہ یہ نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں آیا۔ وہاں تو اہل ایمان اور اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس گروہ کی بھی ہندوستان میں بہت قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ اس جہت کا بانی ایک شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بہت گستاخیاں کیں۔ ایسے ایسے ناروا کلمات کہے جو ناقابل بیان ہیں۔ وہابی ہند اس سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں۔ العیاذ باللہ! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج نبوت اور مقامات رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ اور حضور کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اسلام اور ایمان تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس کو حضور سے

محبت نہیں جسے حضور کی غلامی کا فخر نہیں۔ اس میں ایمان نہیں جتنی زیادہ محبت اور غلامی حضور کی ہوگی اتنی ہی زیادہ ایمان ہوگا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرے گا بے ادبی اور گستاخی کرے گا وہ ایمان سے دور ہوگا۔

از خدا خود تو نہیں ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا خود دروشت بد بد آتش در عہد آفاق زد

ہم تو ان بھائیوں کو جو ہم کو چھوڑ کر راستے سے ہٹشک گئے ہیں، ہر وقت اپنے میں ملانے کے لئے، ان سے اتفاق و اتحاد قائم کرنے کے لئے، تیار ہیں بشرطیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائیں۔ قصور از خطا کا تو وہ خود ہیں۔ طوق غلامی محبوب کبریا کو انھوں نے گمے سے اتارا ہے۔ ارباب محبت اور صاحب دلوں کی صحبت کو انھوں نے ترک کیا ہے۔ حبیب رب العالمین کی محبت کے رشتے کو توڑ دیا ہے۔ تو پھر ان سے کسی مومن صاحب ایمان، غلام سرور دو جہان کا کوئی تعلق ہو تو کس طرح ہے۔

اس کو ادب بہت میں روں میں کیا شمار آپ کی رفلوں سے جس کا سلسلہ ملتائیں نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ستم و تکلمت کہیں، اور بزرگان دین کو گالیاں دیں، ہم ان کی یادہ کوئی بھی سنیں اور پھر ان سے سوکب محبت و اخوت کا سلسلہ قائم رکھیں۔ تو پھر ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ "لَا يَهْدِيَانِ بَيْنَ يَدَيْهِمَا وَلَا يَهْدِيَانِ"۔ ترجمہ جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان لائے تبھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جان سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھیں۔ آیت شریفہ "لَنْبِيْ اَوْلٰى بِمُؤْمِنِيْنَ مِنْ نَفْسِيْ" ترجمہ۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مہم ہے۔ اور حدیث "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" ترجمہ۔ تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کیسے اس کی اولاد اور والدین اور لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ جب اصول ایمان یہ ہوا تو جو بے دین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرے بزرگان

دین ایشلیج کرام، علمائے غلام کی توہین کرے، اس سے ہمارا کیا تعلق !

مرزائی ہوں یا وہابی، چکرالوی ہوں یا بابی، وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ اور انہم پر دگایا جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے۔ مع چرچہ اور ست دزے کو کبھی چلنے دار فرمایا۔ کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو سلام میں رخصت اندازی کرنے والا ہو، جو بدی کرنے والا ہو، جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو، اس سے علیحدگی اختیار کر لو؟ کیا یہ قرآن پاک کا حکم نہیں ہے کہ جب تم کسی سے ملو، جو ہماری آیات کی نسبت بہودہ گفتگو کر رہا ہو تو اس کی صحبت سے پرہیز کرو۔؟ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ ترجمہ: یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ انہی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف شاہد ہے کہ قرآن میدان کی گردنوں سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہو گا۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں، مگر ہم کو کسی سے کوئی پر خاش نہیں۔ کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں۔ ہم سے بھاگ جانے والے، ہم سے جدا ہو کر چاہ ضلالت میں جا گرنے والے، مگر اہی کے بادیہ کے سرگرداں، آج پھر واپس آ جائیں تو ہم ان کو کھلے لگانے کے لئے تیار اور ان کی خدمت کے لئے مکرستہ ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہو گا۔

کفرست در طریقت ناکینہ دشمن آئین ماست سینہ جو آئینہ دشمن
وفاقیم و ملاست کشیم و خوش باشیم کہ در طریقت ماکفری ست رنجیدن
اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کون و مکان محبوب انس و جان نوحی خدا نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہو گا؟ (حدیث شریف) لَا تَجْمَعُ أُمَّتِی عَلَى ضَلَالَةٍ تَارِیْم۔ میری امت گراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ وہ ذرا چشم بصیرت سے بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ امت کے سوا اعظم کا اجتماع کس حرف ہے اور وہ کس طرف۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص سواد اعظم کو چھوڑ دے گا وہ داخل دوزخ ہو گا۔ اَتَّبِعُوا سَوَادَ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَن شَدَّ شَدَّی النَّاسِ۔ (ترجمہ) تم جڑی جماعت کی

تابعداری کو پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جدا ہوا۔

حضرت اقصیٰ نے اوپر بیان کیا ہے کہ آئے دن ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں۔ فقیر کے دیکھتے ہندوستان میں وہابی۔ مرزائی۔ چکرالوی۔ بابی۔ بہائی وغیرہ پیدا ہوئے۔ چکرالویوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔ چکرالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتے۔ قرآن پاک کے معنی اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اتفاق کا ڈلا بیٹھنے والے بتاتے ہیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرور دو عالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و انفعال مطابق سنت ہیں۔

ان کے علاوہ دو گروہ اور قابل ذکر ہیں۔ ایک تو رافضی دوسرے خارجی۔ رافضی اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیائے کرام کو گالیاں دینا اور تبرک کرنا اپنا جہاد ایمان سمجھتے ہیں۔ خارجی اہل بیت کو تبرک کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔ کوئی ذی عقل و ہوش ایسے مذہب کو صحیح اور درست سمجھ سکتا ہے جس میں گالیاں دینا اور دوسروں کو تبرک کرنا جہاد ایمان خیال کیا جائے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ان سے سلوک کرو۔ سلوک کن سے کرو؟ ظالموں سے، دین میں رخصت اندازی کرنے والوں سے، ہم سے جدا ہو جانے والوں سے۔ سبحان اللہ! ان سے اتفاق کرانے والوں کا کیا یہ منشا تو نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے مل کر گمراہ ہو جاویں اور اپنا ایمان کھو دیں۔ معاذ اللہ۔ خداوند کریم ایسے غلط مشورہ دینے والوں کو نور بصیرت، عقل سلیم، ایمان کامل عطا کرے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے۔ کس سے اتحاد و اتفاق عمل ہو سکتا ہے۔ کون سے شخص مل کر صحیح کام کر سکتے ہیں۔ کیا اتفاق و اتحاد صحیح نتیجہ نکالے گا۔ اور کس اتحاد سے جنگ و عناد پیدا ہو گا۔

صحت ناجنس گر جاں بخشش خوش دل مباحش

آب را دیدی کہ ما ہی را بدام آفتد و رفت

وصلے کو درو ملال باشد

تاریخ کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آج سے ستر سال پہلے دنیا میں ایک نرزد بھی وہابی نہ تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان اہل سنت و الجماعت تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت و الجماعت تھے۔ آج سے بیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکر لوی نہ تھا۔ یہ تمام مذہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں، ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ ریزی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے ہماری جماعت سے چراغے گئے ہیں۔ اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ اس بڑے سوال یہ ہے کہ نا اتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت و الجماعت ہیں۔ یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور بارہ مستقیم اور سنت نبوی سے پھیل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تمہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں، سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دو عالم حاصل کر کے ہر دو جہان میں سر فروزی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے۔!!

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا کہ اس کی سعی تھے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، گو یہ تعداد غلط تھی مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہے کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بھدا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام مرزائی، خارجی، بابی، جہودی وغیرہ اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہو کر صحیح اسلامی عقاید کی جانب رجوع کریں۔ اور اہل سنت و الجماعت کا سوا عظیم بن جائیں۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ (ترجمہ۔ اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تمام لو سب مل کر اور باہمی تفریق نہ کرو۔) ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار

ہیں۔ چشمہ روشن دل ماشاؤ

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت و الجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قایم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقاید باطلہ کو چھوڑ کر ہمہ پار سے ساتھ مل جائیں۔

آپ نے غالباً رسالہ تشخیز الاذیان دیکھا جو اہل اسلام تحریک لایمان کہتے ہیں، دیکھا ہو گا۔ یہ رسالہ مرزا محمود قادیان سے نکلتے تھے۔ غالباً اپریل ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں مرزا محمود نے لکھا تھا کہ جو کوئی مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خیال کے بموجب تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنادیا۔ اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتے۔ اسی سے اعتقاد والوں کو اہل سنت و الجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ ان کے لئے تو واقعی وہی مرزا صحیح ہے جو کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ جو شریعت حقہ کے مطابق ہے۔ جمعیتہ العلماء نے ہند بھی اس امر کی تصدیق کر چکی ہے۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے، وہ سب اہل سنت و الجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انھی کے مین و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار مدنی نے رخ کیا مسیح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا؟ وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں من کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے بنود و نمائش، ریاد و آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَرَضُوا عَنْهُ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ آج ان کا ایمان، ان کی سعی و محنت ان کا استقلال و ارادہ، ان کا عزم و جزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کسی سے نہیں ڈرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ شاہد ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا

تَخْزَنُوا وَاسْتَمِرُّوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ مَوَدَّةَ بَيْنِنَا فَاَوْفُوا بعهْدَكُمْ وَاذْكُرُوا اَنْفُسَكُمْ كَمَا كُنْتُمْ بِعهْدِكُمْ كَانْتُمْ تَعْلَمُونَ (ترجمہ) اور سستی نہ کرو اور غم کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان لائے ہو (خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا تَخْفَ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی در تہمہ۔ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے۔) جب مومن کی پریشان ہے کہ سب سے بلند، سب سے اعلیٰ ہے کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ ہماری موجودہ نسبت حالت کا سبب کیا ہے۔ غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ نسبت از قامت ناساز و بداندامست ورنہ تشریف تو برابر لائے کس کو تا وہ نسبت سوچئے کیا ایسے پاک اور مقدس مواقع کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے۔ آخر اس مشکوک الحالی پر غور کی مصائب الالم، رنج و بلا کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ حضور کے بعد اصحاب کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی کہ انھوں نے جبر کا رخ کیا تمام عالم کو مستخر کیا۔ مملکتوں کو ترو بالا کر ڈالا۔ بڑے بڑے گردن کشوں کو طبع و فرماں بردار بنالیا۔ بڑے بڑے باج بردار بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے اور تمام عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے سچے قلیل تعداد علماء و محدثین رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، تہور و مردانگی، عالی ہمتی، دریاوئی، فیاضی، حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکھایا تھا، اور ایک آج کا وقت ہے کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال، املاک کو تاراج کیا۔ ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ تجارت ان کے ہاتھ سے غل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں، ذلت و ادبار کی کچھ وجہ ضرور ہیں۔ اسلام، پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ولیہای ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کار بند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پر جوش صاحب ایمان ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان و الیقان ہمارے دلوں میں موجود ہے؟ کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت، جو ہمیں فاشیعونی کے درجہ میں لاکر شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے، پائی جاتی ہے؟

حضور است! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ! اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان، جو تمام عالم سے اعلیٰ اور رفیع ہے نصیب ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو، نہ اتباع سنت ہو، نہ ایمان صحیح ہوں، نہ اعمال صالح ہوں، نہ نسبت مشائخ حاصل ہو، تو پھر ہم نہ مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم مرف "بدنام کندہ نکونامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے، ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے، نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے، شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے، تو پھر بھی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب یا در کھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ۚ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰی ۚ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اَتٰتَكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْفَسٰی ۙ

(ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا ٹھائیں گے، کہیں گے اسے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا ٹھایا میں تو آنکھوں میں لالٹھا فرما کر کیا ہوں تیرے پاس آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔

عزیزان و برادران! قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کا ہر حکم اہل ایمان کے لئے موجب از دنیا و ایمان ہے جس کے ایک حرف کا بھی انکار کفر و کفر بنا دیتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ خداوند تبارک تعالیٰ کو جس نے صرف اسلام کو پسندیدہ مذہب بنایا ہے، اور جس نے حکم فرمایا ہے کہ بدون اسلامی طریقہ کے اور کوئی عبادت قبول نہیں ہو سکتی مسلمانوں سے کوئی ضد نہیں ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسلمان نے ہی شعار اسلام کی خلاف ورزی کی، ان کے اعتقادات صحیح نہ رہے، ان کے اعمال و افعال غلط ہیں، اور ان کے اعتقادات کے ہمراہ نور حقین کی تائید نہیں رہی، نیز بزرگان دین اور مشائخ عظام سے جو نور ایمان اور نصرتیں کا حشر چمک رہی ہیں، انھوں نے منہ پھیر لیا، اور یاد خداوندی کا سرشتہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ان سے چھٹ گئی، چنانچہ وہ سزا کے مستحق ٹھہرے۔ خداوند کریم کے ذکر اور احکام سے منہ موڑنے کی جو سزا ملی وہ یہ تھی کہ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی۔ معیشت زندگی تنگ کر دی گئی سلطنت چھین لی گئی۔ عزت و آبرو دولت و جاہ و شہرت جاتی رہی۔ اس پر بھی اکتفا نہیں ہو گا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو عاقبت میں اور بھی بھاری سزا ملے گی۔ اور قیامت کے روز ان کو اندھا ٹھایا جائے گا۔ تاکہ وہ دیدارِ الہی سے محروم رہیں۔

ہر کہ امروز بنید اثر قدرت او غالب آنت کہ فردا اش نہ بیند دیدار
ارشاد ہو گا کہ چونکہ تم نے دنیا میں آنکھوں والا ہو کر اندھوں کی طرح ہماری آیات کو نہ دیکھا
اور ان کو بھلا دیا۔ تو آج وہ دن ہے کہ ہم تم کو بھلا دیں۔ خدا پناہ میں رکھے اس سزا سے !!
دنیا میں بھی دولت اور آخرت میں بھی رسوائی۔ انہیں سوراخہ و ازاں سودرماندہ۔
اس جانم معیشت آنجا سزائے عصیان آسایش و گیتی برما حرام کردند

اؤ! باز اؤ! ابھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خداوند کی بارگاہ عالی ہر وقت تمہاری دعاؤں کو، بشرطیکہ اضطراب و تضرع کے سے جائیں، مقبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ندامت کے آنسو بہاؤ۔ گزشتہ گنہوں سے توبہ کرو۔

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ سبقتی باز آ۔ اگر کافر و گنہگار و ستم پرستی باز آ
اس درگہ مادرگہ نویدی نیست۔ صمد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اصلاح

دیکھو! کون سی بد عادت ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر قسم کے عیب اور گناہ میں ہم گرفتار ہیں۔ ہر موقع کی رسومات بدجن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ بیاہ، مشادی، منگنی وغیرہ پر بھی ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔ فضول اور بری رسموں نے ہم کو جادہ و مستقیم سے گھسوں دور لے جا کے ڈال دیا ہے۔

بڑے اخلاق اور بری عادات والے ہم میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی بہت ہیں جو ان برائیوں پر ساتھ ہی فخر بھی کرتے ہیں۔ اے عباد اللہ!۔ چوری، رہزنی، ڈاکہ، بد اخلاق اور دوسرے جرائم ہماری ہی قوم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حقہ نوشی، بھنگ، چنڈو، گانجا، افیون، مے نوشی وغیرہ سارے افعال بد فحشہ کے جاتے ہیں۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے بالکل نادانگہ۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے۔ تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں۔ ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جاہل و اہلک غیروں کے قبضے میں۔ غرضیکہ ہماری ذات کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بے کسی اور بے بسی کی بری حالت ہے نہ ہماری کوئی مرکزی انجمن ہے نہ کوئی تنظیم۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ جیسی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے۔ اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے، شعار اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے

کہ اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نور نقیض کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتاب و خورشید کی طرح موجود ہے۔

ہمارے دل! آپ کو معلوم ہے کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد درہندی رحمۃ اللہ علیہما کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ وہی نور وہی دعا، اب بھی اہل اہل باب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجود نہ زمانہ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمالِ سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے نورا ایمان و ایقان حاصل کریں، اور عقاید اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں، تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرونِ اولیٰ میں تھے۔

غور کرو کہ وہ نورا ایمان و ایقان و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤ گے تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ آہن گرے کے پاس جا کے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے جلاؤ گے بلکہ ایسا بھی ہوگا کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا۔ نورا ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے لوگ جو محبت سے نا آشنا ہیں، جو محبوبیت کی شان اور خلقِ محمدی سے ناواقف ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گرے کی محبت کا ساحل ہوگا۔ صوفیائے کرام صبحِ آئینہ یا صبحِ نظر کمالاتِ محمدی ہیں۔ وہی فدائیانِ سرور و عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے۔ اسی نور باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو غویٰ نور کے حصول کی خواہش نہ کرے، اسے کوئی قائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقانِ محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نورا ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان کے لئے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

شوہم پرواز تا سوختن آموزی با سوختگان غیشیں شاید کہ تو ہم سوزی
خود ارکانِ دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو مہل و ارکانِ اسلام حفظ کراؤ۔ ان کی پابندی کی ان میں بچی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں، بربوں اور غیروں کی صحبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔

دنیا میں سولے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اپنے بزرگانِ دین کی توہین کی جاتی ہو۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی، جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں، اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں، ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انہی کی عزت و تعظیم پر منحصر ہے۔ اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

علم مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا جو فی زمانہ مروج ہے، نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے مدوش بدوش نشاہ راہ ترقی پر چل سکیں۔ کوئی قوم جب تک وہ زمانے کے علوم سے واقف نہ ہو دوسری قوم کے مقابلے میں ترقی نہیں کر سکتی۔ نیز حکومت وقت کے ماتحت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بھی موجودہ علوم میں سہارت اور تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ بدولتِ تعلیم کے حصول ملازمت ممکن نہیں۔ اور ملازمتوں میں بھی اہل اسلام کا دوسری قوموں کے مقابلے میں تناسب حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

رُسومِ بد

مسلمانوں کا ان تمام بُری رسموں سے، جو اسلام کے مقدس اصول و ارکان کے منافی ہیں، بالکل کنارہ کش ہونا لازم ہے۔ یک قلم ایسی تمام بُری رسموں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ تمام رسومِ بد سے تو بے کفی چاہیے۔ تمام عاداتِ بد سے صحیح توہر کے صحیح اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ فضولِ خرچی اور اسراف کے لئے مقرر آن پاک کا حکم ہے کہ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ در ترجمہ بے شک حد سے بڑھنے والے

اسے پسند نہیں ہے) نیز ارشاد ہے کہ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ أَلْفَبِدٍ مِّنْهُم مَّنْ يَّوْثِقُ الْيَمِينَ وَيَكْفُرُ بِالْعَهْدِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (ترجمہ) اور فضول نہ آراء بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (۱)

اخوت و یگانگت

اپنے غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔ اس کے ہمراہ اخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے، تو اس کو کون اپنا بھائی اور محبت سمجھے گا۔ ذرا غور کرو۔ ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر مال اس سے زیادہ ہو، مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے کہ اس کے دل میں نور ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوگا۔ یاد رہے خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں نیاوکا نزد وال تنظیم و تکریم کا معیار نہیں ہے۔ وہاں تو حکم خداوندی اِنَّ اَكُوْهُكُمْ عَنْْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (ترجمہ) بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (۱) کے موجب متقی اور پرہیزگار کا درجہ بلند ہے۔ تو شاید خدا اور اس کے رسول پاکؐ کے نزدیک وہ غریب مسلمان تم سے زیادہ عزت و تکریم کا مستحق ہو۔ برادران! جس طرح تم سرکارِ مدینہ کے غلام ہو اسی طرح وہ بھی سرکارِ دو عالم کا غلام ہے۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشائیم بندہ بارگاہ سلطانی

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (ترجمہ) مسلمان مسلمان بھائی ہیں (۲) جہاں مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مشرہ سنایا گیا، وہاں زرد دولت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ یاد رہے کہ اگر ایک مومن کو دیکھ کر دوسرا اس سے محبت سے پیش نہیں آتا یا اس کے دل میں اس مومن کو غشم و مصیبت میں مبتلا دیکھ کر دل بچ و غشم پیدا نہیں ہوتا، تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ مومن کو مومن سے محبت اور اخوت لازمی ہے۔

تمام اہل سنت و الجماعت سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات پیدا ہوں۔ پرلے خدا اور پرانے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحیح معنوں

میں غلام بنایا جائے۔ تاکہ قرآن پاک کی مقدس تعلیم پر ان کو ائمہ کرام اور سلف صالحین کی طرح عمل کرنے کی راہ دکھائی جائے۔

آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل، جو نور الیقان کی تائید بغیر ناممکن ہے، حضرت سرور کائنات فخر موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول غلاموں کی غلامی میں نخل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کے بے فردی ہے کہ صدق دل اور خلوص ارادت کے ساتھ ان مقبولانِ بارگاہِ صمدیت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے تائب ہوں۔ اور محبوبیت سرکارِ دو عالم کا مرتبہ حاصل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بدول ان کی مہربانی اور عنایت کے حصولِ ایمان مشکل ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ باشد ورق

ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا

ذیل میں وہ نظم درج کی جا رہی ہے جو حضرت حکیم سید نذر اشرف اشرفی صاحب فاضل کچھو چھوی نے آل انڈیائی کالفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء میں پڑھی۔ جس سے سامعین میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہو گیا۔

یہ مجمع اہل سنت کا یہ منظر شان و شوکت کا
یہ جوش دین حق ہے یا کرشمہ حق کے رحمت کا
سنبھالے سے سنبھال ہی نہیں کہ جد ہے دل کو
لگائے جلدائے تائید غیبی اپنے سینے سے
بڑھا دے سطوت جہوویت کو لے میرے خالق
اہل اتحاد باہمی کی دھاک ہوتی تم
الہی جوش یہ بننے نہ پائے جوش سوڈا کا
الہی پاک ہو یہ انجمن اعراض ذاتی سے
ہمیں نے راست بازی رحمت عالم سے کبھی ہے
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر سے سبق پایا
دخشاں ہو گیا ہر سو فروغ ملت بیضا
نکاحوں میں ہونی پیدا چمک برق بجلی کی

ذرا دیکھ کوئی اس وقت چہرہ میری حرمت کا
یہ یاد مان سبق ہے یا تماشہ اُس کی قدرت کا
یہ خوش وقتی کی حالت ہے یہ عالم ہے مرث کا
کہ ہر سنی تو ابھڑا ہوا بندہ ہے مدت کا
دکھا دے صورت مقصود صدقہ اپنی وحدت کا
ہو شہرہ چار سو آل انڈیائی جماعت کا
یہ دل کا ولولہ ہونے نہ پائے آگ شہرت کا
چراغ بزم قوی داغ ہو سبھی محبت کا
ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا
صدراقت کا عدالت کا مروت کا سخاوت کا
ہوا پیش نظر نقشہ یہ کس کے فیض محبت کا
تصور آگیا یا رب یہ کس نوری کے صورت کا

حقیقت کے رخ زیبائے پردہ اٹھ گیا سارا
اٹکے مینا چلے ساغر سے وحدت بلا ساقی
در پاک نبی پر گرج جانتا زوں کا مجمع ہے
بھکاپے سر سارا نام لکھ لے سرفروشنوں میں
خداوند تری درگاہ میں اسلام آیا ہے
لے دولت مگر قائم ہے اسلام کی سطوت
ہمارا حسن خدمت دیکھ کر یا رب کہے دنیا
ہمارا شور ہو کوئین کی عزت کا سرمایہ
کہاں ہیں عالم و فاضل کہاں ہیں مرشد و کامل
جو مثل گرد اٹھتا ہے تو اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے
عدوئے خاندان لوٹا ہوا رسوا وطن چھوٹا
ضرورت کے موافق دین کی کرتاہے جو خدمت
بتایا ہے میں انداز اصحاب پیمبر نے
کہ ہر میں مال و نذر دے کہ ہر میں بال و پرواے
کوئی عریاں کوئی گریباں کوئی افتاں کوئی خیراں
معاذ اللہ یہ دولت یہ رسوائی کہ دنیا میں
خیانت کے لئے دنیا میں مسلم ڈھونڈے جاتے ہیں
جہالت کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں ایسے مسلم ہیں
بنادے قوم کو یا رب بہا رحن بیداری
خدا کے واسطے بیدار ہو جاؤ مسلمانو!
کہیں ایسا نہ ہو جس گور کے تاریک گوشے میں

مزہ ملے نگاہ دل کو شریعت سے طریقت کا
کرم کی ہے گھٹنا چھائی اٹھا ہے ابر رحمت کا
دلوں میں موج زن ہے شوق روحانی شہادت کا
الہی اب اوٹھے خامہ تری دست عنایت کا
سنا ہے تیرے در پر فیصلہ ہے آج قسمت کا
مٹے دنیا گمزدہ ہے اعزاز ملت کا
کہ یہ اک ناز پروردہ ہے آغوش کرامت کا
ہمارا دروہو یا رب خزانہ مال و دولت کا
علاج اگر کریں اسلام کے درد و مصیبت کا
سناؤں حال کیا میں دین کی صنعت و نقاہت کا
دقیقہ کوئی باقی ہے نزولت کا نہ مغرب کا
وہی عالم ہے شیداول سے تبلیغ و ہدایت کا
سلوک معرفت ہے نام مذہب کی حمایت کا
ذرا انداس دیکھیں آگے اپنے ملک و ملت کا
عجب عالم ہے غربت کا عجیب نقشہ حیرت کا
گردانی آج پیش ہے حبیب حق کی امت کا
یہ اک ادنیٰ اساقصہ ہے مسلمانوں کی شامت کا
جو پڑھ سکتے نہیں پوری طرح کلمہ شہادت کا
اتھا دے اُسکے چہرے سے الہی پردہ غفلت کا
کہ ہے یہ وقت بغیرت کا زمانہ ہے حمیت کا
مٹے موقع جناب شاہ مرسل کو شکایت کا

یہ کیا بندہ نوازی ہے خداوندائیں صدقے کہ تو یہ ایک تحفہ ہے تری و گاہ عظمت کا
 الہی یہ کرم تیرا کہ جو شرمندہ ہوتا ہے تری دلداریاں منہ چوم لیتی ہیں ندامت کا
 بہت بیتاب ہیں تو میں بہت اسلام مضطر ہے الہی جلد دکھلا دے زمانہ خیر و برکت کا
 اٹھے بادل بہار آئی پھلیں شاخیں چن بھولے غزل یہ بلیں گائیں سناں رقصاں ہونگہت کا
 ستارہ قوم کا چکے بڑھے اجاع کی سطوت لئے دولت بٹے بازہ بجے نقارہ نوبت کا
 رہے یہ جوش مذہب یا الہی حشر تک قائم یہی دو حرف مطلب ہے غلامہ عرض حاجت کا
 مجھے کہتے ہیں سب فاضل میں ایسا مفاضل ہوں
 مگر دل سے دعا گو ہوں میں اپنے ملک و ملت کا

سہ ماہنامہ اشرفی کچھوچھو شریف (ضلع فیض آباد) اپریل ۱۹۲۵ء ص ۱۴ — ۱۶

علامہ اقبال ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی تجویز تقسیم ہند اور آلے انڈیا سنی ہے کانفرنس

دسمبر ۱۹۳۰ء کا حضرت علامہ اقبال کا تاریخی خطبہ الہ آباد جو بعد میں قیام پاکستان
 کی اساس بنا — اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والے ہندوؤں اور ان کے ہم نوا
 کانگریسی علماء کے لئے پیغام مرگ سے کسی طور کم نہ تھا۔ چنانچہ ہندوستان بھر میں
 کانگریسی اخبارات نے علامہ کی اس تجویز کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک منظم مہم
 شروع کر دی۔ مخالفت کا یہ طوفان اتنا پُر زور تھا کہ ہمالہ سے راس کھاری تک
 علامہ اقبال کے انکار کی تائید میں کوئی موثر آواز سننے میں نہ آتی تھی۔

بقول چوہدری ظیق الزمان "خود الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی بے رخی
 اور لاتعلقی کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ لیکن چونکہ علامہ مرحوم کی یہ تجویز عمائد اہل سنت
 کے دل کی آواز اور ان کے اپنے انکار کی ترجمان تھی۔ لہذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ علامہ
 کی تجویز کی بھرپور اور واضح تائید کی بلکہ کانگریسی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ
 کے توڑ کے اقدامات بھی کئے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے خصوصی ترجمان

”السود الاظم“ مراد آباد کا کردار قابلِ حد ستائش ہے، جس نے صدر الانا منل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیائی کانفرنس) کی زیر سرپرستی اس تجویز کی تشہیر کے لئے گراؤ قدر کام کیا۔

السود الاظم ماہ شعبان ۱۳۲۹ھ / جنوری ۱۹۱۱ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمین کا ایک عکس ہدیہ ناظرین ہے۔



گول میز کانفرنس اور ہندوستان کا مستقبل

میتوں سے گول میز کانفرنس کی طرف دنیا کی سب سے بڑی قومیں لگی ہوئی تھیں۔ بہت لوگوں کی توقعات اس کے ساتھ وابستہ تھیں اور وہ انتظار کر رہے تھے کہ ان کی قسمت اس موقع پر کیا فیصلہ کرے۔ بہت لوگ خائف تھے یا سستہ بدظنی رکھتے تھے انگوٹھیں کانفرنس کے قائم ہونے کا رنج تھا انہوں نے اس کی راہ میں بہت رکاوٹیں ڈالی ہیں اور جب آخر کانفرنس کا افتتاح ہوا تو اس کے ساتھ اظہارِ ناراضگی کے لئے بازار بند کیے گیا کیا گیا۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ گول میز کانفرنس کے لئے مضار اور نقصان دہ ثابت ہوگی غرض دنیا کے خیال اس کی طرف مختلف تھے لیکن ہر ایک گروہ اور جماعت اس کی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ یہ کانفرنس ہوائی اگلی مجلس منعقد ہونے سے نہایت معتدل روش اختیار کی نہ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں کھا کے ساتھ ابتدا ہی سے نہایت معتدل روش اختیار کی نہ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں کھا

نہ بگمائیوں کے طواریق سے اور نہ اس کے مدح سے اس نے بلکہ ایک ملکی نظام ترتیب دینے والی مجلس میں انہوں نے اپنی استحقاق حقوق کے لئے نمائندے بھیجے۔ نمائندے ہندو کے بھی گئے۔ جو جماعت گول میز کانفرنس کی مخالفت کر رہی تھی اور جس نے اس کی نسبت اظہارِ رعبہ اطمینان کیا تھا افتتاح کے وقت بازار بند کیے گئے افراد اس کے بھی گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے پہنچے ہندوؤں کی سیاست میں یہ طرز عمل غور کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہے کہ ایک طرف تو وہ گول میز کانفرنس کے مخالف بنے مخالفت میں خوب سرگرمیاں کیں اور دوسری طرف اس میں جا کر شامل ہو گئے مگر مسلمانوں نے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ہندو کیا تمنا کر رہے ہیں اور ان کا کیا طرز عمل ہے بلکہ انہوں نے صرف یہ دیکھ کر کہ ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں ہندوستان کے لئے کوئی نظام تجویز کیا گیا تو یہیں پہلے حفظ حقوق کے لئے وہاں موجود رہنا ضروری ہے۔

کانفرنس کے دوران میں ہندو مندوبین نے مسلم نمائندوں کے ساتھ کیا طرز عمل رکھا اس کی بحث چنداں ضروری نہیں بلکہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مسلم نمائندوں نے کسی نہ کسی حد تک مسلم حقوق کی حفاظت کی سہی کی اور جس قوم کے وہ نمائندے تھے اس کے مفاد کا خیال ان کے دماغوں میں رہا ابھی یہ تو ہم نہیں کہتے نتیجہ کیا ہوا لیکن ہندو دنیا کا رنگ پلٹ گیا ہے اور اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان انھیں مل گیا اور ان کی مزدوری ہو گئی۔ اب پھر ہندوؤں کا جو من بہادری مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑے تدبیر اور دانائی سے گزارنیکا ہے ان کو اپنے مطالبات و حقوق کے لئے بھی مستعد رہنا ہے اور اپنے مستقبل کے لئے پین آنے والے خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی کرنی ہیں اور آئندہ ملکی نظام کے متعلق جو مجلسیں ہوں ان میں اپنی استحقاق کا مسئلہ بغیر کسی سستی و تقاعد کے پیش کرتے رہنا بھی لازم ہے اور عیار ان خود کام کی حریفانہ چالوں سے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنا بھی اپنی ہر طرح کے ضعف و کمزوری کا علاج بھی ہندوؤں نے کسی منزل میں بھی مسلمانوں کے حقوق معین کرنے کی ہمت نہ کی جب آج مسلمانوں کے حق کا زبانی لانا ایک قوم کو گوارا نہیں ہے تو اس سے یہ امید کر لینا کہ برسرِ اقتدار ہو کر وہ جس ملک مال میں برابر کا شریک کر لے گی انتہاء درجہ کی خام خیالی ہی نہیں جنون ہے۔ اب تو وہ ہندو پرست اصحاب بھی جو آنکھیں میکر تھیلے کے عادی ہیں شاید تسلیم کریں گے کہ ہندوؤں کی خود غرضی میں کوئی شک مشبہ باقی نہیں رہ گیا اور ان میں بہت سے واقعات نے یہ بات ظاہر کر دی کہ ہندو مرکز خیال مسلمانوں کی بقا ہی

مخالفت ہے اور کسی صریح منصفانہ بات کو جس سے مسلمانوں کو بھی کچھ نفع پہنچ جاتا ہو منظور کرنے کے لیے قیاد نہیں ڈاکٹر اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار ہو دوسرا مسلمانوں کے۔ ہندوؤں کو سکھد راس پر غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہو گا کیا یہ کوئی نا انصافی کی بات تھی اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برا بھلا سمجھتی رہی اور انھیں اس میں اپنا کیا ضرر نظر آیا پھر اس کے کہ مسلمان کی بقا کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انھیں بھڑکا مانتا تھا اس کو تو کون جانتا ہے کہ پروہ غیب سے کیا ظہور کر لیا اور مستقبل کیا صورت میں لائے گا لیکن ہندو اس وقت ایسی غالی بات بھی نوک زباں پر لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو مسلمانوں کو اب بھی معلوم ہو اس حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان کہلائے والی جماعت ہندووں کا کھٹہ نہ ہوتی تو ادب دینی اس بُرائی فرسودہ لکیر کو پٹا کرے تو آپس میں رافسوس۔ کاش اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والوں کو کام کر لینے میں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہو اور ایک آواز گونجے یا نہ دیشہ ہے کہ بعض صاحبوں کی لیدر اور بیٹوانی کا علم بلند ہونے سے رہ جائیگا مگر وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھیں البتہ جو جماعتیں مذہبی یا کسی دوسری حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے لیے کوئی تدبیر سوچیں اس سے کام کرنے والی جماعت کو مطلع کر دیں اور اس کو توجہ دلائیں کہ وہ ان امور کو ملحوظ رکھے کام نظم سے ہونا چاہیے انتشار کو چھوڑا جائے اس میں اگر بھڑکا نقصان بھی ہو تو گوارا کیا جائے کہ متحدہ آواز کی قوت اس سے بڑھا زیادہ مفید ہوگی۔

ماہنامہ السورۃ الاعظم ۱۳۹۹ھ / ۱۹۲۲ء میں مراد آباد سے جاری کیا گیا۔ یہ ماہنامہ مذہبی و قومی نظریہ کی بھرپور حمایت کرتا اور ہندوؤں کی عیاریوں کی خوب قلمی کھوتا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب ”تحریک آزادی ہند اور السورۃ الاعظم“ از پروفیسر محمد مسعود احمد مطالعہ کریں۔ مرتب

خطبہ صدارت

آل انڈیا کونگریس کانفرنس
منعقدہ بدایوں
۱۳۵۴ھ، ۱۹۳۵ء
حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ

امیر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ملی و عالمی مسائل کا تجزیہ جس انداز میں فرمایا، اس سے آپ کی قومی ہمدردی اور سیاسی بصیرت کا پہلو نمایاں طور پر سامنے آتا ہے، آپ نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) کفر زار ہند میں ہمہ جہت تبلیغ کی ضرورت — شہاب الدین غوری جیسے مجاہدین اور خواجہ عزیز رب نواز اجمیری جیسے صوفیاء کے نقوش قدم پر چل کر۔

(۲) علماء و روحانی زعماء میں اتحاد کی ضرورت اور ان کی ذمہ داریاں — فکر و تدبیر قربانی و ایثار، خشیت الہی۔

(۳) غیر اللہ سے ڈرنے والا عالم، علم و انسانیت سے عاری ہے۔

(۴) مسجد شہید گنج کی تحریک میں علماء کی ذمہ داریاں۔

(۵) برصغیر میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کی ضروریات۔ شرعی قوانین — نکاح،

طلاق، خلع، ارتداد، وراثت، ہبہ کا نفاذ — اوقات اور مساجد و مقابر کی حفاظت
تت
وصیا

(۶) عالم اسلام کی حالت زار پر شدید صدمہ کا اظہار — نجد میں ابن سعود اور
جلشہ میں المالویوں کے مظالم۔

(۷) مقامات مقدسہ کے احترام و تحفظ کا مطالبہ و با بیت و حنفیت کا مسئلہ نہیں۔

(۸) مسلمانوں کی معاشی حالت کی بہتری کے لئے بیت المال کا قیام

(۹) مسلمانوں کی باوقار زندگی کے لئے سیاسی محرکات اور ضروریات، اتحادین المسلمین،
معاشی خوشحالی، تجارت کی اہمیت اور طریق کار اسرار و تہذیب سے احتراز۔

خطبہ صدارت کا عکس ”سیرت امیر ملت“ سے حاصل کر کے درج کتاب
کیا جا رہا ہے۔

خطبہ صدارت

آل انڈیا سنی کانفرنس، بدالین (یوپی)

منعقدہ ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۵ھ

از: امیر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ • الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ
الْبَيَانَ - وَالْعَمْرَ عَلَيْنَا يَا أَنْوَارَ النُّجُومِ وَلَطَائِفَ الْإِحْسَانِ - وَفَضَّلَنَا عَلَى سَائِرِ
خَلْقِهِ بِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ - وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ الرَّحْمَانِ، سَيِّدِنَا
وَعَوْثِنَا وَغَيَاثِنَا وَكَرِيمِنَا وَرَحِيمِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ بِخَيْرِ
الْمَلَكِ وَالْأَدْيَانِ - وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ بِدُورِ الْإِيمَانِ - وَالْآيَةِ
الْمُبْتَهِدِينَ وَالْأَوْلِيَاءَ الْكَامِلِينَ نُجُومِ الْإِيقَانِ وَالْعُرَفَاءَ - وَتَابِعِهِمْ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ بِالْإِحْسَانِ -

أَمَّا بَعْدُ - أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ الْعِزَّامُ وَالْحَضَرَةُ الْعِظَامُ!

(ترجمہ) تمام تریفیں اس اللہ کے لئے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کی تعلیم
فرمائی اور ہم پر نعمتوں کے اقسام اور احسان کے لطائف کا انعام فرمایا اور ہمیں تمام مخلوقات پر عظیم
قرآن کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور درود و سلام اللہ کے نبی پر ہو جو ہمارے سردار اور مددگار

یا ہندوؤں میں اس کا وقت رکھ ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کر۔ کیا علماء کو معلوم نہیں کہ لاہور میں مسجد گرا دی گئی ہے؟ کیا مسجد پر کسی غیر مسلم کا قبضہ جائز ہے؟ یاد رکھو۔ اگر تم نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر ایک مسجد کے انہدام کو معمولی حادثہ خیال کیا، تو ہمیں اپنی ان مساجد کی بھی فکر کرنی چاہیے جن کے منبروں پر بیٹھ کر تم مسائل بیان کرتے ہو۔ وقت ہے کہ ایک ایسا اعلان شایع کیا جائے جس پر ہر عالم کے دستخط ہوں۔ کہ کسی مسجد پر غیر مسلم کا تصرف از روئے اسلام جائز نہیں۔ جمعیت العلماء اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے جو عالم اس پر دستخط نہ کرے، اعلان کر دو کہ اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں مقتدیوں اور متوکیوں کو سمجھایا جائے کہ ایسے ننگ اسلام عالم کو مسجد کی امامت و خطابت سے محروم کر دیں۔

جہاں کہیں بھی کوئی مسجد ہے، وہ شاخ یا کونپل ہے اس بیت اللہ کی کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء درجہ جس کی جو قائم اور شاخیں آسمان میں کی مصداق ہے۔ وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا خلیل ایک معمار جس بیت کا ازل سے مشیت نے تمنا جس کو تاکا کہ اس گھر سے ابلے گا چشت مدبرا کا بیت اللہ عرب میں ہے عرب کی نسبت حضور سرور کائنات علیہ الف السلام و تحیات کا ارشاد نفیس یہاں ہے کہ اخرجوا الیہود والنصارائی من جزیرۃ العرب یعنی جزیرہ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

اے عالمان دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے، وہاں حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے۔ اور اٹلی کو اپنی بلند پروازیوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے کیا دنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے، تو مکان بنانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ

ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدرائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ ولایت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ یہ اماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا ذلیفہ اٹھا رہی سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَتَوَلَّوْا بآئِنَتِیْ ثُمَّ تَقْلِبُاۤتِیْ لَا رِجْوَ اور میری آیتوں کے بدلے تمھاری قیمت نہ لو، اور تمہیں قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے لغو حق بلند کرو۔ تاکہ دہ جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل ماصل ہو جائے۔

میری بات پر کان نہیں دھرتے تو مجاہدوں سے پوچھ لو۔ کہ حیران رسولی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ساکنان مدینہ کا کیا حال ہے حکام نجد کے دسترخوان پر تو طوطی طرح کے کھانے موجود ہوتے ہیں، لیکن تمہیں بتاؤں کہ مدینہ طیبہ کے مظلوم قدوسی کھجوروں کی گھلیوں کو ترس رہے ہیں۔ کیا رعایا کی پرورش راعی کا فرض نہیں؟ کیا شریعت کی رو سے جو سلطان رعایا کے خورد و نوش کا انتظام نہ کرے، اسے تابع سنت سلطان کہا جاسکتا ہے؟ بزرگ عالمو غفلتے راشدین کی پوری سوانح عمریاں تمہیں از بر ہیں۔ کیوں تمہاری زبانیں حیران رسولی کی حمایت و اعانت کے لئے نہیں کھلتیں؟

سنو! ارشاد ہوتا ہے۔ فَلَا وَرَقَکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحْکَمُوْنَ فِیْ مَآبِجِ رَبِّیْہُمْ (ترجمہ) تو لے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپ کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ کیا اس پاک فرمان کی رو سے آپ پر یہ شرعی فرض عاید نہیں ہوتا کہ آپ ”قاہنی ایکٹ“ بنائیں؟ عدالتوں میں فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ کیا آج طلاق۔ خلع۔ ارتداد۔ وراثت۔ نکاح۔ ہیہ وغیرہ امور شرعی کی ہندوستان میں انتہائی تذلیل نہیں ہو رہی؟ اس تذلیل کا انداد علماء سے بڑھ کر اور کون کر سکتا ہے؟ صحیح ہے کہ اس غرض کو برائے کار لانے کے لئے کافی سرمایہ کی حاجت ہے۔ کیا اس کے لئے بیت المال کا قیام شرعی تجویز نہیں؟ کب تک مجروں میں لیئے رہو گے؟ میں ہر عالم سے عرض کرتا ہوں کہ رع: وقت اُن نیست کہ در حجرہ نشینی بے کار۔ جیسے حکومت بھیر ٹکس کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی بیت المال کے بغیر تنظیم ملت کا خیال خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

ضروری ہے کہ ان مقاصد کے لئے آپ ملک کی مجالس آئین و قوانین سے بھی استفادہ کریں۔ جس کی عملی صورت یہی ہے کہ ہر کونسل میں کپ کی قوم کو ٹھوس اور مضبوط حیثیت حاصل ہو۔ اس کے لئے ”جدوا گائز نیات“ ایک ضروری حق ہے جس سے اس وقت دست بردار ہو جانا منہک ہے۔ کونسلوں میں جاؤ۔ اپنے حقوق منوائو۔ تہذیب و تمدن کو قائم رکھو۔ اوقات کی حفاظت کرو۔ مقابلہ و مساجد کو اغیار کی دستبرد سے بچاؤ۔

یاد رکھو! کہ کونسلوں یا حکومت کی ادارہ گیر میں آپ کی عزت جیسی ہے کہ آپ منظم ہو جائیں۔ آپ میں ایک ہو۔ آپ میں ٹھوٹ نہ ہو۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی مالی حالت شاندار ہو۔ مادہ پرست سلطنت و دولت کی کچبازی ہے۔ ہم مفلس ہیں، موقوف ہیں۔ افلاس و دولت کے لئے اور دولت بچانے سے دور ہو سکتا ہے۔ دولت کمانے کا بہترین طریقہ ”تجارت“ ہے۔ تجارت میں فروغ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ مسلمان دوکانداروں سے سودا خریدیں۔ آپ کی قوم کا شکر ہے کہ آپ کی قوم کارگیر ہے۔ آپ کی قوم مزدور ہے۔ لیکن اس کی زراعت، اس کی صنعت، اس کی محنت سے فائدہ غیر اٹھاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کاشتکار تجارت بھی کریں۔ یعنی اپنا مال خود بیچیں۔ آڑھت کی دکانیں خود کریں۔ کارگیر اپنی مصنوعات خود فروخت کریں۔ دولت بچانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر نوعیت کے اسراف سے بچیں۔ اور یاد رکھیں کہ قرآن کی رو سے مُبْتَدِئِیْن اور مُتَرَفِّعِیْن شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر عمل پیرا ہو کر آپ فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ •

خُطْبَةُ صَلَاتِ

سید مصباح الحسن مودودی سجادہ نشین پھونڈہ صدر مجلس اقبال الہ قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس پھونڈہ ضلع اٹاوا

۸ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ / ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء

صدارت: حضرت ابو الحامد سید محمد محمد رشید کچھوچھو

دیگر تقریریں: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی،

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی

انتخابات ۱۹۲۶ء کی نزاکت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا

سنی کانفرنس میں حیثیت الجماعت کے نصب العین اور طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے

قیام پاکستان کی ضرورت اور کانگریس کی مخالفت اور دسے شریعت ثابت کرتے ہوئے

مولانا سید مصباح الحسن نے جو کچھ فرمایا، اس کا ملخص یہ ہے:

(۱) بلاد ہند میں بے دینی و لاد مذہبیت کے خلاف علمائے اہل سنت کی مساعی جمید

کا تذکرہ۔

(۲) الحاد و ارتداد کے فتنوں کی داستان۔

(۳) دین کا لبادہ اڑھ کر ”متحدہ قومیت“ کا دیو مسلمانوں پر مسلط کرنے والوں کا کردار

لے تقاریر کے لیے صفحہ نمبر ۳۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) باہمی افتراق و الشقاق پیدا کرنے والوں کے متعلق سنی کانفرنس کا طرز عمل

خاموشی — تا نگدہ کانفرنس کے مقاصد حزن سے متفق ہو جاتے ہیں۔

(۵) سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ — علماء و مشائخ کا ارتباط و خانقاہی

نظام کی اصلاح، مدارس و مساجد کی تنظیم و اشاعت دین، مسلمانوں کی

اقتصادی اور تجارتی ترقی کی تدابیر، احکام اسلامیہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے —

موجودہ حالات میں — نظام عمل۔

(۶) سیاسیات ہند اور ہندوستان کے سلسلہ میں سنی اکابر کی صف اول کی مجاہدانہ

کوششیں اور انتخابات کے موقع پر ان کی نمایاں خدمات کا جائزہ۔

(۷) بنارس کانفرنس پر مکمل اعتماد اور اس کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے ملکی

سیاسیات میں اس کا مقام۔

تحرک پاکستان کے اس نازک دور میں، یہ خطبہ عام مسلمانوں کی راہنمائی

کے لئے ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں اہل سنت بقی پر لیس میں چھپوا کر مراد آباد سے شائع

کیا گیا تھا۔ اُنڈرہ صفحات پر اس اہم اور تاریخی خطبہ صدارت کے سرورق کا عکس بھی پیش

خدمت ہے۔

ملہ بعد ازاں اخبار دبدر سگندری رامپور نے اپنے شمارہ ۱۵، جلد ۸، مطبوعہ ۱۲ اپریل

۱۹۶۶ء میں مذکورہ خطبہ من و عن نقل کیا تھا۔

ملہ اصل نسخہ کا فوٹو سٹیٹ پرد فیئر محمد ایوب قادری نے برائے اشاعت مرحمت

فرمایا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں، (مرتب)

خطبہ صدارت

حضرت الاناموی شیدہ مصباح الحسن حب

مودودی مدظلہ صدر جماعت استقبالیہ سنی کانفرنس پھونڈ

صنلے اٹا وہ

نے

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ کے اجلاس سنی کانفرنس پھونڈ

میں پڑھ کر سنایا

(مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب نے اپنے)

اہل سنت بقی پر لیس محل بازار دیوان مراد آباد میں

چھاپا

خطبہ استقبالیہ

سُنی کانفرنس پھپھوند منفقہ ۸۷، بیچ الاول شریف ۱۳۶۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ و
اولیاء امتہ و علمائے ملتہ اجمعین۔

حضرت علمائے کرام و مشائخ عظام :-

میرے اور مسلمانان ضلع اٹاواہ کے لئے آپ حضرات کا پھپھوند جیسے خطبے میں
تشریف لاکر اپنے افکار عالیات و حیات مذہبی کی دعوت کی خاطر ورازی سفر کی
صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود تشریف لانا باعث ہزاراں برکات ہے۔
میں صمیم قلب کے ساتھ آپ سب لوگوں کی خدمات میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش
کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے ان فرد گزاشتوں پر معافی خواہ ہوں
جو اقامت کے اوقات میں پیش آئی ہیں۔ آج آپ حضرات کی آمد اور ورود مسعود
کے مناظر میں ایک ایسے وجود باوجود کی تشریف آوری کی جھلک پارہا ہوں جنہوں
نے حضرت اقدس مولانا تاج الفحل قدس سرہ سے انوار و تجلیات اور آستانہ عالیہ
قادریہ بدایین کے فیض علمی سے مالا مال ہو کر بارگاہ حضرت مولانا افضل رسول صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادہ روحانی کوہا کر ضلع اٹاواہ کے خطبے میں تشریف لاکر الحادو
بے دینی ضلالت و غفلت و تاریکی و جہالت کو دور کر کے مشعل ہدایت روشن

فرمادی اور اس پھپھوند سے قصیدہ کو علم و عرفان کا مخزن بنا دیا اور آج آل انڈیا سُنی کانفرنس
جس پیام و دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے اُس کا اولین نقش قایم فرما کر ہزاروں گم کردہ
راہان منزل کو راہ ہدایت پر لگا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی آمد سے جو مسرت
ہمیں ہے اُس سے کہیں زائد خوشی اپنی قبر منور میں جلوہ افروز ہونے والے شیخ المحدثین حضرت
مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی کو یقیناً ہوگی کیونکہ جس دور میں حضرت اقدس
نے سرزمین پھپھوند کو نازا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ بے دینی و لامذہبی ابتدائی زندگی کے ساتھ
سامنے آرہی تھی مگر آج کا حال اُس ماضی کے مقابلہ میں اپنے گندے ماحول کے ساتھ
پوری ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کن ہے اُس وقت کفر و زندقہ اپنی محدود طاقتوں سے آراستہ
ہو کر نور اسلام کو زائل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کی حالت یہ ہے کہ کفر۔ شرک
الحاد اور ارتداد کے بادل سروں پر محیط ہیں۔ اس دور میں نہ ایسے برقعہ پوش تھے جو اپنے
مذہب پر معاذ اللہ دین اسلام کی چادر ڈال کر دعوت اسلام کی بجائے شرک و کفر میں ادغام
و متحدہ قومیت کا دیو مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرتے، مانا کہ اس وقت بھی شرذمہ قلیل
کی طرح محدودہ چند عناصر و افراد بد اعتقاد و بیدینی کی تعمیر کا آغاز کرنا چاہتے تھے لیکن
سوارِ انظم اور جمہور اہل سنت کے عوام نے ان فتنوں کا استیصال فرما دیا۔ آج کا دور
اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ جس ہمت شکن مرقعہ کو پیش کر رہا ہے اُس سے سطحی افراد
مضطرب الحال نظر آتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کی بقائے حیات کے لئے
تاریخ نے ہر زمانہ میں ایسے حوادث پیش کئے ہیں اور ایسے مواقع پر حضرات علمائے
حقانین نے کمر بستہ ہو کر باطل کا مقابلہ کیا ہے اور اعلیٰ کلمۃ الحق فرمایا۔ پس موجودہ دور
فتن بھی ہمیں ماضی کے آئینہ میں سبق دے رہا ہے کہ ہمارے اعضاء و اجزاء ہمسکنت
ایک مرکز پر مجتمع ہو کر بارگاہ رسالت اطہر سے استعانت حاصل فرما کر میدان عمل میں
نکل جائیں اور ملت اسلامیہ کو وہی پیام دیں جو ان کے اسلاف نے دنیا کو پہنچایا۔ علمائے

گرام و مشائخین عظام نے جس طرح ہر سختی و صعوبت کا مقابلہ کر کے اپنے فریضہ ہدایت کو پورا کیا، اُن کے خلاف بھی اُن ہی مضبوط ارادوں سے اٹھیں اور طبقہ اہل سنت کو گرداب بلا سے نکال بیجانے کی کامیاب سعی شروع فرمادیں۔

مقام مسرت ہے کہ آل انڈیائی کافر نس کے عالی قدر ناظم حضرت صدر الافاضل مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی مدظلہ اور کافر نس کے دوسرے اکابر و کارکنان نے تین سال سے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد سنی کافر نس کی تشکیلات کی ترقی کا آغاز فرمادیا۔ اور آج الحمد للہ اس ادارہ کی ہر صوبہ کے اندر شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور سنی کافر نس کی اہمیت و ضرورت کا احساس طبقہ اہل سنت میں پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

لیکن اس خصوص میں بعض وہ عناصر جو طبقہ اہل سنت کو ایک شیرازہ میں منسلک ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ باہمی انتراق و انشقاق قائم رہے اور ہماری جماعت کا اپنا کوئی متحدہ نظام نہ ہو وہ مختلف النوع حیثیتوں سے لب کشائی فرما رہے ہیں، میں سب سے پہلے تو اس طرز عمل کے اختیار کرنے والوں کے طریقہ تنقید کو دیکھتے ہوئے اپنے اکابر سے صرف اسی قدر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد حق کی تبلیغ کو متلازم کا خیال کئے بغیر جاری رکھیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں جو ہم سے بعید ہیں قریب آجائیں گے، کچھ وہ لوگ ہیں جو سیاسی میلانات و رجحانات اور قومی تحریکات میں مہنک رہ کر سنی کافر نس کو اپنے دماغوں میں ایک ایسی جماعت سمجھ ہوئے ہیں جو بلاکت و انتراق کا باعث ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا تخیل کیوں پیدا ہوا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آل انڈیائی کافر نس کے اعراض و مقاصد کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے، سنی کافر نس کے اہم ترین مقاصد کا ملخص یہ ہے کہ (۱) طبقہ اہل سنت و علماء و مشائخین کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دینا (۲) خانقاہی نظام طریقت کو حضرات

صوفیائے متقدمین میں حضرت سلطان المبلغین خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجیری کے طریقہ تبلیغ پر منظم کر دینا (۳) مکاتب و مدارس و مساجد کی تنظیم کرنا (۴) مدارس کے لئے ایک مشترکہ نصاب تیار کر کے عمل کرانا (۵) جاہل مسلمانوں میں تبلیغ و اشاعت دین کرنا (۶) مسلمانوں کو ارتداد و بے دینی سے بچانا (۷) مسلمانوں کی اقتصادی و تجارتی حالت کو درست کرنے کی تدابیر اختیار کرنا (۸) مسلمانوں کو احکام اسلام کی روشنی میں اُن کی حیات قومیہ کے لئے راجع عمل پیش کرنا، مذکورہ بالا مقاصد پر نگاہ رکھنے والا اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے مقدس اعراض و مقاصد پیش کرنے والی سنی کافر نس کی تشکیل و ترقی کہاں تک خدا نخواستہ نقصان رسا ہو سکتی ہے، آج ہندوستان میں جس قدر اور جتنے ناموں سے جماعتیں قائم ہوتی رہی ہیں اُن کے وجود و آغاز پر اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آخر اہل سنت کی تنظیم کرنے والی جماعت پر زلہ کیوں گر رہا ہے۔

میں معتز مبین و نکتہ چیں حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سنی کافر نس کا کاروبار اب بڑھ چکا ہے، جو قدم خدائے برتر کی نصرت سے متحرک ہو گئے ہیں اب اُن میں جمود نہیں آسکتا۔ ذمہ داران سنی کافر نس کی ہمتیں، اعتراضات و تنقیدات سے پست نہ ہوں گی وہ اپنے اعراض و مقاصد کے حصول و کامیابی کی دُھن میں لگے رہیں گے۔

سیاسیات حاضریہ

عصر حاضریہ میں مسلمانان ہند کی سیاسیات نے ۱۹۴۷ء سے جو نئی کروٹ بدلی ہے اور مسئلہ پاکستان یعنی قیام حکومت اسلامیہ کا جو جذبہ عوام و خواص میں پیدا ہو رہا ہے اُسے ہمارے طبقہ علمائے اہل سنت نے یہی نہیں کہ دورِ بلیڈہ کی صرف مطالعہ ہی

کیا بلکہ ہمارے جماعت کے محترم علماء مجاہدانہ جہنیت سے اذلول تا آخر اس جذبہ کے محرک و مؤید بنے ہوئے ہیں اور کانگریس جیسی ہندو جماعت کے مقابلہ پر دس سال کے طویل زمانہ سے بے پناہ خدمات انجام دے کر کانگریس کی ہر تحریک کو مردہ کر چکے ہیں، اپنی جماعت کے افراد کی خود ستائی مقصود نہیں بلکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صرف ہمارے طبقہ کے علماء و مشائخین میں جن کی مسلسل خدمت و سعی سے مسلم لیگ اپنے مقاصد میں کامیاب نظر آ رہی ہے وہ کونسا وقت ہے جس پر ہمارے افراد نے انتہائی قربانیاں نہیں فرمائیں۔ مرکزی اسمبلی کے حلقہ انتخاب میں وہ کونسا قریب تھا جہاں ہمارے افراد نے کاروائے نمایاں انجام نہیں دیئے اور صوبہ جاتی انتخابی مہم میں بھی الحمد للہ صفِ اول میں موجود ہیں۔ اور کانگریس کو حلقہ جات انتخابات میں شکست دینے کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس سے تعلق رکھنے والا ہر بزرگ اپنی نہایت بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے۔ پس ان حالات و خدمات سے ظاہر و عیاں ہے کہ سنی کانفرنس پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں الحمد للہ اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس کی اعانت و قدر شناس لنگاہوں میں وزنی ہے۔

الحمد للہ کہ سنی کانفرنس کے سامنے اسلامی حکومت کے تصورات ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے پاس ایک مکمل دستور العمل رکھتی ہے جو مستقبل قریب میں مسلمانوں کے سامنے پیش کرے گی، وہ دستور العمل ایک ایسا دستور ہوگا جو آیات بنیات و احادیث بنویہ اور احکام فقہیہ کی روشنی میں مغربی تہذیب اور عدوی راؤں کی کثرت و قلت کی شملہ و گنتی سے بے نیاز ہوگا اور جس پر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے فرد کا عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس انشاء اللہ سنی دنیا میں ایک ایسا تاریخی اجتماع ہوگا جو اپنی نوعیت اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے بے مثال و یادگار

ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کامران فرمائے اور طبقہ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں آخر میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء و مشائخین کے درود و مسعود پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

خطبہ صدارت

رئیس الملتکلمین ابوالحماد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

۲۴ — ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۲۷ — ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء

قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر کرنے، سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے جماعتی موقف کی وضاحت و تائید اور سنیت کی تنظیم کی شوکت کے اظہار کے لئے پانچ سو شاخ عظام، سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ سے زائد سنیوں کے اجتماع میں بڑھے گئے اس معرکہ الارا خطبہ میں حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ نے اپنے فصیح و بلیغ انداز میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گردش لیل و نہار کے مانتوں مسلمانوں پر سنے مظالم اور حالات دائرہ پر طائرانہ نظر
(۲) سنی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنارس کا انتخاب؟ — برصغیر کے وسط، بنارس اور اس کے نواحی علاقہ میں اسلامی معاہدہ، متاثر اور شعائر کی کثرت، گویا حواشی بنارس —
اولیادنگر ہے۔ یہیں اسلامی سیاست و اقتدار، ادب و تمدن اور علم و عرفان کے امتیازی نشانات ہیں۔

(۳) عالم اسلام کی مظلومیت — حجاز مقدس میں نجدی فتنے، فلسطینیوں پر بے رحم یہودیوں کے مظالم، انڈونیشیا پر جنگ کا تسلط۔

(۴) ہندوستانی فتنے — سنیوں کو ختم کرنے کے مختلف حیلے بہانے، سنی بورڈ

کاقیام، امکان کذب اور امکان نفیر کے جال، ختم نبوت کی خاند ساز تشریح، مدح صحابہ کے بہرہ میں قدح صحابہ

(۵) تبلیغ اور اسلام کا تعلق — مسلمانوں کا ہر فرد مبلغ ہے، بادشاہ، رعایا، سوداگر مزدور — سب مبلغ ہیں۔

(۶) اسلامی زندگی کا وسیع مفہوم — محنت و مشقت، بچوں کی پرورش، صنعت و حرفت، تجارت، علق کی خدمت، رزم، بزم — سب عبادت ہیں۔

(۷) قانون سازی صرف اللہ اور رسول کے اختیار میں ہے، لہذا غیر اسلامی قانون مثلاً خلع بن اور شاد ایکٹ سب لعنت ہیں۔

(۸) تعلیم کی ضرورت، مدارس و میاں کی تنظیم کے ساتھ انگریزی خواں حضرات کیلئے دینی تعلیم کا انتظام، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ و جغرافیہ علوم کی تدریس کا انتظام — اس مقصد کے لئے ہر سنی خانقاہ نشر علوم کا ادارہ ہو ہر محفل میلاد اور عرس مقدسہ بزم تبلیغ ہو۔

(۹) دور حاضر کی ضروریات — سنی پریس، سنی وقف کی حفاظت، نوجوانوں کے لئے ورزش کا اہتمام

(۱۰) مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان کی موجودہ حالت کے گوشوارے مرکوز میں موجود ہونے ضروری ہیں جس میں ان کی تعلیمی حالت، مالی حالت، ترقی کی صورت میں اس کی مالیت اور اس کی ادائیگی کے امکانات، ہر علاقہ میں مدارس و مساجد کی تعداد اور ان کے گوشواروں — وغیرہ کا اندراج ہو۔

(۱۱) پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت — قیام پاکستان پر اعتراضات کے جوابات، پاکستان کی اچھوتے انداز میں تاریخ۔

(۱۲) مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پروگراموں میں فرق — مسلم لیگ

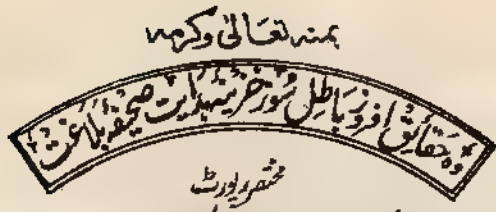
مسلمانان ہند کے لئے علیحدہ وطن کی طالب ہے۔۔۔۔۔ لیکن سنی کانفرنس کا نصب العین اور طرز عمل اسلامی سلطنت۔۔۔۔۔ پاکستان۔۔۔۔۔ کے قیام کے ساتھ ساتھ مجوزہ مملکت میں خلافت راشدہ کی طرز کی حکومت قائم کرنا۔ گویا اس کے مقاصد وسیع تر اور دائمی نوعیت کے ہیں۔

(۱۳) آل انڈیا سنی کانفرنس۔۔۔۔۔ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ تائید کرے گی اور مسلم لیگ مذہبی امور میں سنی کانفرنس کی راہنمائی قبول کرے گی۔

(۱۴) آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک جہان علماء اور مشائخ کا نرالی انداز میں ٹکڑے نہ یہ جہان اور نہ ہم میزبان۔۔۔۔۔ بلکہ یہ میعاد میں اور ہم مرئیان جان بلب۔۔۔۔۔ اسلامی طرز فکر کے مطابق اپنی بے بسی اور مجبوریوں اور علماء و مشائخ کی شفقت اور کرم نوازیوں کا ذکر۔

یہ تاریخی خطبہ (خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ) جس کا ایک ایک حرف حضرت محدث کچھوچھو کی بالغ نظری اور مقصد سے عشق کا ترجمان ہے، ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں مولانا ظفر الدین احمد نے اہل سنت برقی پریس، مراد آباد سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ آئندہ صفحات پر مذکورہ تاریخی خطبے کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

سلہ و بدبہ مکندری نے اپنے پانچ مختلف شماروں ۲۰ مئی، ۲۷ مئی، ۳ جولائی، ۱۷ جولائی، ۲۲ جولائی اور یکم اگست ۱۹۴۶ء میں اس تاریخی خطبہ کو من و عن نقل کیا تھا۔ مرتبہ



خطبہ صدارت

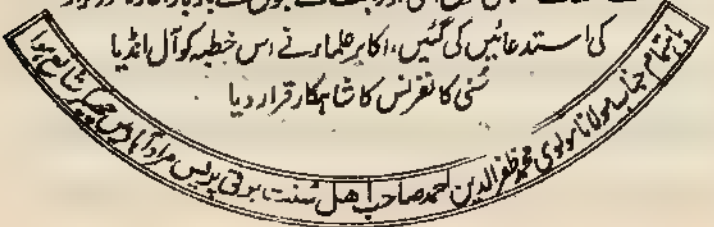
جمہوریہ اسلامیہ

۶

حضرت حامی سنت ناصر شریعت سبحان ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھو صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بینظیر عظیم المآثر تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۲ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہزار مشائخ و علماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور صحیح لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم کیا تحسین و مرجاہ و تعریف و تکیب سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جگہوں کے بار بار اعادہ اور تکرار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المؤمنين على كافة المؤمنين خالق السموات والأرضين مالك يوم الدين اللهم نحن نو من بك أياك نعبد وأياك نستعين اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ طريق أهل السنة والجماعة والحق واليقين صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين غير المغضوب عليهم من اليهود والمشركين ولا الضالين من النصاري وأهل الضلال والمتردين آمين آمين يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ الْأَكْمَلَانَ عَلَى مَنْ أَرْسَلَ إِلَى كَافَّةِ الْخَلْقِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مَنِيرًا أَنَا نَا بِالشَّرْعِ الْمُبِينِ الْقُرْآنَ الْحَكِيمَ الْمُنِيرَ وَبِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَاطْمَهِرَ الْغُيُوبَ وَنَوَّرَ الْأَفْئِدَةَ وَالْقُلُوبَ تَنْوِيرًا لَا أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَصَحْبُهُ وَسَلَّمَ حَبْلُ اللَّهِ وَعِزَّةُ الْوَثْقَى وَنِعْمَتُهُ الْكَبْرَى جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ ظَهِيرًا مَنْ اعْتَصَمَ بِهِ فَقَدْ نَجَّى وَمَنْ خَالَفَ فَقَدْ غَوَى فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا وَعَلَى آلِهِ وَاصِحَائِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَوْلِيَاءِ مَلَّتْهُ وَعُلَمَاءُ أُمَّتِهِ وَشُهَدَاءُ حُجَّتِهِ صَلَوةً وَسَلَامًا أَبَدِيًّا دَهْرِيًّا كَثِيرًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ

مشائخ کرام علمائے اعلام اعیان اسلام و برادران اہل سنت و جماعت میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس دورِ مذکور کا بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلسِ استقبالی کی صدارت کی حد

کے لیے میرا انتخاب قابلِ شکوہ ہے یا لائقِ تشکر ہے اس کو اراکینِ مجلس ہی جانیں میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیاد کو بے شمار ماحین مل گئے ہیں یا ایک فریادی کو ہزاروں اصحابِ عدل و داد میسر کر گئے ہیں مجھے یاد ہے کہ ۳۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا، اور ملکِ ملت کے حقیقی رہنماؤں کا جھگڑا تھا اور بحیثیت صدر مجلسِ استقبالی حضرت بابرکت شیخ الانام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حاد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور نورِ ہدایت رکھتا ہے جو اُس وقت اُس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشینگوئیوں کو ہماری قدیمت آنکھوں نے دیکھا اور عالمِ ربانی و عارف باللہ کے نور فرست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا جس کو یاد کر کے کھڑکی کی گھرائیوں سے جیسا خندہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی نہ کو صنائع نہ کرتے اور کاش دشمنانِ نظامِ اسلام کو ہم اُسی دن پہچان گئے ہوتے تو آج ہم کتنے بلند مقام پر پہنچتے اور درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیتوں کو جو شکا کر لیا ہو ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے (آئیے ہم اور آپ سورۃ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روح حضرت حجتہ الاسلام کوہدیر کریں اور ان تمام اعیانِ اسلام کوہدیر کریں جن کو ہم اس عزم میں گم کر چکے ہیں۔ حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تنقید عزم کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں اب تو یہی ہمارے سبیل و ہمارا کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور ہمارے منظم نظام اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور منتِ نئی تارکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب مسلمانوں کی بے نظمی اور سینوں کی بے کسی اور اعدا کی تیاریاں دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں

بنظر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہیگا۔

اے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بنارس ہندوستان کا مشروائع ہونے سے ہر طرف سے آنے والوں کے لیے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے۔

لیکن اب آپ بنارس آچکے اور کچھ سے کئے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جو پور جو سلاطین شرقیہ کا دارالسلطنت رہا ہے۔ ایشیائوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، ظفر آباد، جلال گنج، خالص پور راستہ میں پڑے ہوئے۔ پورب سے آنے والوں بنارس کو پہلوئے مشرق پایا ہوگا شہر کے پورے حصے کو یوسف پور، غازی پور، سید پور، موہن پور، دکن میں الہ آباد، مرزا پور سے گزرے ہوئے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کٹر دل رکھنا ہمارے موروثوں کی وراثت ہے، بنارس کے گھاٹ کی زمینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہی ہے اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے۔ دہلی کی طرح یہ بھی شہر ہے جہاں اب تک شاہان مغلیہ کی نسل آباد ہے ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جانگیر محبت لال قلعہ دہلی کے حقدار وراثت اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محل بھی ایسا نہیں جس میں گنج شیداں نہ ہو، شہر سے جس طرف نکل جائے کوئی نہ کوئی مسلم الثبوت عارف۔ بالمشادہ سودہ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیا نگر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حاشیہ متن کی اہمیت کو بڑھا لے ہے اور اس کی گتھیں کو سلجھا لے ہے یہ آثارِ مہنا دیدہ ہیں جو اس شہر

بنی کاغذ اس کے لیے بنا

کی دینی سیاسی اہمیت کی معتبر اور مفصل تاریخ میں اور اسی روشن ماضی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر برطانوی اعلان و اصطلاح میں تقریباً ایک لاکھ مدعیان اسلام پر مشتمل ہے جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں اور جن میں اہل سنت و جماعت کی قدادی برتری بجزوہ تعالیٰ کو فیصدی ہے۔ ایک ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دودھو چار چار خانقاہیں ہیں سلاسل اربعہ قادر پر چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ ضیعی علم ہر طرف جاری ہر اسی شہر میں دو خانقاہ اشرفیہ پرچہ علماء مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہر دور ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم رسل رسائل اور ہر برادر طریقت شیخ عبداللہ صاحب کٹر کٹر ناظم مالیات جناب ڈیری شیش بنارس کینٹ کے بارے میں ہر جس کی سکل و ماری ہر اس شہر میں عربی علوم کے لیے دو مشہور مدرسے ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے ایک جن سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعت الحق اہل سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں جن میں سے پہلے مدرسہ ہکیم محمد قازان ابدال ایڈیاسنی کانفرنس کے اصل داعی حاجی جلال الدین حسنا اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم جناب عبدالغفور صاحب صدر مرکز کی حوصلہ مند یوں اور مدرسہ ہکیم محمد قاسمی کانفرنس بنارس میں پڑھو وارڈ کے ناظم حاجی عبدالغفور صاحب کی جانکاہیوں کا ثبوت حسنہ ہیں۔ سرکردہ اعلیٰ ترین سی بنارس میں آئے چکے تو جانے کا نام نہ لیا نہ جانے کس بجائے پامرا کر گیا۔ چنچ پڑے کہ آئے از بنارس زوم الپچھلے عہد میں بھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالکبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کے واپس آئے اور بنارس کو وطن بنالیا حضرت کی شہر میں بیشمار یادگاریں ہیں جن میں قابل تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے جو پنجاب بااصل کے اندر واقع ہے اسی خاندان تاج کے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم حافظ محمد حسن صاحب بنارس کے ذرہ در ذرہ میں اگر مہربانیت کی مہر و پرائی تاریخ پر تو اسلام کی تہذیب کا دفن بھی ہو گا اور یہ تاریخی شہر جو جس علم و عرفان سے اقتدار و ادب تمدن میں قائم مسلم و عیسائی دونوں میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھتا ہے میرا وطن کچھ شریف بنارس مستقل دارالافتاء ہے اسباب وہ عجائب مساجد یہ نہیں بلکہ سر میں درد ہوا غزل زمین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارس کچھ شریف ضلع فیض آباد بھی گیا

۱۴ دینی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کو شہر اکبر پور ہادی مجلس استقبالیہ کے ناظم مالیات جناب ڈیری شیش بنارس کینٹ کے بارے میں ہر جس کی سکل و ماری ہر اس شہر میں عربی علوم کے لیے دو مشہور مدرسے ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے ایک جن سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعت الحق اہل سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں جن میں سے پہلے مدرسہ ہکیم محمد قازان ابدال ایڈیاسنی کانفرنس کے اصل داعی حاجی جلال الدین حسنا اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم جناب عبدالغفور صاحب صدر مرکز کی حوصلہ مند یوں اور مدرسہ ہکیم محمد قاسمی کانفرنس بنارس میں پڑھو وارڈ کے ناظم حاجی عبدالغفور صاحب کی جانکاہیوں کا ثبوت حسنہ ہیں۔ سرکردہ اعلیٰ ترین سی بنارس میں آئے چکے تو جانے کا نام نہ لیا نہ جانے کس بجائے پامرا کر گیا۔ چنچ پڑے کہ آئے از بنارس زوم الپچھلے عہد میں بھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالکبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کے واپس آئے اور بنارس کو وطن بنالیا حضرت کی شہر میں بیشمار یادگاریں ہیں جن میں قابل تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے جو پنجاب بااصل کے اندر واقع ہے اسی خاندان تاج کے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم حافظ محمد حسن صاحب بنارس کے ذرہ در ذرہ میں اگر مہربانیت کی مہر و پرائی تاریخ پر تو اسلام کی تہذیب کا دفن بھی ہو گا اور یہ تاریخی شہر جو جس علم و عرفان سے اقتدار و ادب تمدن میں قائم مسلم و عیسائی دونوں میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھتا ہے میرا وطن کچھ شریف بنارس مستقل دارالافتاء ہے اسباب وہ عجائب مساجد یہ نہیں بلکہ سر میں درد ہوا غزل زمین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارس کچھ شریف ضلع فیض آباد بھی گیا

بنی کاغذ اس کے لیے بنا

امیر شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے، ہمارا وہ مقدس دبر گزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی اہل سنت و جماعت اس کا حیرانہ استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو ہلاک کر دینے پر حلف اٹھا چکا ہے سنیوں کے پیسے سے مدرسہ چلایا جاتا ہے اور اس میں ایسے دل و داغ تیار کیے جا رہے ہیں جو سنیوں کو تائیں، جمہوریت اسلامیہ سے ٹکرائیں، اسلامی اتحاد و میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں، ہمارے سلاطین و امراء و خواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ ہمارے دشمنوں کا ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے محاربوں کا ہماری خانقاہوں میں رسائی۔ خائفانہ شکنوں کی ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

۶ تن ہمہ داغ و داغ شدہ بنید کجا کجا ہنم؟
غضب یہ ہے کہ یہ سارے نظم فقے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھیر ڈال دیا گیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی امت بدن دلاڑے لٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر ان کے سبوح و قدوس خدا جس کے سر ذات جاوہر جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں اس کو بلا مکان چھوٹا کیا جا رہا ہے سنیوں کو ایذا دینے کے لیے فضیلت علم شیطان کو رسول پر بڑھایا جا رہا ہے رسول پاک کے علم کو پاگلوں چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم زبانی نبوت کا انکار ہے توکل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے بے دین مشرک پرست خود ہیں اور ہم دینداروں کو جتنی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی ملت فروشی وہ کریں اور سنیوں کو ملت فروشی بتائیں نام لیں مدح اہلبیت کا اور تبرائیں اصحاب پر دعوت دیں مدح صحابہ کی اور کلام کریں قدر اہل بیت کا۔ یہ تو دین پر مبنی ہے۔ دنیا میں سنی بازار

کافر و مشرک کی فروزاں

سے نکالا جا رہا ہے اس کو مقروض بنا کر دیا جا رہا ہے، اس کی وراثت حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صرف غلط ہے۔ جو نہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے دین آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ کج ملک ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سنتیں نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ وہ نہ سنتیں تو پھر سنتوں والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل ہیں، یہ بھی غلط ہے جس کی گہری نیند پر غفلت کا گورنہ ہو سکے وہ بیداری میں کیسے غافل رہیگا تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا۔ وادی وادی چوٹی چوٹی، شہر شہر قریہ بقریہ پھرتے رہنا، ہمارے ایمان کو سوزانا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا ہماری تاریخ کو دہرانے کی سعی فرمانا اور ایسے دور میں جب پیری مریدی پر چٹ کر فائیشن ہو۔ دین اور علم دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو۔ مشائخ کو قوم پر بارگراں کیا جا رہا ہو علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنالیا گیا ہو پھر بھی دین کا ذریعہ اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طبقہ سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو ان کا منصب ہے، ان کے آقا کی سلطنت مصطفویہ نے ان کو جس کرسی پر بٹھادیا جو نہ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ وہ ڈیوٹی میں لگے ہوئے ہیں ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی بھینٹی کسی گئی، ان کو پرانی لکیر فقیر کہہ کر مہنسا گیا اور وہ کونسی اذیت ہے جو ان کو نہ پہنچی مگر مر جبا اور بار مر جبا ہمارے حاجی ان کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہہ کر یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا اور اپنے پاک مقصد سے کہیں نہ ہٹا اور اپنے مقدس فتویٰ کا ایک حرف کہیں نہ کہا اور اپنے علم و عمل کی نجات میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز

مشائخ و علماء کے خلاف

پیشوا ان دین کے کارنامے

مشائخ و علماء کو امر کی ہمت

بارگشت کی یونیورسٹی سے کالج سے اسکول سے، کوچہ و بازار سے درو دیوار سے آرہی ہے
 اور ہندوستان کا کون سا سنی ہے جو نعرہ پاکستان سے بے خبر ہے دنیا نے بڑی تلاش کے بعد
 اس شخص کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو کج سمجھنے کے اس پیغام
 کے لیے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا وہ ہاری آل انڈیا
 سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے صدر الافاضل استاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات
 گرامی ہے اور ان سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر باٹھنے لگا اس میں ڈاکٹر اقبال
 کی شہرت آگے نکلی، بات دور نکل گئی میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پردہ نہیں ہیں
 پھر کیا بے رحم ہیں؟ تو یہ تو یہ کہنا تو سفید جھوٹ بولنا ہے ان کی راتیں ہمارے لیے آہیں
 کشیں، ان کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے ان کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں
 ہماری یاد نہ ہو ان کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اس میں نہ ہو پھر یہ
 اندھیر نگری کیوں ہے۔ یہ ظالموں کی غارتگری اور سنیوں کی بیکسی کیسی ہے میرے خیال
 میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا کوئی
 نظام نہیں ہے ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہتا ایک دوسرے کی حدود سے
 الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر ہیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں، کہاں
 ہیں، کتنے ہیں۔ سندھ اہل ہند کی محکاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہل سندھ کے
 خیال میں کرہ زمین کے آخری سرے کا نام ہے، کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ
 دیکھا نہیں، بنارس سنا نہیں کتنے یوپی ولے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، ہنگامی کوئٹہ نہیں
 آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم
 تو دس کروڑ عیان اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چائیکام در اس کے

پاکستان کی پہلی کڑی

سنی کانفرنس کا ایک

کلیسیہ میں کی مشاعرہ

حواشی میں سولہ سولہ اہل سنت مدرسین مبلغین مصنفین و ارباب فتاویٰ ہیں۔ ہمارے سارے
 ملک میں صرف علماء کا شمار بیس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔ تو ہم اس قدر تحیر
 ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ
 و الثناء کے اس قدر لشکر منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو پھر
 کھلے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم نا غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ
 ہمارے سامنے آسکے کشتی لڑنا درکنار ہاتھ ملانے کی جرات نہیں کر سکتا ساری سازش
 ہمارے غلبوت ہو جائے، ساری چیخ پکار کھٹی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہم کو جب
 یہ محسوس ہوا تو ملک و ملت کی حالت لمحہ میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نظر
 نہ آیا کہ ہم آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھادیں اور خود وفاداری کا عہد کریں۔ آپ ججوں کی ایک
 عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک مقام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں
 کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاق ہیں اور ہماری قابل رحم حالت ہے جس نے
 جرات دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرت کے ایک مقام
 پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان بلکہ ہم جاں بلب ہیں اور آپ مسیحا دم ہیں۔ آپ
 ہماری کرہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری بچپنی سے چین بچیں نہ ہوں ہم آپ کی خاطر کب
 کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں
 ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو پھوس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرانے
 کے لیے ہمارے خانہ دل کی دیرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر
 حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

علاء کی تعداد

مشائخ عظام

مشائخ عظام و علمائے اعلام، ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری

پُرانی تاریخ یہی تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علماء مبلغ عوام مبلغ پیر مبلغ مرید مبلغ سوداگر مبلغ
مزدور مبلغ۔ کوئی ہے جو رسول پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی
مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سوا
ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا نصرانیت
کا مندرجہ بالا کان کے سوا میدان میں کھنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اولاد و خلیات
میں تبلیغ کی روح کیسے آتی سب کے مبلغِ دین کے نام کو اپنی پرائیوٹ جائیداد کی طرح چھپائے
رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شمسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صدائے
کی روشنی کو پھیلا دیا ہدایت کی دلوں میں ترپ پیدا کر دی، رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا
جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بلغ ما آتزل
الیک رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ

میراجہ اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا، میرے ہندوستان کا بادشاہ
چشت میں پیدا ہوا اور اجیر چلا آیا، میرا سلطان سمنان چھوڑ کر کچھ چھڑ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ
میں سر نیاز چھکا کر میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر میں اپنے سلطان کی
سرکار میں عقیدت کا تدارانہ لے کر گئے ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغِ دین کے لیے
تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اسم بے نظمی کی نذر ہوا، عیسائی
مشرقی ایک نظام کے ماتحت ہے، وہاں پرستِ مشرکین کا منظم سنگھن اور شدہ کی ناپاک
تحریک ہے اور لائی گنگا ایسی بہہ رہی ہے کہ تبلیغ جس کا حصہ ہے اُس کا نہ کوئی مرکز ہے نہ
انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اُس کی شاخیں ہوں ہر ضلع میں
اس کو آفس ہو، تحصیل میں اس کا نظام ہو ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو تو آپ دیکھ

لیکن کہ ملک کی مردم شناری میں غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اضافہ کس تیزی سے
ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش
میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشنے۔ زمین کو گوارہ امن و امان بنا دے جہاں
روح برسرِ عمل ہو۔ اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہی چیز جو
جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور ٹھوس شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم
ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے تعلیم ہی سے صحیح تدبیر اور درست تفکر کی اہلیت
اُبھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اُس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس
تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ
نظر آتے ہیں جو خود مسلخ ہو گئے اور اسلام کو مسلخ کرنے کا قصد کر لیا، گزشتہ ایک صدی کے
اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سائیس جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی مانتی یا دگا دیں عقل کی
سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے
آگاہ ہیں، جو پیغمبرِ اسلام کی توجہ کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون
کی کوئی حد ہے، کہ شارع کی عظمت کو اُس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے
سے ملک کو تجربہ ہو چکا کہ آوارہ تعلیم کا ہوں کے طلبہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ
پھیر کر اپنی توجہاتِ تعبد کو راشٹرپوت کی طرف پھیر لیا، مدینین نے مکہ چھوڑا، اور یمن کا
حاکم سننے والے سُن لیں کہ صلا المدینین نے یہ چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشنام زمین پر فٹہ جوڑا۔ اب
قرآن شریف اس لیے پڑھا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف
میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جمالت ہزار درجہ بہتر ہے کسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لڑاٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو کی مینیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اب اس قومی دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درس گاہ کو مدد دے کہ اس کو زندہ رکھا جائے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل انصاف مدارس بکثرت موجود ہیں، اور ما شاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں، صد اعلیٰ، سلامانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں یہ جہتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں سیدینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میر نہ آتے تو اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درس گاہوں میں کوئی نظم و انتظام نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خیر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں، انصاف میں یکسانیت نہیں، طریق تعلیم میں توافقی نہیں کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر مہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلایا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے برکت تعلیم سے ہر آن اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن و شان ہے

جس کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچی جائے، ان کے مساجد کا انصاف ہو اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے۔ ہاتھوں کے لیے شیشہ کا کھولے جائیں آسمان بلبلان میں بن کی تعلیم کے لیے کتب تصنیف میں اور تصنیف مجتہدہ اسلام کی نگرانی ہندی کتب سنی پھر جس چھوڑیت اسلامیہ کی تصدیق ہو۔ علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کیے جائیں۔ سیاسی و اقتصادی تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی مابقی سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور اس کے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے خدائے انہوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو تو پھر آپ لعین رکھیں کہ ضلع بنگال اور بحیرہ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے علم درست طور پر آجائے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد کچھ خیالات کچھ اوہام پر اعتقاد کر کے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدان عمل میں کھڑا کر دیتا ہے۔ عقیدہ توحید سے لے کر محاد کی تمام تفصیلات کو اس لیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو کر کے دکھا دیتا ہے انسان کو علمی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے۔ صاحب تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنا دیا ہے یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے خدا کی پرورش کو روع و سجود میں حمد و نہیں کیا

اور نہ مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا بلکہ سلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جو کچھ بیٹھنے کو کھانے پینے کو، اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورشوں کو، صنعت و حرفت کو، کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو، خلق کی خدمت کو، بزم کو، رزم کو، سب کو عبادت بنا دیتا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے۔ ہر کارکن صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے اور سلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے۔ ڈنڈوں اور ڈسیلوں سے بھی ہوتی ہے، اور شتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو پہنچتا ہے، پھر اسلام لے کر قہاں کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے۔ اور مفروضہ تعادلت مدارج کو میٹ کر لائن آکس مکہ عند اللہ انشکھ فرما کر برتری کا مدار عمل صالح پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروردگار کا دنیا کو مجرب ہو چکا ہے ساری دنیائے دیکھا کہ امیوں کو استاذ زمانہ بنانے والا غیر متدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا بکری چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا، بے امنوں کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا، اسلام اور صرف اسلام ہی۔ مگر آہ کہ جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہلکے سامنے ہیں۔ بے عملی ملت پر چھا گئی ہے مسجدیں ویران ہیں۔ ان کے نام بیشتر بے سند ہیں۔ اسلامی کلچر پر تنصیر یا تہند کی لعنت لائی جاتی ہے۔ خاتماہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے، ہر ایک نیا نیا لکھنے عمل اپنے جی سے بناتا ہے، قانون سے زکونسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے تو ان ناداروں کو دیکھ کر جن کے پاس کوئی حقیقی قانون نہیں ہے، اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں۔ اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بلے میں کوئی قانون

مسلمان کا لکھنا صرف اسلام ہی
کونسل بنانا کلام

نہیں یہ مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر یہ منگولیت ضلع بل کیا بلا ہے۔ یہ شارکا ایکٹ میں تو مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے اور جہالت کا ہلکا اثر یہ کہ کبے خبر ہیں اور اپنے کو اخبار سمجھتے ہیں۔ علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں۔ اور پھر علمائے دین کے منہ آتے ہیں۔ بھٹا نوی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلند یوں تک کیسے پہنچے کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمرہ قافوں سے جو روزانہ بنا کر آتے ہیں پیشہ ورانہ اچھا و ادعا کو انٹ اور الٹی قانون تک باریاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دارالتصنیف اپنے ہاتھ میں لے لیجئے و طلاق قدرت اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے غیر مشروع قوانین کو ختم کر دیا جائے مسلمانوں کے قصایا کے لیے اسلامی دارالافتاء کو حکومت مہنویا جائے کہ قانون سازی کے چکر کو کٹا کر قانون اسلام کی ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خاتماہوں کو نشر علم کا ادارہ بنا دیا جائے۔ میلادین کی محفلوں کو بزم تبلیغ کر دیا جائے۔ اعواس بزرگان دین میں سنی کاتفرس کی روح ڈالی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے۔ اور مسلمان کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے۔ پھر کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں بھرے بھرے بازوؤں اور دہچنے اونچے سینوں اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے۔ کر لہنے لگے، زمانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آگیا ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹایا جائے، اور ملے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے، یہ کام بہت زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا اپنا پس

مرواٹ اور سارے معاملات میں اسلامی نظام قانون

اپنا پیٹ خاوم اور اپنا ہر کام ایسا کر کہ غریب سنیوں کی برائے نام کمائی بھی اُس کے لیے کافی ہے سنیوں کے پاس اوقات اس قدر ہیں جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں بلکہ اسلامی اصول پر خرچ کیا جائے۔ تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے نام پر وہ قف ہے اور الحادی علم پر خرچ ہو رہا ہے۔ مسجد پر وقفہ کر اور سنی وقف بورڈ کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقات کے آخر خرچ پر کٹرول کر لیا جائے، تو بجٹ میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حصرات! ہم کو مد اس اور خافا ہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی خدیہ حاجت ہے ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ اور جسمانی صحت و تندرستی کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی خواہی تیراکی شہسوار اور لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا جس میں ہمارا کوئی شافی نہ تھا، ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔ ہمارے جوان کو ضخیم مزاد صفت شکن کسا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی تن آسانی، اکائی، چروں کی بے رونقی، اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے۔ تعلیم کو بھی جامہ پہنانے کے لیے اکھاڑ ایک مستقل ادارہ ہے جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر ان کو ایک نظام میں بنایاں مخصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنا دیا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل ابھی کمزور ہوگی۔ اور کمزوری وہ بلا ہے جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے۔ معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی قتل و غارتگری، بیسوں کے لیے قتل و غارتگری، جس کو ہم براہِ دیگر رہے ہیں کہتے ہیں کہ خدایا! ہم کو بچا دے۔ اور جب یہ سب ہوتا ہے تو پھر کیا ہوگا؟

پاکستان کا خاوم اپنا خاوم

قادر

پاکستان کا خاوم اپنا خاوم

اے صد ہزار احترام و عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت ہے، ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں ہمارے کمزوریاں لا انتہا ہیں، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے ہم اشہ فرمائیں مبلغین پیدا کریں۔ اور میدان تبلیغ میں بھیج دیں اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں کی مردم شماری کر لیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا جو کہ ہر سنی کا نام بقید ولایت ہو مکمل تہ موعر پیشہ، مالی حالت، تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں۔ مقدار قرض، ادائیگی کے امکانات وہاں کی غیر سستی آبادی مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری، تمام تفصیل ضلع حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی مدرسہ یا نہیں۔ اس طرح اندراج ہو کہ ہر قسم دیکھ کر وہاں کا سنی مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اسی معیار میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد و نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی کیفیت، مصارف بھی درج رجسٹر ہو جائیں، تو بھونہ تعالیٰ، و بھونہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگیں۔ اور نظام و اجتماع کی روح تیزی سے ملت میں دوڑیگی اور دور دوری قومیں جو پچاس برس میں ذکر کر سکیں وہ مہینوں میں آپ کر سکیں۔ یہ تو بیکار کو تندرست کرنا ہے آپ حضرات نے تو مردوں کو جلا لیا ہے۔ اپنے اولیاء کی کرامات حق ہونے پر جا را ایمان ہے، اپنے علماء کے منصب نیابت رسول پر جا را اطمینان ہے۔ جو تاخیر تھی وہ آپ کے کچا ہونے کی تھی وہ ابھی بھونہ تعالیٰ امیر آئی اب ہماری شفا یابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے۔ اب ہم زندگی کی آس لگانے میں حق بجانب ہیں اب آپ کو پاک نگاہی پاک تدبیر پاک تعلیمات ہم کو پاک عطا کر دیں گی۔

میرے دینی رہنماؤں میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان کا خاوم استعمال کیا جائے اور ہر سنی کو پاکستان کا خاوم استعمال کرنا چاہیے۔ اب اس کا خاوم استعمال کر رہے ہیں۔ پاکستان زندہ باد، تمام کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے، ہر سنی کو پاکستان

لے کے رہینگے مسجد میں خافتا ہوں میں، بازاروں میں، دیرافوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے
اس لفظ میں پنجاب کا یونیٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر لنگی بھی بولتا ہے۔ اور
ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی شکوک
ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونیٹ کا پاکستان وہ ہو گا
جس کی مشنری سردار گندہ سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری
قوین چینی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستانی کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ لٹے پٹے ایک سرس
سے راتے بتائے۔ اگر یہ صحیح ہو تو لیگ کا الٹی گمانڈ اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے
اس پیغام کو قبول کیا اور جو یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں۔ وہ صرف اس قدر ہے
کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آواز حکومت ہو جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان
وال عزت و تکریم کو حسب علم شرع اس میں بچائے۔ ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ
جائیں ان کا دھرم جانے۔ ان کو اکتوا اللہ محمد محمد سنا دیا جائے اور بجائے جنگ جہل کے
صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پاس ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کے
اس بھی ہوئی تفریق کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی معنی قبول نہیں کریگا۔
ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا نہ تجاویز ملی ہیں۔ نہ اجازات کے ہفتوائی ایڈیٹر مل دیکھے
ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے کچھ نئے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد
ہو، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور
اماسی کا کیا سوال ہو۔ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی بھی ہے، وہی تہذیب
مستعد بھی ہیں لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے
بلکہ لیگ کے جذبات کی گھنڑ جہاں جس کو وہ ہر عرض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر تو لیگ زبان

پاکستان

پاکستان

میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیائی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس
میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہے جس کو مختص طور پر
ہوں کیسے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو بہاری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔ لیکن
اگر عالم اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ چھوڑا اٹھوڑا کر کے پاکستان بن جائے تو اس کو بنایا جائے
کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ
عالم اسباب میں حکمت تدبیر ہے ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان
کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ الامور مہرونہ باوقاف تھا اصل حقیقت
کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں کفر کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے۔ بلکہ
عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور صلح نامے واعدہ
اللہ ما استطعت کی تعمیل میں ہوتے ہیں اور بعد استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں آل انڈیائی
کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ دلوں
حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جھینگے پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو
مسی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ ماں میں وفاداری مشن کے سامنے مٹا جاتا ہو کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان
کا فخر لگا کر گئے ہیں لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض
نہیں۔ کیا عجب ہے کہ ۴۴ گز کے چالے سے پھنے واؤں کے لیے ننگوئیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ دلا
حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرات سطور بالا میں سلم لیگ کا نام آ گیا ہے۔ اور اس طرح آیا ہے کہ وہ مسی کانفرنس کے بالکل
جھاگہ ذابک نظام پر یہی حقیقت بھی کہ سلم لیگ کا پروگرام عاضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے

پاکستان

پاکستان

پاکستان

اور آل انڈیائی کونفرس کا پروگرام دوامی ہو، پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسجدوں سنی اماموں، سنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلادوں، مذہبی تصنیف گاہوں سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہو۔ پاکستان کا حق ملازم مسلم لیگ کو نہیں بلکہ جٹانوی مسلمانوں کو ملے گا اور ان میں غلبہ محمدی مسلمانوں یعنی سنیوں کا ہو تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملے گا۔ سنی کیسا پاکستان بنائینگے، اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقی کو دیکھ لیا جا دو یہ فاروقی کی سیر کر لی جائے عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے اسی قسم کا پاکستان بنائینگے، اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہو اور ضرور ہو تو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیائی کونفرس پر یہ ہم نے مانا کہ اگرگز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے۔ اور اس نافع کے سوا خطروں سے الگ ہونا چاہتا ہو اور وہ کونسل حکومت ہندوستان کو بے ڈالنا ہی چاہتا ہو اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھرا ہو اور وہ بلا شرکت غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اور مانا کہ اس کا جواب یہی رہ گیا ہو کہ قانون جس کو مسلمان کہہ دے اس کو کجا کر کے اکثریت کے نام لے دے والے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ سی پوزیشن میں ہو اور یہ بھی بالکل مانا کہ مسلم لیگ کے سوا احمد چاہرگی چال باز یوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی نئی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہو جس قدر پہلے تھی ہم سے مسلم لیگ کو کسی کی امید رکھنی چاہیے کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہو گا۔ اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمان کا نفع ہو گا آل انڈیائی کونفرس کی تائید ہی کو بیدار بیج حاصل ہوگی

سنی کونفرس کی اہمیت کا اہم

اور دینی امور میں ہاتھ لگنے سے پہلے آل انڈیائی کونفرس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑے گی ہلوار ضرور کرنی پڑے گی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہو کر کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی تو نہیں دیکھیں میں ایک لفظ نہیں کہنا ہوا اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہمارا لیگی ہو جانا ہو تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابل مصلحہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر وجہ گیری کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا یعنی علما، حق، وہ نہ کسی مغرور کے دباے دیتے ہیں نہ کسی شکی دہی سے اٹھتے ہیں نہ کسی بد زبان بے لگام کو پر کاہہ برا سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں حق گوئیں حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شغاب بخشنے والے حکماء اسلام! ہم نے اپنی بیاریاں بیان کر دیں اور بیاریوں نے اس قدر بڑھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیاریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی صداقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہر جھوٹا ہار علیحہ کیجیے اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا دے دیا کیجیے غوث کے نام کی بھیک دیجیے خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ سے رسمی طور پر بھی کہیں کہ ہماری خادمانہ فروگزاشتوں کو معاف کیجیے یہ وہ ہے جو کچھ تو خدمت کرے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر رحمت دی کہ اپنا رازش اپنے ساتھ لائیے ہم ایک نوا بھی نہیں دے سکتے ایک مرتبہ سنی کونفرس میدان کر بلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہ فرات نہ حرم شرم سے پانی پانی ہو گج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ آب آہیم شرم کے ہر اپنے سر کو تھکا کے ہوئے آپ کی دفا داری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلس استقبالی کے غلصہ درویشوں کے لیے درخواست دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمہ خلاق کا اعتراف و اپنی مجبوریوں پر رحم کی ہزار ادب درخواست ہے

آپ کا وفادار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیض الرحمن دیگڑی جیلانی ابوالحاجہ سید محمد غفرلہ کچھوچھو (صدر مجلس استقبالی)

۲۷ اپریل ۱۳۸۶ء

آل انڈیائی کونفرس بنارس

مجلس استقبالی آل انڈیائی کونفرنس

جمہوریہ اسلامیہ آل انڈیائی کونفرنس کے اجلاس بنارس منعقد ۲۶ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء کے

عہدیداران و اراکین

(۱) حامی ملت ناصر ملت اس الحدیث رئیس الکلمین فرزند رسول نورنگاہ بٹول حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جلالی کچھوچھو منظم مدظلہ سید تقی جلالی و حال صدر آل انڈیائی کونفرنس

(۲) عالی جناب مرزا اجا سنگھ بخت صاحب رئیس اعظم نائب صدر

(۳) عالی جناب حاجی جلال الدین صاحب رئیس اعظم خازن

(۴) عالیجناب ماسٹر عبدالصاحب کنٹرکٹر ڈیری اسٹیشن بنارس کینٹ ناظم ریل و رسائل

(۵) عالیجناب اشیر الدین صاحب تاجر پارچہ بناری ناظم مالیات

(۶) عالیجناب خواجہ عبدالحق صاحب ناظم اسٹیج

(۷) عالیجناب داروغہ شہجیان علی صاحب ناظم قیام گاہ

(۸) عالیجناب مسٹر لاکھ صاحب امیر العسکر

(۹) عالیجناب نذیر الدین صاحب سوداگر پارچہ بناری نائب ناظم مالیات

(۱۰) عالیجناب عبدالقیوم صاحب تاجر پارچہ بناری رکن اعظم

(۱۱) عالیجناب حافظ محمد اسحاق صاحب رکن اعظم

(۱۲) عالیجناب عبدالعزیز صاحب ناظم مطبخ

(۱۳) عالیجناب مولوی سلیم اللہ صاحب رکن

(۱۴) عالیجناب منظور احمد خاں صاحب رکن

(۱۵) عالیجناب عبدالغفور صاحب رکن

(۱۶) عالیجناب مرزا معظم بخت صاحب رکن

یہ ہیں وہ چند پیش چہلوں نے بنارس میں وہ کردکھا یا کہنا راہ بند وستان جرت میں چل گیا۔ فوج اہم اللہ تعالیٰ
عناوین سائر اہل السنۃ والجماعۃ حسن المجاہد امین اللہ امین مجاہد نیل سیلہ امین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وجمعین

تجاویز منظور کردہ آل انڈیائی کونفرنس

منعقدہ ۲۶ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و سائنسدگان صوبیات ہند

مجلس اول ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۷ بجے شام اندرون بلخ فاطمان و تلاوت قرآن مجید بعد از اس سید نبی علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصال ثواب۔

مجلس دوم ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر اندرون بلخ فاطمان بعد تلاوت قرآن پاک و ایصال ثواب حسب ذیل تجاویز اتفاق کرار منظور ہوئیں :-

تعلیم

(۱) آل انڈیائی کونفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام صوبیاتی کونفرنسیں اپنی ماتحت کونفرنسوں کو آمادہ کریں کہ ہر مقام کی کونفرنس کے اراکین کی ایک جماعت اور جہاں کونفرنسیں قائم نہ ہوئی ہوں وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر شخص کی رہنمائی میں ابتدائی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں۔ اور ہر بر گھر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی نگرانی رکھیں۔ ابتدائی تعلیم مراد حرف شناسی سکھانا عبارت خوانی بنانا اور ابتدا ہی سے ایمانیات ضبط کرانا اور اوسرو نوایہ کی ترغیب و ترہیب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشہور انبیاء کے مختصر معجزات اور حالات سے باخبر کرنا یہ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے۔

(۲) آل انڈیائی کونفرنس کا یہ اجلاس صوبائی کونفرنسوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں مندرجہ بالا اصول کے مدنظر ابتدائی تعلیم کا انتظام کریں، اور اسکی جسطورہ و رسم کو پیش کی جائے کہ مسلمانوں کے ہر بچہ کو معتد بہ اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے

تاکہ وہ اردو، اور فارسی کتابوں کو دیکھ کر مطلب حل کر سکے، اور جو علوم کی کتابیں اردو فارسی زبان میں ہیں ان سے فائدہ حاصل کرے۔

(۴۴)۔ عربی تعلیم کے لیے تین حصے مقرر کیے جائیں، ایک ان کو گویا کیلئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لیے دے سکتے ہیں، ایک ان کے لیے جو علوم و فنون میں تکمیل چاہتے ہیں، اور ایک متوسطین کے لیے۔

(۴۵)۔ اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لیے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں، اور ان کو غور و خوض کیلئے کافی وقت دیا جائے۔ اس نصاب ساز جماعت کی حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالخیر سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ غفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جاتا ہے کہ ہر صورت سے قابل ترین اشخاص کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

(۴۶)۔ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا مسیحی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ مسیحی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات بہم پہنچائے تاکہ مدارس دینیہ اہلسنت میں باہم ربط پیدا ہو، اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔

(۴۷)۔ تاکہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۴۸)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اہلسنت میں حتی الوسع شعبہ طب بالخصوص اور بالعموم اردو و دیگر حصول معاش کے اضافہ کی سعی کی جائے۔

(۴۹)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا ادارہ تصنیف کو لایا جائے جو ہر قسم کی

عربی تعلیم

نصاب اور نصاب ساز کمیٹی

مدارس اہلسنت کے مدارس

تہذیب و تمدن

تہذیب و تمدن

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء بجے صبح نالیک بجے دوپہر اندرون باغ قافلہ خان
حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱)۔ آل انڈیا مسیحی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی جبر و حمایت

کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ ملحد و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالخیر سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت عبدالرشید مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت شیخ اعظم مولانا مولوی عبدالعظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجیر شریف۔ حضرت مولانا ابوالبرکات شہید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر شہید شاہ عبدالرحمن صاحب بھرچوندی شریف (نندہ)۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانگی شریف۔ خان بہادر حاجی کنفی مصطفیٰ علی صاحب (مد اس)۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳)۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہو گا کہ اضافہ میں تمام سوچاوت کے نمائندے لیے جائیں۔

پاکستان

کمیٹی برائے اصول پاکستان

فلسطین

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مجاہدین فلسطین کے اس مطالبہ کی پر زور تائید کرتا ہے کہ ارض مقدس فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کر دیا جائے، کیونکہ یہودیوں نے فلسطین کی تمام اراضیات پر اپنا قبضہ کر کے عربوں کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۵) یہ اجلاس حکومت برطانیہ اور قوت متحدہ امریکہ سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فلسطین سے یہودیوں کو خارج کر دیا جائے، اور مزید داخلہ کو روک دیا جائے۔

(۶) بے طے پایا کہ تجویز کی نقل فلسطین اور عربی اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔

خانقاہیں

(۷) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام کی خانقاہوں کو حضرات صوفیائے عظام کے قدیم طریقہ رشد و ہدایت اور تبلیغ

و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔

(۸) یہ اعراض مبارک کے مواقع پر ایسا نظام نامہ تیار کیا جائے کہ جو نازنین کے قلوب میں ایک علی ولولہ دین و طریقت پیدا کرے، اور اس نظام کے کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکزی دفتر کی جانب سے تمام خاندانوں کے طریقہ سے مراسلت کی جائے۔ اور عید اراکان کانفرنس اعراض کے مواقع پر خود شرکت کر کے اس نظام نامہ کی دعوت دیں۔

مرکزی دارالافتاء

(۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آستانہ پر

حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر قیادت ایک مرکزی دارالافتاء کا انتظام کیا جائے، جس میں کم از کم چار جید عالموں کی خدمات حاصل کی جائیں، اور فقیہ اعظم صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم اسکی سرپرستی و نگرانی فرمائیں۔

(۱۰) وہ ملک کے کسی مقام پر جس کسی فتوے میں تردد یا اختلاف پیش آئے، آخری حکم معلوم کرنے کے لیے اس دارالافتاء میں بھیجا جائے۔ دینی و مذہبی رسائل چھپنے سے قبل یہاں سے بھیج کر

تصدیق و تصحیح بھی کرائی جاسکتی ہے، اس طرح مذہبی نظام انتشار و اختلاف سے محفوظ رہے گا۔ (۱۱) اس دارالافتاء کے مصلحت کے لیے اسلامی ریاستوں سے اور اہل ثروت مسلمانوں سے امدادیں طلب کی جائیں۔

(۱۲) اسلامی مدارس اس دارالافتاء کیلئے حسب حیثیت مالانے مقرر کریں۔

(۱۳) خانقاہوں کے اوقات سے اعانتیں مقرر کرائی جائیں۔

محرم :- حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی محدث، صدر سنی کانفرنس ضلع مراد آباد

(۱۴) یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو

اصلاح اعمال

اسلامی زندگی بنائیں اور تمام منہیات و محرمات شریعت سے پرہیز کریں، شادی بیاہ کی بجائے رسوم منوعہ کو ترک کریں، شراب نوشی، قمار بازی اور

دوسرے خلافات سے محترز رہیں۔

(۱۵) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ ہر سنی کانفرنس کے ماتحت رضا کاران کی جماعتیں منظم کی جائیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بالعموم امد و تعین و منازکی خدمت خاص اہتمام کیساتھ انجام دیں۔

(۱۶) دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفاتر حکومت اور کچہریوں

تعطیل جمعہ کے نماز

میں مسلمان ملازمین کیلئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا انتظام نہیں کیا جاتا، یہ اجلاس حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ کی چھٹی دیا جائے۔

(۱۷) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس

طباعت رپورٹ و خطبہ استقبالیہ

تجویز کرتا ہے کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی رپورٹ کو مرتب کر کے جلد شائع کیا جائے۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں نشر کیا جائے۔ اس طرح مجلس جمعیت استقبالیہ کے خطبہ کو طبع کر کر شائع کیا جائے۔

(۱۸) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام صوبائی طبقات

سنی کانفرنسوں کا انعقاد

اصلاح اعمال

تنظیم جمعیہ رضا کار

طباعت رپورٹ

سنی کانفرنسوں کا انعقاد

فلسطین

خانقاہیں

مرکزی دارالافتاء

اہل سنت کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں سنی کانفرنس منعقد کی جائیں۔

دارالمبلغین

(۱۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دارالمبلغین قائم کیا جائے،

جس میں ایک واعظین و مبلغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں، اس دارالمبلغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فarsi جانتے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں، تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کیے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کر سکیں۔ اس دارالمبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت علامہ مولانا مقبذۃ اللہ صاحب مشہید انصاری فرنگی محلی۔ حضرت مولانا عبد الحماد صاحب قادری بدایونی۔

(۲۰) مولانا عبد الحماد صاحب قادری اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلغین کا مرکز بدایوں ہوگا۔

(۲۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونیوالے طلباء کے لئے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔ مجلس چہارم ۳۸ مارچ ۱۳۷۷ء بوقت ۴ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ فاطمیان حسب ذیل تجاویز بالقفاق آراء منظور ہوئیں

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی عت و تجارت (۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے

پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کیلئے قرآن کریم کی طباعت و اشاعت ممنوع قرار دیے، کیونکہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں جا کر قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے جسے مسلمان کسی وقت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

سنی کانفرنس ہائے صوبیات ہند (۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات علماء و مشائخ کرام جلد از جلد اپنے حلقہ جات میں صوبہ دار اور ضلعو ارشد سنی کانفرنسوں کی

دارالمبلغین

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی عت و تجارت

سنی کانفرنس ہائے صوبیات ہند

تفصیل و قیام کا کام جلد شروع کر دیں اور جو تجاویز کانفرنس منظور کر رہی ہے ان پر عمل کرانے کے لئے سنی کانفرنس کی شاخیں عمل پیرا ہوں۔

محافل میلاد مبارک

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ محافل میلاد مبارک کی توسیع و ترویج کی جائے، اور ان کے لئے بہترین انتظامات کیے جائیں تاکہ وہ اصلاح اعمال و اخلاق کے لئے مفید تر ہو جائیں۔

اصلاح ادارہ جہا

(۴) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ یتیم خانوں، یشقا خانوں اور سرفرو خانوں، جیل خانوں کی نگرانی کے ضروری انتظامات کئے جائیں، تاکہ جو حضرات ان اداروں سے ہوتے رہتے ہیں ان سے یتیموں، بیماروں، قیدیوں کی محفوظ رکھا جاسکے، اور جیل خانوں میں قیدیوں کے اندر اصلاح اعمال کی تبلیغ کی جائے۔

جج

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ سرفرو مبارک کیلئے جہازوں کی معتد بہ تعداد کا جلد انتظام کرے اور جہازوں کے اندر حاجیوں کی سہولت کے معقول انتظام کرے۔

حکومت سعودیہ کا مکروہ طرز عمل

(۶) یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے اس مکروہ طرز عمل پر کہ وہ حجاز مقدس کے اندر حاضر ہونیوالے ان زائرین اور حجاج کو جو اعتقاداً بخدیوں کے ہم مشرب نہیں ہیں، اعتقادی امور کی ادائیگی سے روکے، نیز اس رویہ پر کہ حکومت نجدیہ کی طرف سے کھلے بندوں تحریراً تقریراً نجدی عقائد نہ رکھنے والوں کو مکروہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، سختی سے احتجاج کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ حرمین الطہیین سے دینائے اسلام کا جو تعلق ہے، اس لحاظ سے حکومت نجدیہ کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنے مخالف عقائد نہ رکھنے والوں کے ساتھ مذکورہ بالا طرز عمل اختیار کرے۔

(۷) یہ اجلاس بعض مطوفین کے طرز عمل اور اس ناجائز و ناجائز شکیں کے خلاف پُر زور

محافل میلاد مبارک

اصلاح ادارہ جہا

جج

حکومت سعودیہ کا مکروہ طرز عمل

اجتہاد کر لے، جو اوائے فریضہ حج و زیارت پر حکومت نجد کی طرف سے بکبر و وصول کیا جاتا تھا اور نہ دینے کی شکل میں حج سے روکا جاتا ہے، جبکہ مقدار سال گزشتہ تقریباً ایک ہزار و پینے فی کس تھی۔ (۸)۔ اس تجویز کی نقل حکومت نجد کو بھی بھیج دی جائے۔

محرمک ۱۔ مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

(۹)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کیلئے ضروری ہے کہ جلد از جلد اپنی جسمانی حالت کو درست کریں، اور فنون قدیم، کسرت، بٹوٹ

ورزش، تیر اندازی، غلہ اندازی وغیرہ جیسے مبارک فنون کو فروغ دیں تاکہ انکی صحت جسمانی ترقی کر سکے، (۱۰)۔ یہ اجلاس تمام ماتحت شاخوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں ان مبارک فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ہر ممکن سعی شروع کریں، نیز یہ اجلاس تمام مدارس عربیہ کے نظام و سے اپیل کرتا ہے کہ ہر مدرسہ کے اندر طلباء کو فنون شریفہ کے سکھانے کا نظم کیا جائے۔

(۱۱)۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ جو

دارالقضا کا مطالبہ مقدمت قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کئے جاتے ہیں جیسے کہ نکاح، طلاق، مہر، نفقہ زوجہ کھال کرنا نہیں، وقف، میراث وغیرہ اسکے لئے اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں، تاکہ ہمارے ناموس و عزت اور دین کا پورا تحفظ ہو سکے۔ ان عدالتوں کیلئے مجوز علماء و دین ہی مقرر کئے جائیں، اور وکالت بھی علماء ہی کریں۔

(۱۲)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز کرتا ہے جو نکاح کے بعد کثیر الوقوع مشکلات کے سد باب کے لئے ایسے کامیاب تاملے ترتیب و تجویز کرے جس کی رُو سے عورت عند الضرورت خلاصی حاصل کر سکے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب۔ حضرت صدر الافاضل آستانہ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء غفر الدین صاحب بہادر شریعت۔ حضرت شیرنگال مولانا عزیز الحق صاحب۔ حضرت مولانا مفتی

عبد القدیر صاحب بدایونی حیدر آباد۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی بکری۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بکری پوری بدایوں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب اجیر شریعت۔ حضرت مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی بکری۔ حضرت مولانا عبد الباقی صاحب ہمایوں ضلع سنگھ (سندھ)۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب وزیر خاں بھلو پور۔ حضرت مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز خاں صاحب کاشیہ دار۔ حضرت مولانا مفتی منظور اللہ صاحب فنجوری دہلی۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ صاحب اگرہ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اڑیسہ۔ حضرت مولانا دمی احمد صاحب سہرام۔ حضرت مولانا مولوی مفتی عبدالرشید خان صاحب فی ناگیور۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب فی بکرات۔

حضرات کرام دیگر مفتیان مقام سے بھی مشورہ استعواب فرمائیں۔

(۱۳)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس نکاح خواں حضرات کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ انکی ضروری تعلیم اور معلومات کا فوری انتظام کیا جائے، اور ایک ایسی کتاب تیار کی جائے جس سے فہم و فہمیت میں مسائل نکاح سے باخبر ہو کر اس سنت کی انجام دہی کا کام کر سکیں۔ ایسی کتاب کا مطالعہ جدید نکاح خوانوں کے لئے لازم کر دیا جائے، اور جو وقت وہ مسائل نکاح محفوظ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کریں، سند نکاح خوانی دیکھائے۔

(۱۴)۔ چونکہ سنی کانفرنس ابتدائی دور سے ترقی کر کے کافی وسعت اختیار کر چکی ہے، اسلئے اسکے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور

کرنے کیلئے ایک مجلس ترتیب دیکھائے کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو۔ اس آئین کی نقلیں جملہ ارکان کے پاس بھیج دی جائیں، جب وہ اس پر کافی غور لیں اور اسوقت مجلس منعقد کر کے منظوری لی جائے، جب سالانہ جلسہ ہو اسوقت تک اس آئین منظور کردہ جمعیت عالمہ پر عمل ہوگا۔

(ارکان) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھو شریعت۔ حضرت صدر الافاضل صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب۔ حضرت ملک العلماء صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند صاحب۔ حضرت مولانا عبد العزیز

جسمانی ورزش

دارالقضا کا مطالبہ

نکاح

تاثرات دل نشیں

جشن شاہی بادربار اہل سنت بنارس

۱۹ ۶ ۲۶
از حضرت محترم المقام ضیاء الملت جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی
ذیل میں ان قطعات و منظومات کو حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب
بدایونی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کرام کرتے ہیں جنہوں نے اجلاس
آلی انڈیائی کانفرنس بنارس کے حاضرین میں شاعر و ترجمان اہل سنت کی
سان درخشان سے ایک مولانا و ذوق روحانی پیدا کر دیا تھا حقیقت یہ
ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا کلام وہ کلام ہوتا ہے جس میں ادبی بلاغتوں اور
علمی نکات کے ساتھ ساتھ ملت لطیفہ کی سچی محبت اور دل میں گھر کر نیوالے
جذبات ہوتے ہیں۔ مولانا عزوجل سے دعا ہے کہ وہ شاعر اہل سنت کا
سایہ تادیر اہل سنت پر دراز فرمائے اور ہمیں موقع ملے کہ ہم تادیر آپ کی
علمی و فنی قابلیتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں۔ آمین۔ (ملیر)

قطعات

مرکز رشد و ہدایت ہر بنارس آج کل
اللہ اللہ اجتماع سینان ارمن ہند

اجاب باصفا کے ضیاء میں آگے
اللہ کے یہ جذبہ اسلام کی کشش

۱۹ ۶ ۲۶
مدن پورہ کی نشر گاہ !
ہیں اچھے لوگوں میں کچھ اس نے برکے ہم
ضیاء کو الف ملت جو نشر کرنا ہم

رام نگر اسٹیٹ کالج

انوار حقیقت میں نہاں قلب و جگر میں
دل کش ہیں صنم خانہ کشمیری کی فضا میں

گنگا کا عارضی پل اور آندھی
ضعیف ناتوانی رعشہ در براؤں دل
اندھیری رات آندھی تیزخون دوری منزل
مسافر پلکتہ پلکتہ بھرے ساحل
دل افگندیم بسم اللہ مجربیا و مرہبا

۱۹ ۶ ۲۶
پرستاران باطل کھاتے ہیں شہر مستی
نظر کشی میں آئیں کاش جلوے کچھ داکے

۱۹ ۶ ۲۶
جہن میں ہے ہمیں مصروف کھیں گل تہشی میں
مگر شمع حرم کی صنوفت نی لے لے تعالیٰ اللہ

روح کے نمایاں ہیں آثار بنارس میں
خیر و برکت یہ سب عشاق نبی کی ہے

منظر دربار

سرسند یہ وہ خاصان حق ہیں یمن ارا
زہرے یہ اجتماع اہل حق ہیں جشن شاہانہ

۱۹ ۶ ۲۶
کے پسند ہو اے مختصر مکان کی سیر
خدا کی شان بنارس کے گرم موسم میں

دربار اہل سنت

۱۹ ۶ ۲۶
عیاں اللہ لہر شان توحید و رسالت ہے
زباں پر نغمہ نعت شہنشاہِ جالت ہے

هو افتاد در
آرامش و در سکون و آرامش

حدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
بظاہر عیادتِ کربلا میں جہادِ دہلی میں صلیبیوں کے ساتھ ہے

حکم رئیس راجه پور که به هر ۵۰۰ زده
 ترک سپهر بر پیش لبه کمر چسبای
 گشت و فیلش به هر نفخه و سن زبانه
 شهر شهر دور گردوب و جلال پشوی
 دال یابین و تاج است مهره لغنه و
 سوطه تیاره نمود بدست سگداری
 ۱۲۸۳ هجری

نواکجا سر سرب کلب لچن پها در خدا آشیان کی علی دیاک
رامپو
دبدبہ سکندی
تمت دوا

۱۲۸ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر محمد فضل حسن بیری

۲۵
۲۸ سیدی قلعہ

ترا نیپاکستان

فرمودہ حضرت جہاں استاد علامہ عیش مدظلہ فیروزپوری

کہ مسلم اخبارات کے معزز اور مدیر صاحبان اس قومی ترازو کو اپنے اپنے مو
میر گرو مشہور مشہور میں بیوقوفانے کی سعی فرمائیں گے (ادارہ)

ہم لوگ ہیں پاکستانی
 کچھ پاک ہمارا ہر
 معبود ہے یا آئینہ
 راسخ حق موت اپنی
 صورت میں بھی ہم کیستہ
 تیراں ہمارا نزل
 تھے ہی اسی کعبہ سے
 لوگ ہیں نقش اول
 ہمارے شجاعت ہم سے
 کردہ ساسل ہو گا
 کھائیں حقیقت اپنی
 تیرا ایش کر رہیں

اب تک جو ہیں خالی دامن اے عیش و اسکر
کرتے ہیں گہرا فاشانی ہم لوگ ہیں پاکستہ

جہن اندر جہن را نیکینی آمانہ رحمت ہے
 خدا شہد صفت آراکے اگر مکر پر امت ہے
 ہے کاشی یاد رکاشتہ اہل عقیدت ہے
 کہ مرغانِ سحر میں شور و کبیر عبادت ہے
 جدھر دیکھو ہجوم کلمہ گو یاں شہادت ہے
 نیم صبح دامنِ میلے چھتیکہ جنت ہے
 چراغِ طور کے انوار سے کافور ظلمت ہے
 منور ہے جہاں پر نورِ برہم اہل سنت ہے
 باندازِ جمل جلوہ آرا حسنِ فطرت ہے
 کہ جیسے آسمانِ بارشِ انوارِ قدرت ہے
 جہاں برکتِ نظر ہے بالظہر میں عبودیت ہے
 ہو اُمر میں سوزِ محبت کی حرارت ہے
 بہشتِ آرزو نظرِ اربعہ کی زیارت ہے
 نشانِ نصرت حق ہر نشانِ اہلسنت ہے
 مسلمانوں کی کثرت مائلِ یکظمِ وحدت ہے
 ہجومِ اہل ملت اجتماعِ اہل سنت ہے
 نقدِ ہرادر میں کی ہر شانِ بخت ہے
 صفائے قلب اربابِ نظر میں کی زیارت ہے
 سوادِ عظیمِ اسلام بر جہن کی سیادت ہے
 یہ دربارِ مبارک مرکزِ افرادِ امت ہے
 یہ مجمعِ مجمع عشاقِ سلطانِ رالت ہے
 وقارِ اہل سنت محض اہل علم کی غایت ہے
 سر دربارِ مصروفِ دعا ہر ذرا امت ہے
 جہاں کو اتحادِ اہلِ ایمان کی ضرورت ہے
 دلِ مسلم کو یاربِ شوقِ تجدیدِ خلافت ہے
 جہاں کو احتیاجِ اتحادِ دین و ملت ہے

نثار گلشن طیبہ بہارِ مشیتِ جنت ہے
عجب دلکش پیامِ اتحادِ اہل سنت ہے
مسلمانوں کو جنتِ سعادتِ الوں کی زیارت ہے
بنارس کو میسر آج وہ صبحِ سعادت ہے
عجب دلکش یہ کاشی کے صمیم خانوں کی حالت ہے
ہے لطفِ یادہ ریزیِ باریں باریں جہت ہے
سوادِ شبِ حسینِ بیکے جلوئے ہے روشن
تارے ٹوٹے پڑتے ہیں زمیں پر سطحِ گردوں
ہے کتنی حیاؤں کی رونقِ دربارِ شاہانہ
یہ برقی منقے یہ جگمگاٹِ حسیں جلوے
یہ نازکِ تنگفتہ بھول گئی نوئے طبعِ غیبیہ
نہ چند سے آنکھوں میں ٹھنڈک پر سکون
بہاریں گنبدِ خضریٰ کی فردوسِ تصور میں
چمک کر کہیں ہے میں چاند تارے سبزِ رحمت کے
حسیں آرائیں دربارِ کی ہیں دید کے قابل
زہے دربارِ الٰہی زہے یہ تہنمِ نورانی
یہ زریں شہ نشیں یہ خوشنما اوردنگ یہ مسند
یہ نورانی مقدس صورتیں اللہ والوں کی
یہ عالمِ ہمتا یحیٰ یہ اکابرِ یہ خدا والے
یہاں الحمد للہ ہند کے گوشوں کے ہیں
چلیے تڑپائے صاحبِ لولاک کا جلسہ
نظامِ ستیان ہند کو جو منضبط کرنا
ابھی کامیابے کاراں یہ جشنِ عالی ہو
منظم اسے خدا شیرازہٴ ملت کو فرما دے
عطا ہو جلد خود مختار پاکستانِ اسلامی
اکبرِ مہند کر سنہاں ہند کو ماہِ مہم

نبی کا واسطہ مسلم کو یارب فتح و نصرت د
عیا کی یہ دعا یہ التجائے اہل سنت ہے

ان کا نیاز مند جہاں کا بادشاہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ان کے خدام بصیرت کی نگاہ سے حقائق عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۲) ہند میں حضرت خواجہ عزیز نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے وسیع فیض کا اجمالی تذکرہ
(۳) اسلام اور کفر کا امتیاز۔۔۔۔۔ مسلمان کی تیز نگاہ اثر کو دیکھ کر موثر کا یقین کر لیتا ہے۔ صفات کو دیکھ کر موصوف ذات کا ایتقان کر لیتا ہے۔ اس کی تیز نگاہ افلک کی بلند یوں کے پار اور زمین کے دبیز پردوں کو پھاڑ کر معبود پر حق کی لذت دید سے سرشار ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن کافر کی عقل مظاہر قدرت کی حقیقت کو پالینے سے جب تھک جاتی ہے۔ تو اپنی مظاہر۔۔۔۔۔ سورج، چاند، آگ، پتھر اور درخت وغیرہ۔۔۔۔۔ کو پوچھنا شروع کر دیتی ہے۔

(۴) دین کی اشاعت اور اس کی آزادی کی خاطر اسلاف کے کارناموں کا اجمالی ذکر۔

(۵) اندرون ملک اسلام پر مصائب۔۔۔۔۔ دین فروشی کی چند مثالیں۔ دیواندہ بندے ماتم کا تراتہ، گاندھی کی بجے، رنگ تہ بند۔

(۶) بیرون ملک مسلمانوں پر آلام۔۔۔۔۔ فلسطین میں مسلمانوں کی حالت زار، ابن حود کا حجاج کرام سے جبریہ ٹیکس لینا، انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔

(۷) دنیا کے سینے کی تنظیم۔۔۔۔۔ مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالتصنیف کا قیام اور خاتقاہوں میں ربط و ارتباط۔

(۸) آل انڈیائی کانفرنس۔۔۔۔۔ جہوہ اسلامیہ کے بیس ہزار علماء و مشائخ کا عزم مصمم۔۔۔۔۔ پاکستان کی منزل کو سینوں کے ہاتھوں قریب سے قریب تر کرنا۔

(۹) پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت۔۔۔۔۔ سنی کانفرنس سے مسلم لیگ کا

تحریری عہد۔

الخطبة الاشرفية للجمهورية الإسلامية

عمدة العلماء أبو الحامد سيد محمد اشرفي محدث کچھوچھوئی قدس سرہ

آل انڈیائی سنی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس)

۶-۵ رجب ۱۳۹۵ھ - ۸ جون ۱۹۷۶ء (خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک)

دنگاہ معلیٰ، جیسر شریف کی مسجد شاہ جہانی میں خواجہ عزیز نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر آل انڈیائی سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علیہا سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا۔ حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوئی صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عموی و حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت، حضرت مولانا شاہ عبدالعظیم صدیقی میرٹھی، حاجی محمد عارفین مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبدالحیہ مولانا محمد عابد القادری کی تقاریر و مساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا۔ صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس حضرت سید محمد محدث کچھوچھوئی نے جو خطبہ اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا اس کا مخلص یہ ہے۔
(۱) اولیاء اللہ کے حضور اور ان کے مزارات کی حاضری کی ساعات ہا برکت ہوتی ہیں

(۱۰) مسلمانوں میں اتحاد و پند اکرنا اور تمام نسبی — جمہوریہ اسلامیہ کے سب پر ملائ پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

مذکورہ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(۱) دربار خواجہ سیدنا عزیز نواز رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان اجتماع آل انڈیائی سنی کانفرنس بنارس کی منظور کردہ تجاویز کی پرزور تائید کرتا ہے اور آل انڈیائی سنی کانفرنس ہر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند آل انڈیائی سنی کانفرنس کی مذہبی رہنمائی پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(ب) یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ حضرات علما و مشائخ اہل سنت و ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کا قیام ہوتے ہیں جو قرآن کریم احادیث نبویہ و فقہی اصول کے مطابق ہو یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ ذرائع مشن کی تجاویز مسلمانوں کے لئے ہرگز تسلی بخش نہیں ہیں۔

(ج) یہ عظیم الشان اجلاس راسٹریا سیدک سنگھ کی اس تحریک کو جو ملک کے ہر گوشہ میں اندرونی طور پر انقلابی شکل و صورت میں چلائی جا رہی ہے جس کی بدولت مسلمانوں پر جابر نہ اور سفاکانہ مظالم ہو رہے ہیں انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے جراثیم کو فوراً روکے اور اسے خلاف قانون قرار دے بغیر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ سے غافل نہ رہیں بلکہ

اب آئندہ صفحات پر آپ اس تاریخی خطبہ (خطبۃ الاشرافیۃ للجمہوریۃ الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۴۵ھ) کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سہ۔ ایضاً

انزال نبی السحرا

خطبۃ الاشرافیۃ للجمہوریۃ الاسلامیۃ

بجوہر تعالیٰ مکرّمہ

امسال ۵-۶ اور ۶-۷ جب عجب و معجزہ کو آل انڈیائی سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ احمد شریف میں حضرت عالمی درجہ سربراہ برکت خیر الشیخ و الکبار امین خاں گلنداولیوان سید شاہ آل رسول علی خاں صاحب (دہت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ عزیز نواز قدس سرہ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہونے جنکی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مظلّم نے منہ صدارت کو عزت بخشی، اسی اجلاس میں فرزند رسول جگر گوشہ قبول عالم نبیل فاضل طویل رئیس الشکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث، کچھوچھوی مظلّم صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ ارشاد فرمایا

اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں سنایا

حسب فرمائش اراکین آل انڈیائی سنی کانفرنس

(جہ جلالہ مولوی) ظفر الدین احمد (صاحب دام مجدہم) نے اپنے

اہلسنت برقی پریس شیش محل مراد آباد میں چھاپ کر شائع فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي من علينا اذ بعث فينا رسولا وجعلنا على كلمة واحدة وكعبة واحدة وقرآن وادوين واجل جعل لنا سعيًا مشكولاً وعملًا مقبولاً والصلوة والسلام على من جمل الله المتقين العرفاء الوقي باليقين وهوالذين كفروا بآياتنا اذ كنا اعداء فاصفنا بنعمته اخوانا وباللّٰه مؤمنين وعلى الله اصحابه وانزله اجد الطيبين الطاهرين وعلى الائمة المجتهدين وعلماء ائمة واولياء ملتبة وشهداء محبته وجميع المتسككين بسنته والمعتصمين وعلينا معهم وبهم وطم - اعمالهم مشايخ كرام علمائے اعلام وبراہرین اسلام ! اللہ اللہ کیسے مبارک گھڑی اور کیسا مقدس مقام اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت قیصر ہے کہ اگر اس ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے ثمرات کو تقسیم کر دی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا یار و یار ہو جائے یہ شاہجہانی مسجد ہے جسکی بنیاد سے لیکر چوٹی تک جہہ نظر کیجئے تو اس عقیدہ بند کی ممانت شقائق وسفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت و تاج والے حکمرانوں کو دلق و حکیم والے فرمانرواؤں سے تھی - لال قلعہ دہلی کے تخت طاؤسی پر جو سرب سے اونچا نظر آتا تھا وہ سب زیادہ جھپٹنے والا اور جھبکاتے والا خاک پاک آج میریں دکھائی پڑتا تھا سلطان السلاطین شہنشا کا لقب خواجہ خواجگان کی جا رب کشی نے بخشا تھا - خزانہ عامرہ والے محل و جاہر گردشی والوں سے مانگ لیجاتے تھے - ثروا ز ماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چمکت پر تیز کیجاتی تھیں کافوں والوں کی کلفیاں ٹنگے تلوسے والوں کے تلوسے چوماکرتی تھیں - آنکھ والوں کے لئے شربت سدا بصیرت والوں کی خاکٹ ہوتی تھی - تدیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں - جاں بازوں اور خطرات کی توپوں کے دھنوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی زبانی نصرا قوت اللہ و فتح قہر قیام پڑھکر مشرودہ نصرت وقع دینے والی بشارتوں سے بختی تھیں - عزم والوں کو آہنی عزائم و ذکر خدا دی والے عطا فرماتے تھے - سرکوبوں کے طریقے ذکر آرزو والوں سے سیکھے جاتے تھے - پیرے والوں کے پیرے نظر بر قدم اقد قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے -

ہوشیاری و باخبری کی تعلیم پاس انفاس والوں کے سپرد تھی - ہمت و استقلال کی بھیک دل والوں سے مانگی جاتی تھی - حوائج و نتائج کی باگ اہلباب کثف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی تھی - چہا بگری شرک اور عالمگیری شہد کا طرہ مدار بور یا نشینوں پر تھا - اکسبسی عین آئین ربانی مالوں کی دہانی کرتے تھے اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر شاہ گرد و پیشوں کے ہاتھ میں تھی - مریض کے رسوائے عالم خاکو کے سر کر نیوالے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا فاسن رات دن رہتا تھا - فقیروں کی خانقاہوں میں راعی اور رعایا یک ہی پوزیشن رکھتے تھے - اخوت و مساوات خیریت و موت کا آخری فیصلہ مرضہ بحق کا ارشاد حق تھا - آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت تھی کالوں میں سننے کی اہلیت تھی گلوں کو شاہروں کی موت تھی - محتاجوں نے حاجت روائی کے دروازوں کو پچان لیا تھا - شیر و شیمک تجنیس جلی سے دھوکا نہیں پڑتا تھا - اہلباب کی ہمسری کا خواب بھی جویم عظیم تھا دہلی و اجیر کی مصیاتی صا ز و سافت اور راجہ پوتہ کی سنگلاخ زمین اللہ چرچ پراشیاں بھی حقیقت کو گرد وہ میں چہا نہیں سکتی تھیں اور دہلی کا قطب الاقطاب جہاں ہے اپنے بخت کی راہی اور عالم غیب کے روحانی کاک حاصل کر چکا تھا وہیں سے شغل تاجدار کی اپنی مکرانیوں اور جہاں بانیوں کی سند پاتی تھی - اس شاہجہانی مسجد کے سنگ مر مر سے پوچھ کر شاہجہاں نے کس طرح مریض کر یہ سعادت حاصل کی کہ اسکی اس تعمیر پر شہنشاہ معز سلطان لاولیا کی نظر ہے جسکی بدولت آن گنت علوفوں نے مقبوم بحق کے یہاں تعبدی مسجد کے اور شہلاٹھ کی یہ ہر وقت گن گاہ ہے - رانچ انچ پرا د الہی کی یاد گاریں ہیں - سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کیجہ تھرتا ہے اور سر کے بل چلنے کو بل تڑپا رہتا ہے - یہ تو فاشہ خدا اور مسجد گاہ اولیا کا حال ہے -

اور وہ سائے سلطان السلاطین کا دیار اور خواجہ خواجگان کی سرکار ہے و خراج لایت کی چندا بلایاں ہیں و تمام تپ کرامت کی تہہ پاشیاں ہیں فیض حکم کا چشمہ آب حیات ہے - اور غریب نمازیوں کا سند و حوسن دار ہے - قدس پان چرخ اگر آنکھوں سے دھو جائیں تو سرستان زمین ہی لایلا کیجیے - سبحان اللہ کسی شیخ ولایت ہے کہ دنیا پرمانہ دار خدا ہو چکی ہے - کیسا مالک تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ میں کا محتاج ہے جسکو ہم امیر کہتے ہیں وہ

یہاں کا فقیر ہے، اور جو کچھ فقیر جانتے تھے وہ میں کا دامنگیر ہے۔ سلطان کا سلطان
بادشاہوں کا بادشاہ غریب نوازوں کا غریب نواز۔ خواجوں کا خواجہ۔ ساتیوں کا ساتی۔ یہ وہی
یار۔ پیوں کا پیا۔ محبوبوں کا محبوب۔ دیکھئے دیکھئے، سنہری کلس ہے کہ نور کا بنگا۔ قبرستان ہے
کہ نور ظہور کا نور کلمہ ہے۔ تجلیوں کے خواجہ قمری ایسی تجلیاں۔ اسے خلعت نمایوں کے داتا تیری
یہ کا در فرما سیاں۔ آنکھوں میں چکا چونڈ ہے، دل سرشار ہے، دماغ خراج لے کہاں پہنچا ہوا ہے،
آسمان کا تارا تارا، چمنستان دہر کا پتہ پتہ زمین کا فتنہ فتنہ، ماہرین کا ہر چھوٹا بٹا۔ میری
روح کی آگہائیوں کا گوشہ گوشہ۔ میرے جسم کا رگھشا روگھشا کس منزل میں بایں حال سے گیا ہے کس
معینا سے گئیرا پارشا ہر شاہ خواجہ ۛ طفیل رحمتہ للعالمین چشم کرم برما
آج جب شریف کی جیٹی شب ہے ہندوستان بھر میں جیتی عید ہے، یار حقیقی سے وصل خواجہ
کی تار بج ہے، عرش شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآن کریم کی زبان
میں آیات اللہ میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الہی کی شہادت ہے کہ غاصبان حق و
مقبولان دیکھا مطلق الایوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر، حقین تاریخ کے ساتھ لہو لہو ملائیوں
اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ ان تاریکوں میں انکے تابستان دامن کی بن آتی
ہے، وگڑیاں بنادی جاتی ہیں، بیمار صحت پاتے ہیں، اسیران نفس و معیت کو ربانی دیجاتی ہو
اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے محاشا بانٹتے ہیں۔ کمانی بدلے زیادہ مویادہ
آجرتیں حاصل کرتے اور اپنے دلبستوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں، کائنات نعمتوں میں سے یہی
ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو دنیا کی ملتی ہے، بینائی کو تیری بخش جاتی ہے،
ہا زانغ البصر ہو ما ظنک لہما تو ملتا ہے، اسلام کی بخش ہوئی تیرنگاہی کی حفاظت کا سرمہ
ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ بدلے سامنے ہے۔ تو میں نے اپنے گرد و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو
آنکھیں تنک گئیں اور حقیقت تک مار یا ب نہو سکیں، عقلیں سوخت ہو گئیں، پرشمنندی ہو گئی
مرگئی، انسانی خرافات خاک میں مل گئی، اور قہم و فراست ہو اہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں
تو باندہ سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھیں، اور چکا چونڈ ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا
پرستی، یہ بھائی بھائی کا ہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہیں؟ چند ماہ پوجا، سورج پوجا

گر معن پوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھا بین نہیں تو اور کونسی لعنت ہے۔ لیکن اسلام کی تیز نگاہی
اللہ اکبر اتہار کو دیکھا اور موثر کا یقین آیا۔ افضال سامنے آئے اور فعال کیا تیرید کی قدوس
نظر آئے، عفت کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرام فلکیات کے پرے سے چاک کر دی
استحالة حرق والقیام کے نظریہ کا استحادہ کر دیا۔ اور جاتے جاتے لگا ہیں حقیقت تک پہنچ گئیں، شیدائے
جہاں کعبہ جسکے چہر میں آج تک سید پوش ہے، اور عرش اعظم کی پھٹائیاں جسکی لب بھی جویاں ہیں،
اسلامی آنکھ نے لذت و میں سرشار ہو کر اُسکو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُس اسلام کی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدہ قبر میں ہر وہ نشیں ہوئے، قبر کو
تعوذ قبر نے چھپایا، تعویذ قبر نے غلات کی چوندر اور ٹھہلی مان سب برگندہ آکر چھپا لیا، لیکن اسلام
آج کیلئے کسی چھپلے والے نے خواجہ کو چھپانے میں کامیابی حاصل کی۔ تعویذ قبر پر خسار رکھ دینے والوں
اور غلات قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کالائیں اور قبر کا مقبرہ کس کو پایا و
اور اگر پیش نظر نہیں تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبرہ پر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ دیکھتے
اندھا بین ہے کہ ٹوٹے ٹوٹے قبور کی پہنچ تو تنگ تھکے سوا کچھ باقی نہ لگا، اور محرم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور
یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبرہ سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی
کہ کفر و کفار کو کس احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اُس آقا و مولیٰ علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولان
بارگاہ کی قبروں کا کتنا بڑا رتبہ ہوا، یعنی وہاں بیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، ہاں اسلام کہتا ہے کہ مقبرہ کو دیکھو
یہ تو ہم مسلمانوں کا دھرمہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور پہلے جزوان کو چوم لیا
پھر جلد کو چوما اور پھر کھوکھو لکڑی تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزوان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے
کو نہیں چوما، بلکہ جزوان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز کو پہلے ہی سے نظر آگئی، اُسکو چوم لیا،
وال کو نہیں چوما، بلکہ جلد کو چوما، یا مائل سے خال کی چوسنت ہے اُسکو چوما۔ ہاں ہاں غلات قبر
کو کوئی نہیں چومتا، اُسکی اُس نسبت کو چومتا ہے جو مقبرہ سے اُسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں کتنا مقدس مقام اور کتنا اہم ایمان اور کتنی خاص تاریخ پرستی
زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور جو تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم

انہیں کہتے کہ ہم انہیں نہیں، سب کا نہیں، خطا شعار نہیں۔ لیکن ہاں ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر اتحاد کی تاریک آمدھیاں چلیں، دین فروشوں نے دین کے نام کو بیٹ کا دھندلایا، کٹے بازار میں قلت فروش کی جارہی ہے، خمیر فروش، قوم فروش کا لٹیک مار کر بیٹ قانون کی زد سے ہی آزاد ہے۔ نام دار العلوم رکھا اور کام و دیانت نہ رکھا۔ نا اچھوتو احترام بتائیں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اتر آئیں۔ یا رسول اللہ شکر گھرائیں اور بندے ماترم کا ترانہ گائیں۔ لغو نگیر سے انجلیں اور اپنے پاؤں کی جے منائیں مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار اب تو تہذیب کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ میچ نہ دھوا رہا ہے کہ موتوی جی جس یا ماتوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے گلا کے خواجہ تری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی ہے، تیری قلم، تیرے پیغام سے ایک رنج نہ ہے، چودہ گھوڑوں کی پڑائی لکیر کے فقیر نے رہے، مشرک کے پاؤں پر توجید کو کھڑا نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا، نہ یورپ کی جال ان پر چلی، نہ انشربت کی سرمایہ داری کا جال آنکھ بچا جس سکا، یہ خواجہ کی ڈھائی دینے والے، یخس و فاختہ والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نیکو نگیر و لغو رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کبھی اچھے شہرے خواجہ والے، خوش والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجماع میں دینی مقصد ہے جو جنت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجیر ہی لا چکا ہے، جس نے حیلان والے خوش کو لقمہ دیا ہو چھایا ہے، جس کے لیے اللہ کا حلیب نگر سے مدینہ اور پھر مدینہ سے خانقاہ خان کے ساتھ مل کر ہو چکا۔ جس مقصد کا مختصر اور مافات نام خدا کے دین کے پیغام اور اس چنداری کی آزادی ہے۔ ذوق و تہ کو تسلیم نہانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے۔ ہم اپنے خاص سے یہی کہنا ہے کہ نہ ناب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ گھر کے کھڑوں کی کثرت، تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوہر و شباب والوں کو پوتر اور اللہ کے پاک بندوں کو ٹچ کر کہا جاتا ہے جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، یا انکو دیسی، اور جتنے لیے زمین پیدا کی گئی انکو دیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ظلت کے ملحدوں اور بے مسکن آواروں کو مسلمانوں کے سینہ پر دبایا جاتا ہے۔

کعبہ میں خرمن حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بھی لگائی جارہی ہے، اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ کہ آپ کا بڑھایا ہوا کلمہ ٹرہتے ہوئے کچھ قلت فروش دستار کے شلوں کو چوٹیوں پر، شادروں کو دھوٹیوں پر، صوف چندنگوں کیلئے بچھا کر رکھتے ہیں نہ پڑھانوں نے دوبارہ اپنا ایک تہرہ بنالیا ہے۔ اب ایک جیپال نہیں، بلکہ جیپالوں کی بیٹن ہو گئی ہے، امدان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی سنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اسے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آواز سے سننے کو نہ گناہوں کے مجبور دستار سے ڈرے، اور نہ ریش کی آرائش سے متوجہ ہوئے اور صرف ایسے انکو چھوڑ دیا کہ بے انکے چھوڑے اسے خواجہ آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کسی طرح قابل برداشت نہ تھا، شاید ہماری ہی ایک ٹکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ وحی اللہ ہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے ان رہنماؤں کو میدلری بخش جنکو رہنمائی کی سند زبان وحی سے ملی ہے، اب انکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑنے لگی۔ وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے پیر ہمارے علماء اہلسنت و جماعت۔ سارے پیر خانقاہ کی چہار دیواری سے نکل بیٹے اور میدان میں ڈٹ گئے۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ تو کہو رشتیوں میں تھٹھے ہوؤں کو منایا جائے، انکو مبلغ بنا کر ذمہ داری دیکھائے کہ مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، انکو تعلیم دین سے کراستہ کر کے، انکے علم کو انکے عمل کو انکے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابل برداشت ہیں جو سنیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سنیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں، اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لاکر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دارالافتاء و مشاورت سب کو کوئی شان سے چلانا ہے، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے اور انہیں تبلیغی و تعلیمی کی مروج چھوٹی ہے۔ المشائخ کلمہ کفایت و احاد کا کر کے دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفت و رفت ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عظام اور ارادے ہیں جو ہنگامہ آئل انڈیا سنی انڈیا سنی یا ہندو ہندو

اور جس میں اس وقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد پیش ہزار سے زیادہ ہے، اور انہی شیعہ کانفرنس کا آج خواہر کی چھکٹ پر جلسہ منعقد ہونے خواہر کے حضور جلف و نگارانی آٹھانے کا ہے۔

میرے شعی بھائیو! اب ہم محبت الہیہ ختم ہو چکی اھار گم ان دستاؤں سے بچ چکے تھے تو میں نے خیریں پناہ پاس کوئی جواب نہ دیا۔ ہمارے چچا نیاوالے پکار رہے ہیں کہ سنیو جاگو جاگو۔ ہمارے ہوشیار کر کے والے آواز دے رہے ہیں کہ سنیو ہوشیار خبردار۔ ہمیں ترقی دینے والے ہمارے ہیں کہ آؤ بڑے چلے آؤ۔

اے شعی بھائیو! اے مصطفیٰ کے لشکر لو! اے خواہر کے مستو! اب ان کیوں سوچ کر سوچنے والے ہیں ان کے اور ہم کیوں کر کوکھلنے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی بسنت چھوڑو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ آٹھ بڑے کھڑے چلاؤ۔ ایک نئی شاہی نذر کو۔ پاکستان بنالو تو جاکر تم کو کہہ کہ یہ کام اے سنیو، سن لو کہ یہ نہ ہمارا ہے۔

حسرات! میں نے بلوچستان پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان دنیا میں سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا شیعہ کانفرنس ہی کرے گی، مہمیں سے کوئی بات بھی نہ ہمارے ہندو شاعری ہے اور شعی کانفرنس کے غلو کر رہے ہیں، پاکستان کا نام بالیدینا جعفر ناپاکوں کو چڑھے آئی تقدیر کا کوئی خط ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کوں سوئے جائے توشے بیٹھے کھائے پیتے پڑا نہیں کرتا۔ اب پاکستان کو شیعہ مسلمان، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا انہماک باخلاف و سلام کو دیا ہے۔ اصل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کو پاکستان کے ساتھ فطری ہوا وقت بھی رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ و احدہ سارے ملک کو اپنے ہندو پیغام اور تلکات دیکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر رہی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام اس سے پہلے ہوا کہ ان لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بتایا، اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف شعی ہیں پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے شعی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے کن حضرت امیر شاہ زین العہد انصاف مساجد و حسین مکی شریف (سردار) نے لکھا لیا ہے۔ اگر آؤم سارے شعی مسلم لیگ سے مل جائیں تو کوئی جیسے جاکر کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا۔ اس کا دفتر کہاں رہے گا، اور اس کا چھٹا افسار سے ملک میں کون آٹھانے کا ہوں عقائد میں کیا اس دعوے کی انکشی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے۔

(اسکے بعد حضرت محمد علی جناح صاحب فرمائش فرمائیں کہ میں نے اس صبح کے انداز خطبہ صحت کے چندا خطاب کے لئے جہاں انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس ہمارے میں مقبول خاص مآہم ہو چکا تھا اور فرمایا کہ میں اپنے شعی بھائیوں کو توخیر بڑے زور و دھوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی خدمت میں شعی جنہ کے لیے تھیں وہ جس کا سب سے بڑا حقہ خضر اور سب سے بڑی سے باخوف ہے، اور جب کابل میں کمال ہونے کی طرح رکنا ہے کہ وہ کسی ایک اپنے آئینہ میں اس بزرگ کو دیکھ لے جسے صلیب، دین اور دنیا کی بطلان قصت نہ رکھی ہے۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر الہی محمد علی احمد مسید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا شعی کانفرنس)



روزانہ کی شیعہ کانفرنس کا آج خواہر کے حضور جلف و نگارانی آٹھانے کا ہے۔

قائد اعظم کو پیر ضامانی شریف کی معزز سیرتی تباہ کلہم خط

وہ خیل قوم و دیر کی کے سردار ملک و سلطان نے حضرت پیر صاحب مکی شریف کو ایک خط لکھا ہے جس میں حقیر نے قندری ملا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم آپ کے سر میں ہیں چونکہ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں کرنا نہ دیا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی پیروی میں پاکستان کے لئے سرو مال قربان کریں آپ ہماری طرف سے قائد اعظم اور جلد مسلمان ہندو کو یقین دلا دیں کہ وزیرستان کے کام لوگ پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی کر کے کو تیار ہیں اور قائد اعظم کا ہم کو حکم ہے جو چشم منظور کریں گے جو مسلمانوں کی پیروی کے لئے وہ ہیں دیں ہم اسلامی حکومت چاہتے ہیں اور ہندو قتلہ اور انگریزوں کے ساتھ اس سلسلہ میں ہر قسم کے مقابلے کے لئے تیار ہیں (عبدالحکیم خادم مکی شریف)

اس بات کی مدعی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی خود ہی نمائندہ ہے اس باطل دعوے کی تائید کرنے کے لئے اس نے وہی مولوی حاصل کئے ہیں جنہوں نے خدا و رسول سے غداری کی تھی اور جو طبع ذریعہ میں آج مشرکین ہند کی زبان بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دام ترویر میں پھانسا جاتے ہیں انتخابات کے موقعوں پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا تو ساتھ نہ دیں کانگریس کی حمایت کریں۔ کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنائیں علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنسا دیکھ کر صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبند پارتی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار نیشنلسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد دیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا کی تقریر بڑی بخور سے سنی گئی اور اس اجتماع عام میں ہر فرد بشر گہری عقیدت کے جوش میں وارفتہ تھا بار بار تحسین و مرجبا اور تکبیر کی صدا ئیں بلند ہوتی تھیں اور مسلمان جو پہلے سے اپنے علماء کی ہدایت کے منتظر تھے اس رہنمائی کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انشاء اللہ ان میں سے کوئی بھی کانگریس کی تائید نہ کرے گا بلکہ سب اس درس کے مبلغ ہو گئے جو دوسروں کو بھی یہ پیام پہنچائیں گے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے پھندے میں آنے سے روکیں گے؟

تقریر :- حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس

حضرت صدر الشریعت کی تقریر کے بعد حضرت صدر الافاضل نے ان کی تائید فرماتے ہوئے رشا لکیشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس کی خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الہی کے لئے انجام دیتے ہیں مسلم لیگ کو اس سے فائدہ پہنچے تو ہم اس کے انتہا یا شکر گزاری کے متمنی نہیں ہیں جو تحریک مسلمانوں کے نفع کیلئے ہو مسلمانوں کی ہمدردی و محبت سے اس کی تائید ضروری ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور تباہی اک پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو مسلمان یہ عزم کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم ہونے سے روک نہیں سکتی اگر آپ کو پاکستان حاصل کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے اور اسلامی قوانین کے خود پابند ہو جائیے اپنے گھروالوں کو پابند کیجئے تب محلہ والوں پر ان کی بات کا اثر ہوگا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ظاہر و باطن سے اسلام کے فدائی ہوں اور آپ کے عمل اور آپ کی وضع بنائی ہو کہ جو مطابقت آپ کی زبان پر ہے اس کا جذبہ صداقت آپ کی رگ و پے میں سرایت کر چکا اور جب آپ کا اس جوش صادق کے ساتھ عزم راسخ ہو تو پھر پاکستان کا کوئی بھی روکنے والا نہیں۔

اس تقریر کی دل کشی نے عجم کو مست بنادیا اور ہر شخص پاکستان کے جذبہ میں سرشار نظر آ رہا تھا؟

آل انڈیائی سنی کانفرنس کا فیصلہ

ان حضرت صدقہ الہی علیہ السلام کی خدمت میں

مولانا محمد نعیم الدین صاحب نظم آل انڈیا

سنی کانفرنس - مراد آباد یو۔ پی

آل انڈیائی سنی کانفرنس کے مخصوص ارکان کی

ایک جمعیت و ترقی مشن کی تجاویز اور دائرے اور

کمیٹی راجپوت کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس

نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ان تجاویز میں نہ مسلمانوں کے

خطرات کا کوئی شائبہ ہی نہ ملتا ہے نہ اس آزادی

میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ لہذا

جاری سنی بیروں پاکستان کے نہیں ہو سکتے۔ پاکستان

کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل

ہو گا اور ان کے درمیان صدیوں کا خلیہ ہو گا

اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری

پاکستان کی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور نہ

سیام جاری رکھنے میں درمیان کی جو حکومت کی

مواافقت اور چین سوک کی محتاج ہوگی اس

اعتراض سے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبہ پاکستان

میں استقامت اور کوشش کریں کہ ان دونوں ریاستوں

کے مابین جو صلہ قائم کرنے کے لئے بعد ضرورت

رہے ہیں اور بھی مل جائے۔ مغربیوں کے اشارے کا

شر یہ سنی کانفرنس پر مجوز پاکستان سے دست بردار

ہوگی۔

اگر بالآخر اس شرط مناج مطالبہ

پاکستان سے دست بردار ہو جائیں تو بھی

سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کریگی

اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی

مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ

وہ اپنے وزارت میں

نے یہ صاف نہیں کیا

کہ ہندو گروہ کے

صوبہ جات میں مسلمان

اقلیت کے جان مال

عزت آبرو دین کی

زبان تہذیب کی حفاظت

کون مناس ہو گا۔

سنی کانفرنس پھینچو (ضلع اٹاوا) منعقد ۱۱ فروری ۱۹۴۶

زیر صدارت حضرت مولانا ابوالحاج محمد محدث کچھوچھو
تقدیر: حضرت صدقہ الہی علیہ السلام مولانا نعیم الدین مراد آبادی
حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت
سید مصباح الحق مودودی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو
اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعجاز حسین، ناظم سنی کانفرنس پھینچو
(ضلع اٹاوا) نے تیار کیا تھا، درج ذیل ہے۔

در سنی کانفرنس پھینچو کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشاء شروع

ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزار ہا تھی..... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب

مراد آبادی (ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا

کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے

اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے

تو مستقبل قریب میں پاکستان کامل جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ

ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم

نے اہل سنت کی تفسیر اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی رپورٹنگ ڈسکریٹری

جنار دی سکریٹری رپورٹنگ ڈسکریٹری

مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

اجلاس انجمن نعمانیہ منڈلاہو

منعقدہ ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

ذیہ صدارت :- حضرت خواجہ محمد قمر الدین، سجادہ نشین سیال شریف
فخر ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، ناظم نشر و اشاعت، آل انڈیا سنی کانفرنس
کی تقییر کا خلاصہ

۳۰ مئی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد، لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا، صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین، ذیہب آستانہ میال شریف نے انجام دیئے، مولانا عبدالحامد قادری بدایونی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خلیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے دو ٹوک فیصلہ کی گھڑی آپہنچی ہے ہم پاکستان کی راہ کے ہر دوسے کو ہٹا دینے کا عزم بالجمہ کر چکے ہیں، وزارت مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المیہ بنیں گے۔"

۴۰ مئی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانگی شریف (صوبہ سرحد) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرٹھی اور مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے تقریریں کیں۔
(اخبار دبہ سکندری رامپور، مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۵)

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تقریر کے لئے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کئے جا رہے تھے کہ حضرت ممدوح تقریر فرمائیں، چنانچہ آپ نے کپتان عبدالرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا ردیویشن اپنی پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبدالرشید کی سزایابی کے معاملہ میں جو نا عاقبت اندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانان ہند میں ایمان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام و خاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک خادم بھائی کی اعانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا انتظار کریں کیونکہ انتخابات کی مہم کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید محمد اشرفی صاحب محدث مدظلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پاکستان پر قوی ترین دلائل تھے کانگریس اور اس کے کارندوں پر تنقید فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام کارکنان اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔
حضرت کے خطبہ کے بعد مولانا مصباح الحسن صاحب مدظلہ نے حضرات علما و دانشمندان کا شکریہ ادا کیا۔ اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ ۱۲ فروری کو تمام اکابر علماء و اہل ہونے۔
(اخبار دبہ سکندری رامپور، مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۶)

سنی کانفرنس شاہجہان پور (یوپی)

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ / مئی ۱۹۴۶ء

تقریب: حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی فریدی صدر مدرس مدرسہ فیضیہ شاہجہانپور

جس پاک مقصد کے لئے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نہایت ہی اہم ہے۔ ضرورت ہے ہندوستان میں سنیّت کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی پہلی جماعت ہے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے قبل آپ حضرات اپنے اس فریضے کو بھولے ہوئے تھے یہ بھی مطلب نہیں کہ قبل ازیں تبلیغ مفقود تھی بے شک کسی زمانہ میں ہماری تبلیغ کا سلسلہ منقطع نہ تھا یہ مقدس کام حاطان دین تین ہمیشہ انجام دیتے رہے ہاں ضرورت تھا کہ پیشتر یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا رہا ممکن ہے کہ از مہ ماضیہ کے لئے وہی طریقہ النسب ہو مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ آج جبکہ دنیا کا ہر فرقہ منظم ہے عالم میں انقلاب کی آندھیاں چل رہی ہیں جو نہ صرف ملکوں کو بلکہ قوموں کو اپنے طوفانی تھپیڑوں میں لے کر تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں اس نازک دور میں طوفانی کشمکش میں اپنا سچا مذہب و ملت باطل کے اختلاط سے بچا کر محفوظ رکھنا ہے اپنی تہذیب و کچر۔ روایات و دنیا کی تمام قوموں اور مذہبوں سے ممتاز رکھنا ہے۔ دنیا کی ہر قوم عالم کا ہر فرقہ اپنی اپنی تنظیم کر رہا ہے اپنی پوری قوت کے ساتھ حوادثات زمانہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے ہندو ایک طرف اپنی طاقت بڑھا رہا ہے اور چاہتا ہے

کہ مسلم اقلیت کو اپنی اکثریت کے محدہ میں متحدہ قومیت کا چورن کھا کر سفیم کر جائے دوسری طرف ایک وہ فرقہ بھی ہے جو ہمارے ہی بھائیوں کا ہے ان میں ہمارا ہی غلن دوڑ رہا ہے کوتاہ فہمی نے انہیں باطل عقائد کا شکار بنا دیا ہے ہدایت کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر گمراہی پر مجتمع ہو گئے فرعون و قارونی طاقتوں کی حمایت بھی انہیں حاصل ہو گئی ہمارے مد مقابل منظم ہو کر آگئے کھلم کھلا ہم کو گمراہ کہہ کر عامۃ المسلمین میں عناد و بے دینی پھیلانے کی شرمناک کوشش کر رہے ہیں عامۃ المسلمین ان کی مقدس صورتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ گمراہ اور کور باطل فرقہ ایک حد تک عام اور جاہل مسلمانوں میں اپنی علامیت و شیخ تقدس و توسع خطابت و کتابت کا سکہ جانے میں کامیاب بھی ہو گیا ہے تیسری طرف وہ گروہ ہیں جو مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں ملا اللہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر سچے مسلمانوں عالمان سنت نبویہ کو کافر سمجھتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں تہذیب جدیدہ اور علوم مشرقیہ کے بل بوتے بہت کچھ گمراہ کن اور مہلک پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور سب کے سب منظم ہیں اگر کوئی فرقہ غیر منظم تھا تو وہ جس کی ہرادیں تنظیمی پردہ گرم مہم رہے۔

آج جبکہ آزادی ہند کا مسئلہ درپیش ہے وہ دن قریب ہے کہ قومی حکومتیں بنائی جائیں قومی حکومت کا ٹھوس ضروری اور منصفانہ مطالبہ کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے جس نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قومی حکومت بنے گی اور ضرور بنے گی خواہ مسلمانوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ خون بہائے کی ضرورت پیش آئے۔ بدر اور احد کا خاکہ دوبارہ مرتب کرنا ہو۔ پانی پت کا میدان سر کرنا ہو ہر حال مسلمان پاکستان حاصل کرنے کے لئے سب

کچھ کر سکتا ہے۔ بحمد اللہ مسلمان مرنا بھی جانتا ہے اور جینا بھی۔ وہ حصول پاکستان میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہ کرے گا۔ کیونکہ پاکستان ہی میں مسلمانوں کی آزادی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں اسلام بغیر پاکستان کے آزاد نہیں رہ سکتا ہے تبلیغ سنت کے لئے پاکستانی اسلامی حکومت کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ جمہوری حکومت ہو فقہی قانون، خدائی دواج ہو۔ ہر رنگ پر شہیت کی بہار، رحمت کی پھوار ہو۔ آزاد ہندوستان میں آزاد جمہوری مملکت ہی اس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ مسلم ہند کا فرض ہے کہ ہر گز اس سے گراں قیمت پر پاکستان کا سودا خریدنے کے لئے کمر بستہ رہے ہم حق پر ہیں خدا ہمارے ساتھ ہمارا مطالبہ کم سے کم ہے۔ منصفانہ ہے خدا بھی ہماری ضرورت مدد کرے گا انشاء اللہ در سولہ ہم اس مقدس نصب العین کو حاصل ہی کر کے ہی دم لیں گے۔

ہندو ہماری آزادی کا مخالف ہے وہ ہمارا سبھاؤ ذہنیت رکھتا ہے رام راج کے قیام کے خواب دیکھ رہا ہے۔

ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم جو سیاسی و تمدنی ٹیلٹوں کی آڑے کر دین بیضا کو شکار کرنا چاہتے ہیں علمائے اہل حق نے اس ماحول کی بنا فی کی عالم با عمل حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فریدی سمتی پوری مدظلہ نے بدایوں اور بریلی کے علماء کے پھرے ہوئے دل ملانے کی کامیاب کوشش کی جس کا نتیجہ آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی کوششوں نے حضرت محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھو کی امداد نے حاطان سنیت کا منتشر شراذہ مجتمع کیا اور سب کو ایک مرکز پر متحد کر دیا جس کا پہلا اجلاس خطیب مشہر حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی کوششوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ ہمارا تنظیمی دور نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہو کر ترقی کی راہ

میں گامزن ہو رہا ہے پر آشوب اور پر فتن زمانے میں ضروری تھا کہ اسلامیان ہند کی سیاست کے علاوہ ایک ایسی مذہبی تنظیم قائم ہو کہ جو آفتاب نبوت کی روشنی میں عام مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی راستہ دکھائے مفاد عامہ پر دینی نقطہ نظر سے غور کرے ان کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہو۔ سنتے ہیں کہ اتحاد کسی زمانے میں مسلمانوں کا حصہ تھا کہتے ہیں کہ اتفاق وحدت کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ مسلمان حکماء کا قول ہے کہ خدا کی وحدانیت اور کعبۃ اللہ کی مرکزیت نے دراصل کوئی و قبائلی امتیازات کو مٹا کر اصل انسانی وحدت کی خبر دی ہے اسی اتحاد کے بل بوتے پر ہم نے دنیا کے اکثر حصے پر حکومت کی ہے اور ہندوستان پر بھی۔ تفرق و انتشار کبھی ہندوؤں کا طفرائے امتیاز تھا۔ اسی بنیاد پر ہم ہمیشہ ان پر خدا کا نام لے کر فقیاب ہوتے رہے اب یہ اخوت و اتحاد خواب خرگوش ہو گیا ہندو ہم سے زائد منظم ہے ہماری ایک ایک کر کے اچھی عادتیں اس نے اختیار کرنا شروع کر دیں ہم ان کو بھلاتے گئے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے جن پر کل ہم حاکم تھے ان کی وراثتیں آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں علی الاعلان ہم پر مظالم ہو رہے اور سوچتے ہیں، علی گڑھ بھجور ٹی جھانسی کے واقعات تازہ دل و جگر میں غراش پیدا کر رہے ہیں مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ ہم سُن کر سوائے اسوس کرنے یا چند غلامانہ تجویزیں پاس کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ دہری غلامی محیط ہے ایک انگریز کی دوسرے ہندو کی ایک مشرک دوسرے اہل کتاب ایک وزارت دوسرے سامراجی ذہنیت کی شہنشاہیت یہ لعنت ہم پر کیوں ہے، غلامی کا جو ہماری گردنوں پر کس لئے ہے جواب ایک ادھر ہے ایک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں نہ ہمارے اعمال و احوال ہر ایک ہیں اور نہ تنظیم ہی درست ہے۔

پس اگر ہم شعائر اللہ کی حرمت چاہتے ہیں تو اعلائے کلمۃ اللہ کر کے مسلمانوں کو بائبل بنائیں اگر ہم ماضی کی تاریخ دہرا کرنا چاہتے ہیں کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں تو ہمارا

اویں فریضہ ہے کہ ہم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر سر جھکائیں اور دوسروں کو اس طرف متوجہ کریں۔ سنی کانفرنس اسی مقصد کے لئے قائم ہوئی ہے کہ فرزندان توحید کو جیل اللہ کے رشتہ میں جکڑ کر باطن بنادے اقتصاد و مذہبی کمزوریوں کا قلع قمع کرے مافی نبی کی عزت و عظمت کا سکہ دل کی گہرائیوں میں جمادے انسانوں کی گردنیں خداوند قدوس کے دربار میں جھکا کر دنیا و مافیہا پر سر بلند کر دے موجودہ انقلابات کے طوفان سے دین فطرت کو محفوظ رکھے۔ آخر میں فرزندان توحید سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مذہب و ملت کو ترقی دینے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ سنی کانفرنس کے زعماء و علماء کے احکام پر اپنا سر جھکائیں اور جماعت کو وسیع بنانے میں اپنی اسکانی کوششیں صرف کر دیں و آخر عونان الحمد للہ رب العالمین۔

(اخبار و بدیع سکندری رامپور ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء ص ۷۰۴)



اجلاس سنی کانفرنس

پھپوند منعقدہ ۲۰ - مئی ۱۹۶۶ء

ذی صداقت :- پیر زادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیر آبادی
مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
کی گفت و گو کا خلاصہ

نوٹ: سنی کانفرنس پھپوند کے اس اجلاس میں مولانا سید مصباح
الحسن زبیب آستانہ پھپوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس،
بنارس کی پاس کردہ تجاویز، مسائل حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات
نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔
چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعجاز حسن،
سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس پھپوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کر دیا۔

مسئلہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و
علمائے اہل سنت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے
بزرگوں کے اعزاز سے ہر مرید ایک جذبہ دینی لے کر جائے۔ مدارس و دینیہ منظم ہوں عنقریب
آل انڈیا سنی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق ایک داراللمتین بدایوں میں کھولا جائے
گا جہاں سے مبلغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مسائل حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے راہنمائی کرے گی ہماری
کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے کوشش کرے گی کہ اکثریت والے صوبہات

میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث، نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور ایسی حکومت کے حصول کے لئے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مسئلہ پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا مجھے بکثرت احباب وزارت کی مشن کی سفارشات پر استغراب کر رہے ہیں چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم نے ہندو کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ اس لئے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ دھندے میں پھانسا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کرپس مشن سے بھی بدتر ہیں، کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آئینہ بونچنے کی مصلحت خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے (توجہ) کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترجیحی کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو زعماء کے پورے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حدود درجہ گراہ کن ہیں البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا۔ مسلم لیگ و دلگ کیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی جد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے تاثر قائم کر دیئے آپ بیعت مولانا قاضی یوسف حسن صاحب رحمانی ۲۱ مئی کو فیروز آباد کے جلسہ مسلم لیگ کی شرکت کے لئے چھپوندہ سے واپس ہوئے۔

(اجارہ دبیرہ سکندری مطبوعہ اجن ۱۹۴۷ء ص ۶)

۹۰ سنی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

زید صدارت :- مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

مولانا عبدالحمید بدایونی کی تقاریر کا خلاصہ
از قلم صا حجازہ علمی القادری نائب ناظم جمعیت سننیہ جامعہ دریہ کراچی

محضر مولانا الحاج شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی (پروٹیکٹڈ ایکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہ نے اپنی ہر دو ولورہ دیگر تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ نمائندوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو ”مسلم لیگ“ کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے غداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے ہمارے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے ”کونٹریٹ انڈیا“ والے نعرے کو یاد رکھنا چاہئے جو موجودہ عبوری حکومت کے حلوں سے سوراخ مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام ”اردو زبان“ کی تخریب کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً اٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو ”افغانستان بابوں“ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں۔ مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں۔ یہ حضرات مولانا

شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرتدہ کی جوتین کا صدقہ سے جنہوں نے گاندھی کو سیاسی گرسکھلائے
 علاوہ انہیں میں اُن نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ ”سنی کا نفرنس“
 کیوں بنی؟ میں دریافت کرتا ہوں کہ ”جمیعت علمائے اسلام“ کیوں بنی؟ جب وہ بنی تو یہ بھی
 بنی۔ اور جمیعت العلماء اسلام کے صدر مولانا بشیر احمد عثمانی بن گئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں
 کہ جمیعت العلماء اسلام ایسے افراد پر مشتمل ہے جو پہلے کانگریس کے اجارہ دار رہ چکے ہیں۔
 اس کے علاوہ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریسی ذہنیت کے نشوونما
 کی حامل ہے۔ اور آج اس پر مونہ لگا جھنڈا ”لہرایا جا رہا ہے۔ مولوی حسین احمد جو خود کو
 ”دنی“ کہلاتا ہے، حرمین الشریفین میں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا کہ ”ہندوستان میں مرنا
 اور کانگریسیوں کی خدمت کرنا جو اہل رسول میں مرنے اور مسجد نبوی میں درس دینے سے افضل
 ہے (لخوڈ باللہ من سوء العاقباتہ)

اس کے برعکس میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ مسلم لیگ ”کو مہراج پر پہنچانے والے
 خدا کے فضل سے“ ”سنی کا نفرنس“ اسی کے دیرینہ نمائندے اور سربراہ اور وہ حضرات تھے اور
 ہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا سجد الماجد قادری
 بدایونی علیہ الرحمۃ کون تھے؟ مولانا خاں علیہ الرحمۃ کون تھے؟ یہ سب کے سب سنی کا نفرنس
 کے نمائندے اور مسلم لیگ ”کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ میں سب
 حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی بولو۔ آیا سنی کا نفرنس کے یہ اصول مثلاً خانقاہی
 اصلاحی نظام“ ”دینی مدارس و مساجد کی تنظیم“ ”مرکزی دارالافتادہ دارالمصنفین“ کا قیام بُرا
 ہے؟ سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا ”ہمیں ہرگز نہیں“

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دیتا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائد اعظم سے
 کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ ”پاکستان“ سے ہٹ گئی تو کیا پروا و مگرال انڈیا سنی
 کا نفرنس ہرگز مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس

جیب کو منظور ہوا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے دیں گے۔ میں آپ سب حاضرین
 سے دریافت کرتا ہوں کہ ”قائد اعظم“ آپ کے امام ہیں یا حاضرین نے کہا — نہیں۔
 کیا مذہبی پیشوایا پیر ہیں؟ — حاضرین نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ تو میں آپ کو
 بتلاؤں کہ وہ کیا ہیں۔ سن لو ”وکیل الیاستہ“ قائد اعظم سیاسی وکیل ہیں جو موجودہ
 فرنگی سیاست کے پیچوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔
 آخر میں میں آپ سب سنی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تمہیں پاکستان حاصل
 کرنا ہے تو اپنی مساجد کی تنظیم کرو اور خود غار کے پابند ہو جاؤ اور جمیعت منیہ کراچی کے
 ساتھ اشتراک عمل کرو۔

(دبئی سکندری راہپور جلد نمبر ۸، شمارہ ۴۴)

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء (ص- ۳۰)

و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں کو دعویٰ ہے کہ یہ واقعی آسمانی و الہامی کتب ہیں پورے
 وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا دین سچا اور ہماری کتابیں ہر نوعیت کے تغیر و تبدل
 اور ترمیم و تیغ سے پاک ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے (یعنی پروفیسر کی) میں بلا تردد
 کہتا ہوں کہ یہ خود ساختہ کتابیں "آثار قدیمہ" کے ہزار ہا سالہ مدفونہ قلمی نسخوں کا فراہم کیا
 ہوا چمڑہ ہے :

دنیاوی حکومتوں کے بڑے بڑے ماہر علوم فلکیات نجوم وغیرہ اپنی پیش گوئیں
 پر پورے وثوق سے کوئی "نظام حیات" نہیں مرتب کر سکتے کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔
 لیکن ہمارے "قدرتی پاکستان" کا حقیقی بانی و علمبردار ماسطیق عن الہوی ان ہوا لادھی
 یوحیٰ کی تائید خداوندی سے بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کر رہا ہے۔
 ہمارے مشائخین و صوفیائے کرام جو "محرک و غدر" سے خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے اپنے
 اعلیٰ جرنیلوں کی ہلاکت اور بہادران کے ضائع ہونے کے تاسف میں غلوت نشین
 سو گئے تھے! آج پھر نئی جانب از ان اسلام کی فوج کو تعلیم و تربیت دے کر میدان میں لاکھڑا
 کیا ہے۔ کہاں گئے وہ طغذ دینے والے؟ آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے صوفیاء و مشائخ نے اپنی
 روحانی قوت سے جو خاموش بیٹھے ہوئے خانقاہوں میں "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت
 میں مشغول تھے کیا کام کیا ہے!

علامہ موصوف نے آیت ولہ تلبیوا الذین الخ کو استدلالاً پیش کرتے ہوئے فرمایا
 کہ ہمارا خدا کسی کے مذہبی اذادوں اور بزرگ ہستیوں کے سب و شتم کرنے کی اجازت نہیں
 دیتا۔ یہاں تو شمشیر عشق کے کارنامے ہیں بمصدقہ

بسیار دیدہ ام کہ یکے راہ دو کرد تیغ شمشیر عشق ہیں کہ دوسن را یکے کند
 آج ہمارے خانقاہ نشین و مشائخین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اپنی مذہبی
 مرکزی تنظیم کے لئے اپنے منتشر شیرازے کو اس اتحاد و تنظیم میں سیٹھنے کے لئے میدان عمل

سُنی کافرن سے کراچی منفقہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیر صدر: مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری
 علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم :- صاحبزادہ علی قادری نائب نظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

شیخ الملت، امیر الطریق حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صاحب قبلہ
 صدیقی میرٹھی دامت برکاتہم نے تقریر فرمائی جو مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں بے حد پسند
 کی گئی۔ آپ نے اپنے مخصوص طریقہ تبلیغ سے قرآن و حدیث اور فلسفہ و سائنس کے جدید
 نظریہ پر نظام الہی کے عالمگیری اصول اطاعت پر نہایت ہی عمیق ترین محققانہ و فاضلانہ
 تقریر سے یہ ثابت کیا کہ موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے پاکستانی نظام عمل میں
 ایک ایسا غلک پھایا فرق ہے کہ جس کو ہم کسی صورت منظور نہیں کر سکتے۔ ہمارا پاکستانی نظام عمل
 ایک مافوق البشر کا لایا ہوا، سمجھایا ہوا، زمانہ ہائے ماضی، حال، مستقبل کے قدرتی قوانین پر
 منتج ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے
 ہیں مگر اس مافوق الفطرت ہستی (یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا
 قرآنی نظام عمل اور قوانین حکومت ترمیم و تیغ سے مبرا، زمانہ ہائے ماضی و حال و مستقبل
 پر حاوی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ آسمانی کتب اور الہامی لٹریچر جس پر یہود

میں تشریف لائے ہیں۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پیشتر ”جمیعت سنیہ“ کراچی کو اپنے
تعمیری پروگرام پیش کرتا ہوں۔ میں تمام بلاد اسلامیہ، مالک عربیہ کی سیاحت کر چکا ہوں مگر تثنی
دینداری ہندوستان میں ہے اتنی کہیں نظر نہ آئی۔ یہ خدا کا فضل ہے لہذا جمیعت عالیہ
سنی رضا کاروں کی تنظیم کا کام شروع کرے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمیعت کے
اداکین بنائے اور ہر محلہ کی مسجد کے ساتھ ایسے رضا کار بنائے جو اسلام کے بنیادی اصول
نفسہ (روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ) پر حلف پابندی اٹھا کر خود بھی عمل کریں اور دوسروں
کو بھی یہ وعزت عمل پہنچائیں؟

(منقول از اخبار دہ بدہ سکندریہ امپورٹلیم ۸ شوال ۱۳۸۵ھ)
مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء ص ۳۷۴

حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی

(صدال انڈیاسنی کانفرنس) کی تقریر

از قلم: صاحبزادہ علمیٰ قادری

نائب ناظم جمیعت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

”داس الحدیث، رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج سید محمد محدث صاحب قبلہ
جیلانی کچھوچھوی صدر اعظم آل انڈیاسنی کانفرنس (دست برکاتہم العالیہ کہنے کو) تبلیغی
کانفرنس انٹی میٹا رتھ پرکاش کے سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے، مگر جمہوریت اسلامیہ
کے مشن اور صدر اعظم آل انڈیاسنی کانفرنس کی حیثیت سے مسلمانان کراچی سے جو
خطاب فرمایا، وہ سنی کانفرنس ہی کے اغراض و مقاصد کے متعلق تھا۔ اس لئے حضرت
صدر اعظم مدظلہ کی بصیرت انروز تقریر دل گیر کا کچھ مختص جو حکمت الشوریٰ کم و بیش
محفوظ ہے، سپرد قلم کرتا ہوں۔“

حضرت صدر اعظم مدظلہ نے اپنی صدیقی تقریر میں آیتہ ماکان اللہ لیدر المؤمنین علی ما
انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کی نہایت عمدہ تفسیر فرماتے ہوئے حالات حاضرہ اور
سیاست موجودہ پر لطیف انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا مجھے چند دتیدار بھائیوں
نے فضائل رسول پر کچھ بیان کرنے کی درخواست کی ہے اور چند لوگوں نے پاکستان کو قرآن و حدیث
کی روشنی میں بیان کرنے کی التماس کی۔ مگر یہ اسٹیج تبلیغی کانفرنس کا ہے اور ماشاء اللہ تین دن
سے جس قسم کی ایڈوٹیت تبلیغ اس اسٹیج پر جاری ہے، وہ میں آج تین دن سے دیکھ رہا

ہوں اور دماغ میں نوٹ کر رہوں! علاوہ انہیں اس سیاسی طیف فارم پر جہاں اور لوگوں نے اپنے اصولوں کو خیر باد کہا ہے مجھے بھی اپنے ان اصولوں کو علیحدہ رکھ کر قومی و ملی اجتماعی نظریہ سے کچھ کہنا پڑے گا۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اصول سمجھانے میں ایسی کوئی سخت مشکل آن پڑی کہ جس کے لئے کسی مذکر اور مؤنث کو نہیں چھوڑا جاتا اسے بھی اس مسئلہ پر دلانا پڑتا ہے۔

آج عالم دنیا میں ”امن انسانیت“ کی تلاش ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اقتصاد کو مادیاتی تعزیت ”ایٹم بم“ وغیرہ سے امن انسانیت کی لہر دوڑانا چاہتے ہیں مگر ان کی باہمی طاقت ی نہیں سنبھلتی۔ ہر ایک اپنے اقتدار کو کام میں لانا چاہتا ہے۔ اور دنیا کا یہی دستور چلا آرہا ہے کہ اگر اُسے کتنی ہی فائدہ کی بات بتلائی جائے مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتی ہے۔

حدا کا محبوب کائنات کے بسنے والوں کو بتلا رہا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اور مخلوقات ارضی و سماوی و چاند، سورج، مٹی، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب انسان کی خدمت گزار ہیں اور نواح و بیہودہ کے لئے خدمت گزار مقرر ہوئے ہیں۔ ہم ان کو اپنا حاکم مت تسلیم کرو اتنی قوت و استعداد پیدا کر دو کہ یہ ہمارے حکوم ہو جائیں جس وقت خدا کے محبوب نے یہ پیغام سنایا کہ اس وقت سورج نے یہ نہیں کہا کہ اچھا تم لوگوں کو ہماری پرستش سے باز رکھتے ہو، ہم مدینے پر نہیں نکلیں گے سورج تو ان کے ادنیٰ اشارے پر افق مغرب سے لوٹ کر چلا آیا۔ مگر سورج مانتے نہیں، چاند نے یہ نہیں کہا کہ تم لوگوں کو ہماری اطاعت سے منحرف کرتے ہو، ہم اب جواز پر نہیں چکیں گے۔ بلکہ چاند تو انگلی کے اشارے سے دو ٹوک ہو گیا اور تمام چندہ مانتے نہیں۔ حضور نے اپنی انگلیوں سے جہنم کے مقدس پانی کی طرح نہریں بہا دیں۔ جہنم

۱۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں بعض مقامات پر عورتیں بھی خطاب کرتیں، عورتوں کا مردوں کے ساتھ اس طرح بے حجابانہ اختلاط اور خطاب کرنا شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ہے، حضرت سید محمد محدث کچھ چھپی نے اس شرعی قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ (درمستب)

نے ان کے غلاموں کو اپنے دامن میں پناہ دے کر اسلام کا جھنڈا اگڑا دیا۔ مگر جہنم اس مانتے نہیں، کفار عرب میں بھی یہی ضد کا مادہ تھا۔ کہتے ہی فائدہ کی بات بتلائی جاتی تھی مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ کفار عرب نے ”کانگریس“ بنا کر اپنے اجارہ دار عالموں کی ایک جمعیت بنادی جو مسلمان عربوں کے لباس اور وضع قطع میں اسلام کی منافقت و مخالفت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرور عالم نے ممبر رسالت اور مسند نبوت پر رونق افروز ہو کر مذکورہ بالا آیت شریفہ کے نازل ہونے کی اطلاع دی تو کانگریسی جمعیت اصحاب کے یہ فقہ کا لم کے عنا ضرور وہاں بھی جا پہنچے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مجاہدوں کی تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں یہ فقہ کا لم کے عنا سر بڑا کام کر جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ جنگ میں جب جاپان اور برٹش نبرہ آدما تھے تو جاپانی فقہ کا لم کے لوگ ہمارے ہاں بڑی شورش مچا رہے تھے، کہتے تھے کہ بس کل سویرے جاپان فلانی ٹرین سے آنے والا ہے۔ اور انگریزوں نے چھٹی ناک اور چھوٹی آنکھ داسے لوگوں کو جاپان میں اپنے پو پو گینڈے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ وہ وہاں اس کی تعریف اور بہادریوں کے پل باندھ رہے تھے۔ اسی طرح ان کانگریس والوں نے جمعیت العلماء کو فقہ کا لم کا کارنامہ انجام دینے ان میں بھی دیا تھا۔ جب حضور نے یہ آیت شریفہ پڑھی تو ان کے کان کھرمے ہوئے کہ لو بھائی جبرئیل یہ کیا نیا پیغام لایا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس رسول کو علم غیب تھوڑا ہی ہے جو ہماری منافقت اس کو معلوم ہو جائے گی یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے ہمارے دل کا حال کیا معلوم؟

جب وہاں سے کانگریس نے نوٹس بھیجا کہ جلدی اپنی کارگزاری کی رپورٹ بھیجو، ورنہ تمہاری تنخواہیں ضبط کر لی جائیں گی اور کھایا پیا سب باہر آجائے گا تو اب جمعیت العلماء کے فقہ کا لم کو پریشانی دامن گیر ہوئی۔ سوچ سمجھ کر جواب لکھ دیا کہ جب تم گاسے کی دُم کو

چھوڑنا نہیں چاہتے ہو تو یہ (مسلمان) محمد کے دامن سے کیسے چھوٹیں گے۔ ہم اپنے کام میں مصروف ہیں۔ کانگریس نے جواب میں فقہ کا لم والوں کی تنخواہوں کا اضافہ کر دیا اور روپیہ کا لالچ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور کچھ دیا کہ سات سو کی جگہ آٹھ سو، ہزاروں کے کو بارہ سو ملے گا۔ لگے رہو اپنے کام میں۔ ہاں مسجد نبوی میں جب حضور نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ اغیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو فقہ کا لم والوں کی جان میں جان آئی کہ بس چلو چھٹکارا ہوا، اور جب مومنوں کے ظاہری حالات کا بیان کیا گیا تو ایک دوسرے کے لباس اور وضع قطع کو دیکھنے لگے کہ عمر کی ریش تو ایک مشیت کی ہے اور یہاں پنجابی صاحب کی ڈیڑھ فٹ، صدیق کی پیشانی پر تو سجدہ کا داغ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اور جہاں کلام کے باپ نے ماتھا رگڑا رگڑ کر روپے کے قریب داغ لیا، عثمان کا پیرن تو ٹخنے سے اوپر اور یہاں مدنی صاحب کا اتنا لمبا کہ سر کی گرد و غبار سب سمیٹ لے۔ جب حضور نے فرمایا کہ خدا کے اختیار میں ہے کہ اپنے رسول کو غیب پر مطلع کر دے تو حضور علیہ السلام نے یمیز الخبیث من الطیب کے لئے بڑے جلال میں آن کر کہا کہ اخرج فلاں ابن فلاں نکل جا یہاں سے اے فلاں فلاں کے بیٹے۔ تو بس جناب پھر تہ پوچھو کہ ان کی کیا گت بنی۔

صدیق نے کسی کو گریبان سے بکڑ کر گھسیٹا تو علی نے کسی کی چٹیا منجھائی تو بلال نے کسی کی کمر پٹاں رسید کی اور کہا کہ خبیثو پاکستان میں پلیدستان کا کیا پاکستانیوں میں پلیدوہم کا کیا کام۔

اور آج کل یہ ”ازمن“ نے تو دنیا کا خانہ خراب کر دکھایا ہے۔
آزادی کی رٹ کہیں کیونزم تو کہیں نیشنلسٹ ازم اور دوسری طرف خاکسار آزادی اور احرار آزادی، نیشنلسٹ آزادی یہ آزادی آزادی حرام آزادی ہے کیا چیز۔ کون سا جہاد کرنے والے مانگتے ہو؟ وہی جو نجدی نے مجاز میں کیا۔ کافروں اور مشرکوں سے نہیں،

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام سے مرنے کے بعد ان کی قبروں سے جہاد کیا۔ ان کی ہڈیوں نکلوا کر پکھوادیں۔ واہ رے قرآن اور حدیث کی حکومت! یہاں تو فقہ کا لم داغے مسٹر محمد علی جناح کے پاس بھی گئے اور کہا کہ ہم قرآن و حدیث کی حکومت کریں گے، جہاد کریں گے، جہاد۔ کس سے جہاد کرو گے، کہا ہم تو امیر کا گنبد گرائیں گے۔ یہ بت خانہ بنا ہوا ہے، لاہور میں داتا گنج بخش کی قبر اکھاڑیں گے۔ جناح نے کہا نہیں بھئی ایسا کام مجھ سے تو نہیں ہوگا، عوام بگڑ جائیں گے۔ جب یہاں دال نہیں گئی تو لکھنؤ کو جا کر تھا اور اس سے کہا کہ ہم ہندوستان میں جہاد کریں گے۔ اس نے کہا کیسا جہاد! کہا۔ ہم امیر کا گنبد توڑیں گے بگڑنیا نے کہا۔ ہمارے باپ کا کیا، جا کر کہے کو توڑ دو! مدینے کا گنبد گرا دو، قم خانی ہمارے ساتھ رہو، جو چاہو سو کرو۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ”میں صدر آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے اپنا کچھ مشن رکھتا ہوں اور مسلمانانِ کراچی کے لئے کچھ پیغامات لایا ہوں، وہ یہ ہیں کہ سب سنی نوجوان رضا کارانہ خدمت انجام دیں اور اکھاڑے کے فنون کو دین اسلام کی خدمت کے لئے سیکھیں۔ جو کام بھی دین کی خاطر کیا جائے گا وہ عبادت الہی میں شمار ہوگا۔“

از اخبار دبیرہ سکندری رامپور جلد ۸، شمارہ ۲۵۳

مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء، ص ۵، ۴

اجارہ دہ پڑ سکندری راجپوت نمبر ۱۲ جلد ۸

حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی کا

دورہ نانپارہ وہسپراج

انجمن اہل حق، ٹنٹ سکریٹری صاحب مسلم لیگ، سہسراج
حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے ونگیزہ مگر شری آل انڈیا میں کانفرنس
۱۹۴۱ء میں شرکت کی تھی۔ ان کے حامیوں میں شریک ہو کر نانپارہ کے لئے روانہ ہوئے
۱۹۴۱ء میں روری کو نانپارہ پہنچے۔ اسی دن سہسراج نانپارہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں
مفتاحیہ مسلم لیگ کے مقتدر چوہدری صاحب نے ان کی تقریروں کے بعد حضرت مولانا
عبدالحق صاحب قادری بدایونی سے ایک دلوں اور عقول پر فرائی۔ حاضرین نے صاحب
نانپارہ کی حمایت و تائید کا وعدہ کیا۔ شب کو مدرسہ مصباح اسلامک علیہ میں
حضرت مولانا بدایونی کی تقریر کا انعقاد کیا گیا۔ صاحب نانپارہ نے بھی حضرت مولانا
کی تقریر کی حمایت کے لئے تمام وقت صرف کیا۔ سیرت مزید آہستہ آہستہ زبردست تقریر
فرمائی حضرت مولانا کا دل حسان احمد صاحب سے بڑی تھیں حالانکہ چرخ غفران
فرمایا حضرت مولانا کا دل غلام روری کو صاحب جہاد میں صاحب قادری کے حلقہ
میں تھیں۔ ان کے اور ۴۴ مردوں کو کچھ بارہ دین چکر اور صاحب حب دنیا و
کی حمایت میں عقیدہ عقائد پر تقریریں کرتے تھے اور بار بار کوبلی پچھو
موسیٰ عزیر صاحب صاحب دکن کے حلقہ میں کام کرتے تھے

سنی کانفرنس صوبہ سی۔ پی کا خصوصی اجلاس

انجمن مولانا بدایونی صاحب قادری بدایونی سنی کانفرنس صوبہ سی۔ پی
۱۹۴۱ء میں روری کو شریک ۱۰ کے (سنی کانفرنس) صوبہ سی۔ پی اور انجمن اہل حق
صدر تقریریں اور قراردادیں حضرت مفتاحیہ مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب
مستحق کے نام سے منظور ہوئی۔ ان کے بعد مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
مفتاحیہ مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
انڈیا مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے دوبارہ انتخاب چکر
اعلام دہی کے لیے صاحب جہاد کی حمایت کی مدد سے چکر کا حلقہ

آرامش دہی
مفتاحیہ مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
انجمن مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
مفتاحیہ مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
انڈیا مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے
حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے دوبارہ انتخاب چکر
اعلام دہی کے لیے صاحب جہاد کی حمایت کی مدد سے چکر کا حلقہ

لے نواب بہادر یار جنگ دم۔ ۱۹۴۱ء اپنے مکتوب محرمہ ۱۲ باریق ۱۹۴۱ء میں مولانا مفتاحی محمد

بریلان الحق چیل پور بدظلمہ عالی رخصتہ امام احمد رضا بریلوی کو تحریر کرتے ہیں۔

”یہ سن کر خوش ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیلٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری

بھی اپنے اوپر لے لی ہے میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں“

(مکتوبات بہادر یار جنگ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۵۴۱)

نوٹ: نواب بہادر یار جنگ قائد اعظم قائد ملت اور سردار عبدالرب نثر کے وہ خطوط جو انہوں نے

اکابر اہل سنت کے نام تحریر کئے زیر قریب کتاب تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کا حصہ نہیں گئے انشاء اللہ

انتخابی معرکہ میں

کانگریس کی شکست فاش

جمہوریت عالیہ سنی کانفرنس کا پہلا کامیاب قدم
ہندوستان بھر کی کانگریسوں کی صدیوں کی جدوجہد حاصل نہ کر سکی

(از دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد)

ہندوستان کے اکثر و بیشتر صوبوں اور ضلعوں میں سنی کانفرنس قائم ہو گئی ہیں
ان کا ابتدائی قدم یہ تھا کہ کسی طرح کانگریس کا میاب نہ ہو اور مسلمانوں کی تائید کے
حاصل نہ ہو۔ انھوں نے اس پہلے کارنامہ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہر جگہ کے کانگریس
سنی کانفرنس نے قریب قریب گرفت کر کے کانگریس کے وہم توڑ دیے۔ بھوئے بھالے مسلمانوں کو
محفوظ اور ہر جگہ سنی کانفرنس نے بجا بگڑ چل اعلانات کر کے کانگریس کے خلاف
رہنہ ویویشن میں کر کے اخبارات میں شائع کرائے صوبہ پنجاب صوبہ یو۔ پی۔ صوبہ
پہار۔ صوبہ کشمیر اور صوبہ بنگال صوبہ کبھی صرف مسلمانوں کے انتخابات میں
صوبہ بنگال وغیرہ میں انتہائی وقت سے کانگریس ناکام رہی۔

اجارہ دہ پڑ سکندری راجپوت نمبر ۱۲ جلد ۸

(عکس شمارہ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء)

مولانا عبدالحامد بدایونی کے کامیاد و رُحجاز
پر قائد اعظم کی مبارک باد

مطبعة امیرسی ۱۹۲۷ء

دُنیا کے مالک کے سینو میں اسلام اور اس کے قوانین پر عمل کر کے
لئے ایک تیا جہ پڑ پیدا ہو رہا ہے۔

دبید پڑ سکتی ہے اور پھر اس کی تسلی ہے

یاد میں سنی کافر نس کا پاکستانی اجلاس

بانتدائیں عرض سرکار امانت رحمۃ اللہ علیہ

۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶

پاکستان بن کر رہے گا

حالات کا پورے صبر سے انتظار کرنا چاہیے

حضرت مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی کا بیان

ہیں دیکھ رہا ہوں کہ مکمل ایک ایسا بائیس کے مفادات کو عدم کے لئے لے رہے ہیں جو مکمل ان پر ہندو اپنی تنظیم جاری رکھنا چاہتے۔ اور پورے مصر و ہند کے ساتھ وقت کا انحصار کرنا چاہتے۔ ان کا وعدہ وقت قریب ان ملک کے جیسے مسلمانان ہند اپنے قائد کی کامیاب سیاست و حکومت کے بغیر بنائے جائیں گے انھوں نے ایک نیا مفاد ہند پر مشتمل محمد علی جناح سے اپنے لئے نئے مفادات کی فراہمی کے لئے ہند پر حملے ہیں جس کے زیادہ یا برابر اہل صرت کے قائد کے مقابل میں جو جیسا کہ جو بچکی کے کہ جو نیا دستور وضع ہو وہ قرائی نظام کے تحت ہو جائیگا جس سے سرکاری ایک تنظیم کی افلاطون میں اس اہم جزو پر بھی کافی شائبہ خیالات پیدا اور اس افلاطون میں جو قطع سے ہوا وہ کسی طرح سے فرواغت میں ہو سکتا۔ یہ قطع ہے میرے خیالات کے تائید کے لئے کہ فرما لیا کہ یہ ایک کہ اسلام کی مکمل قانون کا کام ہے جس میں فرما لیا کہ تمام نظام موجود ہے کہ مکمل اس کی ضرورت نہیں کہ کم ہندو یا مغرب کے دوسرے قوانین کی تقلید کریں۔ یہاں مستقل اور ہندو دھرم کو واپس کامیاب ہو جائیگا اور نئے دستور کے مطابق ہندو قومیت کے فرمایا گیا۔

ہندستان کے ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خصوصاً اردو صوبوں
مقامات میں عوام اسلامی حکومت کا قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی حقوق
عزم و مطالبہ یقیناً ایک ایسا مطالبہ ہے جس کی دعوت حضرات علماء و دانشگر امر علیہ
کے دیتے چکے ہیں ان کا مقصد حیات ہی ہمیشہ یہ رہا کہ مسلمانوں میں اسلامی
احکام کی روشنی کو پروا دہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اختیار و
اجابت کی مداخلت و دخلی سے پاک صاف ہو اس مقصود میں اہل انڈیا مسلم لیگ
اس طرف چند برس سے جو سعی اسلامی حکومت یعنی پاکستان کے حصول کے لئے
جاری کر رہی ہیں انہیں حضرت میر جاحات علی شاہ صاحب مدظلہ الٰہی کا کافر نس
سے لیکر ہندستان کے ہزاروں متنفذین و علمائے اہلسنت کی عملی تائید حاصل ہے اور
سنی کافر نس کے کار عملات پچھن پوری تو تہ کے ساتھ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں
اور اسلامی حیثیت سے خدا و مشرکین کے اندر مدغم ہو جانے کو کسی طرح بھی رد و انتہیں
رکھتے۔ کافر نس کی جماعت یقیناً مسلمان عقیدے کے دعوہ و بی کو خدا کا نام حیثیت سے تسلیم
ہیں کرتی اس لئے اسے زیادہ امداد میں ملے ہندو مسلمانوں کے مذہب میں موافقت
کی اور تار و اسطالح کے نیز اس لئے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی حیات کے ختم و
بر باد کرنے میں صرف نہیں مسلمانوں کے لئے ان حالات میں کسی طرح بھی اس کے ساتھ
مل کر کام کرنا اور کام بھی وہ جو مسلمانوں کی طاقت و شہادہ کو ختم اور ختم کر دے ناجائز
ہے۔ جب شہدہ موجودہ انتخابات کی ہم اور اس کے نتائج اس کا ثبوت دین کے کہ مسلمانان
ہندستان اسلامی حکومت چاہتے ہیں یا نہیں یہ سنٹرل اسمبلی کے انتخابات میں صوبوں
مسلمانوں نے مسلم لیگ کی حمایت کی اسی طرح صوبائی انتخابات میں ہر مسلمان کا
زمین ہے کہ مسلم لیگ کی امداد کرے اور اسے کامیاب بنائے۔ اگر اردو خاں کا مسلم لیگ
مختلف مسلمانوں کی جماعتیں و مسلم لیگ کی بنی ہوئی جماعتیں ہیں جو مسلمانان
ہند کی سر ملندی کو شرکین کے اشارہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں ہم تمام صوبوں کے
مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے ناگزیر موقع پر صرف مسلم لیگ کی حق
کے اس کے امیدواروں کو رائے دیں۔

(حضرت مولانا) شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری پرور و پیکندہ مسکری آل انڈیا
سنی کانفرنس (حضرت مولانا) محمد ابراہیم مستی پوری ناظم و شرکٹ سنی کانفرنس بدایوں
(مولانا) یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری ناظم نشر و اشاعت و شرکٹ سنی کانفرنس بدایوں
بدایوں۔ مولانا نیکم عبدالحامد صاحب نائب صدر و شرکٹ سنی کانفرنس بدایوں
(مولانا) محمد طاہر صاحب قادری بدایوں نائب ناظم و شرکٹ سنی کانفرنس بدایوں
(حضرت مولانا شاہ) عارف اللہ میرٹھی رکن آل انڈیا سنی کانفرنس و خلیفہ خیر الخ
(حضرت مولانا) سید محمد طاہر شرف اشرفی جمعی رکن سنی کانفرنس صوبہ دہلی و حیدرآباد
مولانا) محمد صدیق اللہ سبزواری رکن آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا سنی) عبدالحامد

مفتی بکرہ کریں، ان کی پناہی کا انفرنس (حضرت مولانا مفتی) عزیز احمد صاحب (دراستہ) عظمیٰ لکھی جا رہا ہو۔ (مولانا) انجین صاحب (مولانا شاہ) صاحب (مولانا) قادی جلیبی کریں کسی کا انفرنس۔ (حضرت مولانا) ابوالکلام صاحب کریں، ان کی پناہی کا انفرنس (مولانا) احمد قادی کا منہبہ سندہ صوبہ میں کسی کا انفرنس

مطبوعہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۶ء



متفق فیصلہ

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتے ہیں جو شریعت اسلام کے مفادات پر جو جیسے کہ
 لیکن کے معاملہ میں ان کو نام نہان کے لئے کو شش
 میں مسلم لیگ میں مسلمانوں کی اس لئے مسلمانوں
 کے ارادینوں میں اس کی تائید کر سکتے ہیں جو اس کے
 کے لئے ہیں دوسروں کو اس کے دوٹو دینے کی ترغیب
 دے سکتے ہیں مسلم لیگ پاکستان میں ہندوستان کے کسی
 حصہ میں اپنی شریعت کے مطابق اپنی اصول پر حکومت
 قائم کرنا مسلمانوں کے لئے ایک نیا دور ہو سکتا ہے۔

[illegible]

(مولانا) غلام حسین الدین نسیمی منظر مسلمہ آلہ اعلیٰ تعلیمی
 کالج لندن (مولانا) چلچل احمد مدرس عربیہ تجارت (مولانا)
 غلام سیالانی صدر المدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (مولانا)
 قاضی احسان الحق نسیمی قاضی تعلیمہ تعلیمہ برادار (مولانا)
 سید عبدالحق قادری علی - (مولانا) محمد مختار راشدی
 نسیمی جیون کشمیر - (مولانا) عبدالمصطفیٰ مدرس العلوم
 اشرافیہ (مولانا) محمد شاہ اختر مدرس مدرسہ فاروقیہ تیار
 (مولانا) اختصاص الدین نسیمی (مولانا) محمد مصطفیٰ مدرس
 مدرسہ اسلامیہ مدرسہ (مولانا) حق الدین (مولانا) غلام علی الدین مراد
 (مولانا) عبد الرحیم احمد (مولانا) ابو القاسم (مولانا) محمد علی
 آفریدی - (مولانا) سرور علی منظر اسلام بریلی مدرسہ
 (مولانا) محمد علی نسیمی - ناظم کل العلوم سنبل - (مولانا)
 محمد مصطفیٰ احمد مدرس مدرسہ نذر زور (مولانا) احسان
 سرور احمد صدر المدرس منظر اسلام بریلی (مولانا) دقانی
 سیالکوٹی - مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی - (مولانا)
 محبوب حسین راشدی سنبل (مولانا) محمد عالم اعظمی -
 (مولانا) عبدالغفور محبوبور - (مولانا) محمد شہاب الدین
 (مولانا) عبدالرشید مدرس علی پور سیدان سیاحوت
 (مولانا) محمد ابرار علی - (مولانا) عبدالغفور مدرس
 مدرسہ منظر اسلام بریلی (مولانا) محمد نسیمی منظر لوری
 (مولانا) فضل حق مدرس منظر اسلام کل (مولانا) فضل احمد
 سید روشن سیالکوٹی - (مولانا) محمد سیالانی صدر المدرس
 احسان المدارس کل پور - (مولانا) محمد محبوب صدر المدرس
 کلان پور (مولانا) مفتی عبدالرؤف صدر المدرس مدرسہ
 توبہ میرٹھ (مولانا) مختار احمد مدرس مدرسہ اعلیٰ سنت
 امرتسر - (مولانا) احسان علی مظفر لوری مدرسہ
 منظر اسلام بریلی - (مولانا) الوداد احمد مدرسہ منظر اسلام
 بریلی - (مولانا) نور احمد مدرسہ منظر لوری -
 (مولانا) محمد کدیمی کچھوچھوی (مولانا) قاضی فضل حق
 مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی -

اجتار و بدیه سکندری و مپو نمبر ۵ اجلد ۸۴

اخبار دبدبہ سکندری رامپور نمبر ۲۲ جلد ۵۸

آل انڈیا سنی کانفرنس

تذکرہ حضرت صدیق اکبرؓ فی فخر الامثال استاد العلماء علیہ السلام

از حضرت مولانا محمد میاں صاحب اختر حسنی بریلوی

جب پریم دیں لہر تھی ہو آل انڈیائی کانفرنس
جب جلوہ رخ دکھائی ہو آل انڈیائی کانفرنس
بانی کیجئے ملے یقین کے، ہر دم و جزو عالم پر
لے دامن ایسا شہرِ ذرا، الحاد کی اپنے خیر منا
جو اس کے مقابل آنکھوں کی انور و ہنر کی حکمتا
خاتمِ جوئی صاف ہیں اپنے پھل سے تر پتے چتر ہیں
جو نفس و حکم تپاں ہیں، وہ پہلو ہی سے چلتے تھے
رخ بادِ عافیت کا بدلا پھر نعتِ مسلمان جاگ اٹھا
احراز و تفوق کا اپنا مسلم جو شاہِ بھولا ہے
دستِ حق تم انفر و تھو لے اہل ایمانِ مزہ جو

اشارت سے حضرت قبلہؑ کے یہ نظم لکھی ہے آخری
جذبات کو یوں گرائی ہے آل اندیاسی کاغذوں

۱۷۰ مراد حضرت میراجار دیندہ بسکندری ۔



نوائے جمہوریت یا سُنی کانفرنس کا ترانہ

سُنی کانفرنس منعقدہ اکولا (برار) میں پڑھا گیا

از محترم مظہر جیلانی پوری پریس پبلیکیشن ایگریٹری آل انڈیا سُنی کانفرنس صوبہ سی پی و برابر

اٹھے ہیں جمہوریت کے حامی نضال بُدعت فکریں گے
 ہمارا منس بہا اللہ ہمارا قائد ابو الحامد
 کوئی جماعت کہ انجمن ہو کہ بزم آزادی وطن ہو
 یہ زور تقرر اور یہ لکچر یہ تمجید کی تباہی
 جلوس دالوں کی چال کچھ ہے مقال کچھ ہے اور حال کچھ ہے
 عمل ہی ہے جان و دل ہمارا عمل یہ ایسا ہے آشکارا
 نعلین ملت کے ہم ہیں حامی کہے گا کیا فتنہ و دوا
 بجائے تقسیم ہند مظہر کوئی حکومت اگر بنے گی
 نہ امن ہرگز نصیب ہوگا ہزار فتنے اٹھا کریں گے

راماؤ از اخبار دبید بہ سکندری داسپور

مطبوعہ ۷ فروری ۱۹۶۷ء (۲۷)

ہوا لغت اور
جسٹر و حرف لے نمبر ۱۸

آل انڈیا سُنی کانفرنس
کوئی کانفرنس آپ کی مہربانی و دینی
نہی کی گئی ہے اس لئے آپ
اس کو باور رکھتے ہوئے اس کی نگاہ
پر کیا گیا ہے کہ اس کی حالت مزید
اور حالات و مہم جو دارین حاصل کریں۔

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۸۶۶
خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
انسان صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

نواب جرج سرستہ کلیناں بہادر خلدیشاں کی علی یادگار
دبید بہ سکندری
۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

ہوا لغت اور
جسٹر و حرف لے نمبر ۱۸

آل انڈیا سُنی کانفرنس
کوئی کانفرنس آپ کی مہربانی و دینی
نہی کی گئی ہے اس لئے آپ
اس کو باور رکھتے ہوئے اس کی نگاہ
پر کیا گیا ہے کہ اس کی حالت مزید
اور حالات و مہم جو دارین حاصل کریں۔

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

۱۹۶۷ء میں جاری ہوا

قطر تاریخ پاکستان

تاریخ اساس نیک پاکستان

۱۹۶۴ء

کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

۶۶ ھ ۱۳

از پروفیسر احسن قادری، سینٹ جانس کالج، آگرہ
خلیفہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہو اقام جو پاک تان آخر
سمجھتے ہیں اسے وہ مڑوہ امن
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام
مساوات و اخوت کا علم دار
ریاست کی مثال ہے مثالی
سناؤں قادری قرآن شہ تارخ
بھلی قسمت تھی ہندو کی دالہ
جو سلام اور مسلم سے ہیں آگہ
شب تاریک میں ہے شعل راہ
سکون و عافیت کا پیش خیمہ
سیاست کا زمانے کو موزونہ
بتاؤں اس کی اک وجہ موجبہ

مسلمانوں کا پاک تان حق تھا

کہ تھا ارشاد "کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ"

۱۳۶۶ھ

سورۃ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۲

مکتبہ جدید سکندری راجپور، شمارہ ۲، جولائی ۱۹۶۴ء

قطر تاریخ طباعت

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس

از حضرت سید شرافت نر شاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ

صد شکر کہ اس کتاب کا مل
مجموعہ خطبہ ہستہ اجانی
از پیر جماعت علی شاہ
ہم فکر علی حسین بانی
علامہ حامد رضا خاں
ہم شاہ نعیم دین مکانی
شاہ عبدعلیم میرٹھی داں
ہم امجد عظمیٰ عیانی
عبدانجام بدوانی خوب
آں محرم جملوہ نہانی
ہم سید محمد محدث
از سعی جلال دین محمد
شد نشر فیوض جاودانی

گو سال طباعت شرافت
خطبات جواہر معانی

۱۳۹۸ھ

ماخذ و مراجع کُتب

نمبر شمار	نام کتب	مؤلفین	سن و مقام اشاعت
۱	آزادی ہند	رئیس احمد جعفری	لاہور ۱۹۶۹
۲	اسلام ان انڈیا پاکستان سبکدوشی نیشنل انگریزی	میاں عبدالرشید	" ۱۹۷۷
۳	اسلام اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	" ۱۹۷۶
۴	اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	" ۱۹۷۵
۵	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	" ۱۹۷۶
۶	انقلابیہ الاخریہ لجمہوریہ الاسلامیہ	سید محمد محمدت کچھوچھو	مراد آباد ۱۹۶۶
۷	پنجاں بنیام موثر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ	علامہ شبیر احمد عثمانی	میں ہاشمی بک ڈپو لاہور
۸	تاریخ نظریۃ پاکستان	پیام شاہ جہاںپوری	لاہور ۱۹۷۰
۹	تحریک پاکستان اور آئین پاکستان	محمد مظفر مرزا، پروفیسر البیرونی	"
۱۰	تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند	سید محمد فاروق القادری	" ۱۳۹۶
۱۱	تحریک پاکستان اور نیفلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	" ۱۹۶۶
۱۲	تحریک و تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	" ۱۹۷۷
۱۳	تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان) جلد اول	محمد عبد الکریم شرف قادری	" ۱۹۷۶
۱۴	تذکرہ شاہو جماعت	حمید حیدر حسین شاہ	" ۱۹۷۳
۱۵	چغتائیں	ظفر علی خاں	"

قطعہ تاریخ طبعیت

خطبات آل انڈیا سنٹی کالفرنس

نتیجہ فکر ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ "مہر و ماہ" لاہور

جلال دیں قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف، دل نشیں یہ کہ جس کا ہر لفظ درحقیقت، حقیقتوں کا کھسکا ہوا ہے جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذب دل کا دل عدو کی رگوں پہ بیشک سدا ہی چلتا رہے گا آرا، کہاں ہیں وہ مرد حق، مجاہد، کہاں وہ عزم و عمل سراپا؟ تھا در ملت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشق نبی بہارا ترپ اک آزادی وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کار فرما چمک رہا دم قدم سے ان کے وطن کی قسمت کا کھسکا ستارا یم تفکر میں غوطہ زن جو فدائے تاریخ گو ہوا تو سن طاعت پہ اس کے ملھم "وقائع تاریخ" ہے پکارا

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	ہفت روزہ افریشیا	لاہور	۲۲-۳۰ مارچ ۱۹۶۸ء
۲	اقدام	"	۲۶ مئی ۱۹۶۳ء
۳	الفتح	کراچی	۲۴-۲۸ مئی ۱۹۶۴ء
۴	الفتیہ	امرتسر	مختلف شمارے ۱۹۶۰ء-۱۹۶۵ء
۵	چٹان	لاہور	۲۶ جون ۱۹۶۲ء
۶	دید بیکندری	رام پور	مختلف شمارے ۱۹۶۵ء-۱۹۶۷ء
۷	زندگ	لاہور	۲۲-۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء
۸	رغائے مصطفیٰ	گوجرانوالہ	۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ، ۸ صفر ۱۳۸۸ھ
۹	دولنامہ انجام	دہلی	۱۵ جولائی ۱۹۶۵ء، ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء
۱۰	مسادات	لاہور	۲۱-۱۵ اگست ۱۹۶۶ء
۱۱	نوائے وقت	"	۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء، ۱۶ جون ۱۹۶۸ء
۱۲			۲۶ اگست ۱۹۶۱ء، ۳ مئی ۱۹۶۶ء
۱۳			۱۰ مئی، ۲۶ مئی ۱۹۶۸ء

۱۶	حضرت شیخ القرآن	رانا منظور احمد خاں	وزیر آباد ۱۹۶۱ء
۱۷	حیات اعظم حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری	کراچی ۱۹۵۵ء
۱۸	حیات صدر الاناضل	مولانا غلام معین الدین نعیمی	لاہور طبع دوم
۱۹	خطبات عثمانی	پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی	" ۱۹۶۲ء
۲۰	خطبہ صدارت جمعیت عالیہ	مولانا محمد طاہر ضا خاں قادری	بریلی ۱۹۲۵ء
۲۱	خطبہ صدارت جمہوریتہ اسلامیہ	سید محمد محدث کھوجھوی	مراد آباد ۱۹۶۶ء
۲۲	خطبہ صدارت سنی کانفرنس، پھونڈ	سید مصباح الحسن مودودی	" "
۲۳	خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ	علامہ شبیر احمد عثمانی	طبع ہاشمی بک ڈپرن لاہور
۲۴	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	لاہور ۱۹۶۸ء
۲۵	سیرت امیر ملت	پروفیسر محمد طاہر فاروقی	" ۱۳۹۴ھ
۲۶	شاہراہ پاکستان	چودھری خلیق الزماں	کراچی ۱۹۶۷ء
۲۷	ضیاء القنادیل	انجمن حزب الاحناف	لاہور ۱۹۲۵ء
۲۸	فاضل بی بی اورنگ موالیات	پروفیسر محمد مسعود احمد	" ۱۹۶۲ء
۲۹	قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)	پروفیسر احمد سعید	" ۱۹۶۶ء
۳۰	قائد اعظم کے ۲۷ سال	خواجہ رضی حیدر	کراچی "
۳۱	قائد اعظم میری نظریں	ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی	لاہور "
۳۲	ماثر الاجداد	پروفیسر منظور الحق صدیقی	" ۱۹۶۶ء
۳۳	مجموعہ آوازیں	خالد لطیف گابا	" ۱۹۶۵ء
۳۴	مکاتیب بہادر یار جنگ	بہادر یار جنگ اکادمی	کراچی ۱۹۶۷ء
۳۵	ملفوظات امیر الملت	سید منور حسین شاہ	لاہور ۱۹۶۶ء
۳۶	نقش حیات (جلد دوم)	علامہ حسین احمد مدنی	" ۱۹۶۵ء

رسائل

نمبر شمار	نام رسائل	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ)	لاہور	جولائی ۱۹۴۸ء
۲	السواد الاعظم	مراد آباد	رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ، شعبان ۱۳۴۶ھ
۳	اشرفی	کچھوچھا (فیض آباد)	شوال ۱۳۵۰ھ
۴	برگ گل	کراچی	اپریل، مئی ۱۹۲۵ء
۵	چراغِ راہ	"	دسمبر ۱۹۶۹ء
۶	سیارہ ڈائجسٹ	لاہور	اگست ۱۹۶۴ء
۷	ضیائے حرم	"	جون، جولائی ۱۹۶۴ء
۸	فیضان	"	مارچ ۱۹۶۸ء
۹	ترجمانِ اہلسنت	کراچی	اگست ۱۹۶۱ء

